

کلیاتِ امدادیہ

یعنی دس کتابوں کا مجموعہ

جو تہذوف و سلوک، تزکیہ نفس اور اصلاح اخلاق میں
بے نظیر اور اس فن کی بنیادی اور مشہور کتابیں ہیں

سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ



دارالافتاء

ادنیٰ بازار، ایم ایس بجار روڈ، کراچی، پاکستان فون: 2631667

وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُنَزِّلُ مَنْ تَشَاءُ ط

کلیاتِ امدادیہ

یعنی دس کتابوں کا مجموعہ

۱۔ ضیاء القلوب	۲۔ فیصلہ ہفت مسئلہ	۳۔ نالہ امدادِ غریب
۴۔ ارشادِ مرشد	۵۔ جہادِ اکبر	۶۔ مثنوی تحفۃ العشاق
۷۔ غذائے روح	۸۔ دردِ غمناک	۹۔ گلزارِ معرفت
۱۰۔ وحدۃ الوجود		

جو تصوف و سلوک، تزکیہ نفس اور اصلاح اخلاق میں
بے نظیر اور اس فن کی بنیادی اور مشہور کتابیں ہیں

مصنفہ:

سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ

کتاب اور اس کے مصنف کا مختصر تعارف

از بندہ محمد رضی عثمانی

ہندو پاک کے مرشد کامل اور سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ ان عظیم ہستیوں میں سے ہیں جنہوں نے برصغیر ہندو پاک میں وہ کارنامے نمایاں انجام دیے جس کی مثال مشکل ہے۔ اور آج برصغیر میں جو کچھ مسلمانوں میں اسلام ہاتھی ہے۔ وہ انہی کامریوں منت ہے۔ آپ نے ایک طرف تو دین و مذہب اور شریعت و طریقت کی تسبیح روشن فرمائی اور دوسری طرف جہاد باطنی کے لئے عملاً میدان جہاد میں شریک ہوئے۔ اور ۱۳۴۲ھ کی جنگ آزادی میں انگریزوں کے خلاف شامل ضلع مظفرنگر کے محاذ پر جہاد کر کے اسلام کا علم بلند فرمایا۔

آپ کی ولادت ۲۲ صفر ۱۳۲۲ھ بروز دوشنبہ بمقام قصبہ نانوتہ ضلع سہانہ پور یوپی میں ہوئی۔ لیکن آپ کا آبائی وطن تھانہ بھون ضلع مظفرنگر ہے۔

آپ کے والد نے امداد حسین اور تاریخی نام ظفر احمد رکھا۔ اور شاہ محمد اسحاق صاحب محدث دہلویؒ کو اسے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ نے آپ کو امداد اللہ کا لقب عطا فرمایا۔

آپ تعلیم کے بچے سولہ سال کی عمر میں مولانا مملوک العلی صاحب کے ہمراہ دہلی تشریف لے گئے۔ اور وہاں فارسی اور عربی کی تعلیم حاصل فرمائی۔ اگرچہ حاجی صاحب کا ظاہری علم بہت زیادہ نہ تھا لیکن باطنی علوم کی وجہ سے آپ کو علم لدنی سے نوازا گیا تھا۔ بڑے بڑے اور عظیم الشان مسائل حل فرما دیا کرتے تھے۔ آپ کا روحانی مقام اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ ہندوستان کے تقریباً سب بڑے بڑے علماء اور علماء آپ کے مرید اور خلفاء ہوئے مثلاً حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ حضرت مولانا یعقوب صاحب نانوتویؒ مولانا ذوالفقار علی صاحب مولانا اشرف علی تھانویؒ وغیرہ جن لوگوں نے بعد میں اپنے اپنے طرز پر اسلام کی وہ عظیم الشان خدمات انجام دیں جن کی مثال دنیا پیش نہیں کر سکتی۔ جنگ آزادی کے بعد جب ہندوستان میں مسلمان شرفاد کار بہنا مشکل ہو گیا تو آپ نے مکہ معظمہ کی ہجرت منظور فرمائی اور ۱۳۴۲ھ میں مکہ معظمہ ہجرت فرمائے۔ اور وہیں جو اسی سال کی عمر میں وفات پائی ۱۲-۱۳ یا ۱۴ جمادی الاخرہ ۱۳۴۲ھ بروز بدھ اپنے مالک حقیقی سے جا ملے آپ مزار جنت العلوی میں حضرت خدیجہ الکبریٰؓ کے کچھ فاصلے پر مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ کے پہلو میں ہے آپ کی تصانیف میں سے سب سے عظیم کارنامہ تو مشنری مولانا رومؒ پر فارسی زبان میں خواشی لکھنے کا ہے۔ جسکی خوبیوں سے سب اہل علم واقف ہیں ان کے علاوہ آپ کی دس تصانیف کا مجموعہ بنام کلیات امداد ایہ عوام و خواص میں مقبول و مشہور ہو چکی ہے۔ اب تک شائع شدہ نسخوں میں غلطیاں بہت تھیں اور طباعت بھی بہت ناقص تھی اور عرصہ سے یہ کتاب نایاب ہو گئی تھی اسلئے بنام خدائے تعالیٰ دارالاشاعت کراچی سے اس کا جدید علمی ایڈیشن تصحیح و اصلاح کے بعد شائع کیا جا رہا ہے۔ اور ابتداء کتاب میں تمام تصانیف کی یکجائی اور مکمل فہرست مضامین کا اضافہ بھی کر دیا گیا ہے جسکی وجہ سے انشاء اللہ تعالیٰ کتاب مفید سے مفید تر ہو جائیگی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس خدمت کو قبول فرمائیں۔ اور اس کو ذخیرہ آخرت بنائیں آمین۔ فقط۔

بندہ محمد رضی عثمانی

۲۵ دسمبر ۱۹۶۶ء

۳ محرم ۱۳۹۶ھ

یہ حالات امداد المشاق صفحہ نمبر ۱۷۱ مولانا اشرف علی تھانویؒ اور حیات امداد از پروفیسر محمد الزار الحسن سے لے گئے ہیں جو حضرات تفصیلی حالات دیکھنا چاہیں ان کتب کے علاوہ شاہ عالم اداریہ وغیرہ بھی ملاحظہ فرمائیں

(نقطہ محمد رضی عثمانی ناشر)

مکمل فہرست مضامین

کلیات امدادیہ

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۲۲	ذکر ازہ کا طریقہ	۲	کتاب اور اس کے مصنف کا مختصر تعارف
۲۲	ذکر ازہ کا دوسرا طریقہ		ضیاء القلوب
۲۳	دوسری فصل اشغال ذکر کے بیان میں	۸	ابتدائیہ از مصنف
	خطرات سدہ کا انسداد جس ذکر سے ہو جاتا ہے اس کا	۹	مقدمہ
۲۳	بیان	۱۰	پہلا طریقہ صلحاء و اخیار کا ہے
۲۴	جس نفی و اثبات کا طریقہ	۱۰	دوسرا طریقہ مجاہدات و ریاضات کا ہے
۲۴	نفی و اثبات کے جس کا دوسرا طریقہ	۱۰	تیسرا طریقہ اصحاب اشطاریہ کا ہے
۲۵	شغل سے پایہ دورہ چشتیہ کا طریقہ	۱۰	فصل اول: طریقہ بیعت میں
۲۶	شغل سلطان نصیر اکا کا طریقہ		باب اول: حضرات چشتیہ کے اذکار و اشغال اور
۲۶	شغل سلطان محمود اکا کا طریقہ		مراقات کے تفصیلی حالات
۲۷	شغل سلطان الاذکار کا طریقہ	۱۲	پہلی فصل
۲۷	شغل سرمدی کا طریقہ	۱۲	توجہ کا طریقہ
۲۸	شغل بساط کا طریقہ	۱۲	دوسرا طریقہ
	تیسری فصل: ان انوار اور مراقات کے بیان میں جو	۱۳	ذکر کا بیان
۲۹	ذکر اور مراقبہ کی حالت میں ظاہر ہوتے ہیں۔	۱۴	مراتب ذکر کے بیان میں
۲۹	مراقبہ کا طریقہ	۱۵	نفی و اثبات کا دوسرا طریقہ
۳۰	دوسرا طریقہ	۱۶	اثبات مجرد کے ذکر کا طریقہ
۳۰	مراقبہ رؤیت	۱۶	اسم ذات کے ذکر کا طریقہ
۳۰	مراقبہ اقربیت	۱۷	نفی و اثبات کا اس ذکر کے علاوہ دوسرا طریقہ
۳۱	دیگر مراقات بہت ہیں	۱۸	پاس انفاس کا طریقہ
۳۱	دوسرا مراقبہ	۱۹	پاس انفاس کا دوسرا طریقہ
۳۲	فنا کے مراتب کا بیان	۱۹	مرید غی کا دوسرا طریقہ
۳۶	اجتہاد اور برے انوار و آثار کی کیفیت	۲۰	اسم ذات کے زبانی ذکر کا بیان
	دوسرا باب، حضرات قادریہ جیلانیہ کے اذکار و اشغال	۲۰	اسم ذات مع الضرب کا طریقہ
۳۶	کے بیان میں	۲۰	دوسرا طریقہ
۴۰	جس نفی و اثبات کا طریقہ	۲۱	چہار ضربی کا دوسرا طریقہ
۴۰	پاس انفاس کا طریقہ	۲۱	اسم ذات قلندری کا طریقہ
۴۰	اسم ذات با ضربات کا طریقہ	۲۱	ذکر جارب کا طریقہ
	دوسری فصل: اشغال قادریہ کے بیان میں اسم ذات	۲۱	ذکر حدازی کا طریقہ

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۵۵	آئندہ واقعات کی واقفیت کا طریقہ	۴۰	خفیہ کا طریقہ
۵۶	بلا کے دفعہ کرنے کا طریقہ	۴۱	برزخ کبیر کا شغل
	چوتھا باب: قرآن پاک پڑھنے اور نماز ادا کرنے اور دیگر اعمال کی کیفیت	۴۱	اسم ذات کا شغل
۵۶	اول قرآن شریف کی تلاوت کا طریقہ	۴۱	شغل دورہ قادر یہ کا طریقہ
۵۷	نماز پڑھنے کا طریقہ	۴۲	تیسری فصل: مراقبات قادر یہ کے بیان میں
۵۸	نماز ادا کرنے کا دوسرا طریقہ	۴۲	دوسرا مراقبہ
۶۰	نماز کا ایک اور طریقہ	۴۲	آیت کا مراقبہ
۶۰	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا طریقہ	۴۳	اول مراقبہ توحید افعالی
۶۱	نماز کن فیکون کا طریقہ	۴۳	دوسرا مراقبہ توحید صفائی کا ہے
۶۱	نماز استخارہ کا طریقہ	۴۴	تیسرا مراقبہ
۶۲	استخارہ کا دوسرا طریقہ	۴۴	ذکر برائے شائے مریض
۶۳	ایک اور طریقہ	۴۴	ارواح اور ملائکہ کے کشف کا طریقہ
۶۳	صبح و شام کے مختلف اعمال کا بیان	۴۴	آئندہ کے حالات سے باخبر کر دینے والا ذکر
۶۵	ختم خواجگان چشت کا طریقہ	۴۴	بیماری کی شفا کے لئے ذکر
۶۵	ختم خواجگان قادر یہ کا طریقہ	۴۵	مشکل چیزوں کے حصول اور آئندہ کے متعلق واقفیت
	سلوک کے راستوں کے موانع کا بیان اور ان کے	۴۵	حاصل کرنے کا ذکر
۶۵	دفعیہ کا بیان	۴۵	کشف قبور کے واسطے ذکر
۶۶	تصرفوں کی کیفیت اور ان کا علاج	۴۵	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کے کشف کا ذکر
۶۷	چلہ کا طریقہ	۴۵	حاجت براری کا ذکر
۶۸	خلوت کی شرطیں	۴۶	تیسرا باب: حضرات نقشبندیہ کے اذکار و اشغال میں
۶۹	نصیحت اور وصیت آمیز کلمے	۴۶	استخارہ کا طریقہ
	مشائخ طریقت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے	۴۶	لطائف ستہ کا بیان اور ان کے ذکر کا طریقہ
۷۳	سلسلوں کی کیفیت	۴۸	لطائف ستہ کے شغل کا بیان
۷۴	سلسلہ حضرات چشتیہ صابریہ قدوسیہ کا بیان	۴۸	ذکر جارب کا طریقہ
۷۴	سلسلہ چشتیہ نظامیہ قدوسیہ	۴۹	سلطان الاذکار کا طریقہ
۷۴	سلسلہ عالیہ قادر یہ قدوسیہ کا بیان	۴۹	نفی و اثبات کا طریقہ
۷۵	سلسلہ عالیہ قدوسیہ نقشبندیہ	۴۹	شغل نفی و اثبات کا طریقہ
۷۶	سلسلہ سہروردیہ قدوسیہ	۵۰	توحید افعالی کا طریقہ
۷۶	سلسلہ کبریہ قدوسیہ	۵۱	مراقبہ نیافت
	۲ فیصلہ لغت مسئلہ	۵۲	مشائخ کے تصرفات اور توجہ کا طریقہ
۷۷	ابتدائیہ	۵۲	مرض کے سلب کر لینے کا یہ طریقہ ہے
۷۸	پہلا مسئلہ مولود شریف کا		زندہ اور مردہ اہل اللہ کی نسبت دریافت کرنے کا
۸۱	دوہرا مسئلہ فاتحہ مروجہ کا	۵۵	طریقہ خطرہ معلوم کرنے کا طریقہ

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۹۸	شجرہ قادریہ	۸۲	تیسرا مسئلہ عروس و سماع کا
۹۹	شجرہ نقشبندیہ	۸۳	چوتھا مسئلہ ندائے غیر اللہ کا
۹۹	شجرہ سہروردیہ	۸۴	پانچواں مسئلہ جماعت ثانیہ کا
۱۰۰	شجرہ پیران چشت اہل بہشت (منظوم)	۸۵	چھٹا و ساتواں مسئلہ امکان نظیر و امکان کذب کا
۱۰۵	نصائح متفرقہ	۸۶	وصیت
	۵ جہاد اکبر (نظم)	۸۶	اشعار مثنوی معنوی در تمثیل اختلاف از حقیقت شناسی
۱۰۶	حمد	۸۷	۳ نالہ امداد غریب (نظم)
۱۰۶	مناجات بجناب قاضی الحاجات	۸۸	خمسہ بر مناجات حضرت ابوبکرؓ
۱۰۸	لفت شریف	۹۰	غزل در شوق زیارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
۱۰۸	مثنوی افسوس اور ندامت غفلت پر اور تنبیہ کرنا، نفس سرکش کو اور اللہ کی طرف رجوع کرنا	۹۰	مناجات
۱۰۹	تنبیہ کرنا اور ڈانٹنا نفس مردود کو، جواب دینا نفس کا	۹۱	مناجات حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
۱۱۱	نفس سے عاجز ہو کر بادشاہ روح سے مدد چاہنی	۹۱	مناجات دیگر
۱۱۲	جاسوس و سواس کو باخبر کرنا کہ نفس کو تن میں رہنا ہے		۱۲ اشارہ مرشد
	خبر ہونی وزیر عقل کو اور بھیجنا اسیر قناعت کو بمقابلہ حرص	۹۲	وظائف صبح
۱۱۳	سنگھ کے اور حکم کو غصہ کے اور ان کی فتح ہونا	۹۳	وظیفہ بعد ہر نماز
۱۱۳	آنا شہوت سنگھ کا مقابلہ وزیر عقل کے	۹۴	بیان اذکار و اشغال اور مراقبات کا
	بھیجنا وزیر عقل کی امیر تقویٰ کو مع افواج شرم و حیا	۹۵	طریقہ ثبات مجرد
۱۱۴	بمقابلہ شہوت سنگھ کے اور فاحش ہونا امیر تقویٰ کا	۹۵	طریقہ اسم ذات
	غصہ کرنا نفس کا شیطان وزیر پر اور سوار ہونا لڑنے کے	۹۵	طریقہ ذکر پاس انفاس
۱۱۵	لئے شیطان روح سے	۹۶	پاس انفاس کا دوسرا طریقہ
	آگاہ ہونا سلطان روح کا اور بھیجنا وزیر عقل کو مع لشکر	۹۶	بیان ذکر اسم ذات ربانی
۱۱۵	دین و تقویٰ اور برابر ہند دونوں لشکروں کا	۹۶	طریقہ ذکر نفی اثبات
	سلطان روح کا دیوان کل کو طلب کرنا کہ وہ پیر روشن	۹۶	طریقہ شغل اسم ذات کا
۱۱۶	ضمیمہ ہے اور شامل کرنا صلاح جنگ میں	۹۶	طریقہ شغل نفی اثبات کا
	آگاہ کرنا جاسوس نفس کا شیطان وزیر کو اور بھیجنا طول	۹۷	مراقبہ کا ایک اور طریقہ
	اہل سنگھ کو عقل اور پیر کے قتل کے لئے زہر ہے اور اس کا	۹۷	مراقبہ کا دوسرا طریقہ
۱۱۷	نام امید ہونا۔	۹۷	طریقہ ذکر اسم ذات کا
	مطلع کرنا جاسوس دین کا کہ جو مفتیاں یقین کے ہیں	۹۷	اول الطیفہ قلبی
۱۱۷	سلطان روح کو اس امر سے۔	۹۷	دوسرا الطیفہ روحی
۱۱۸	پیر اور عقل کی تمہیانی روح کے طول اہل کے شہر سے	۹۷	تیسرا الطیفہ نفسی
	نام امید ہونا طول اہل سنگھ اور بھیجنا نفس کا حد سنگھ اور نخل	۹۷	چوتھا الطیفہ ستیری
	سنگھ اور ریا سنگھ اور عجب سنگھ کو لڑائی کے لئے وزیر عقل	۹۷	پانچواں الطیفہ خفی
۱۱۸	اور دیوان پیر کے۔	۹۷	چھٹا الطیفہ خفی
		۹۸	تجربات و سلاسل، شجرہ چشتیہ

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۱۳۵	بیان کرنا تحفہ بی بی کا کہ میرا محبوب و معشوق قادر مطلق ہے یعنی اللہ ہے۔	۱۱۹	وزیر عقل کا اس واقعہ سے آگاہ ہو کر امیر سخاوت کو نخل کے مقابلہ میں بھیجنا۔
۱۳۶	رجوع بقصہ	۱۱۹	اور فتح ہونا صدق و اخلاص کو حسد پر خوف ورجا کو ریا پر۔
۱۳۷	حکایت حضرت شیخ منصور	۱۲۰	خبر ہونا نفس کو اس شکست کی اور بھیجنا ہر اول طمع کو اور حب جاہ اور حب دنیا اور فضول کلام کو لڑنے وزیر عقل سے۔
۱۳۷	ملاقات ہونا شیخ سری سقطی کی تحفہ کے مالک سے		بھیجنا وزیر عقل کا اسیر توکل کو مقابلہ کو مقابلہ طمع کے اور خضوع کے غرور کے لئے اور زہد و تقویٰ کو حب دنیا کے لئے اور فنا کو جاہ کے لئے اور خاموشی کو فضول کلام کے لئے۔
۱۳۸	تاجر کا حال بیان کرنا بی بی تحفہ کا	۱۲۱	بھیجنا نفس کا بخشی تکبر کو جنگ کے لئے اور مقابلہ پہ آنا تو اضع کا تکبر سے اور فتح پانی اسلام کی اور بھاگنا شیطان کا اور پکڑا جانا نفس کا۔
۱۳۸	ظاہر ہونا تحفہ کے عشق کا	۱۲۲	حکم کرنا روح کا نفس کے قتل کا اور چھڑانا وزیر عقل کا قتل سے اور قید کر دینا اس کو۔
۱۳۹	تحفہ کو بیمارستان میں مقید کرنا اور اس کا غلبہ عشق الہی	۱۲۳	خاتمۃ الرسالہ
۱۵۰	شیخ سری سقطی کا تحفہ سے اس کا حال پوچھنا	۱۲۷	۶ مثنوی تحفۃ العشاق (نظم)
۱۵۰	ذکر عطا بے انتہائے الہی در عبادت	۱۲۸	مناجات بجناب الہی تعالیٰ شانہ
	سری سقطی کا تحفہ کو خریدنا اور تاجر کا منظور نہ کرنا اور تحفہ کو آزاد کر دینا	۱۲۹	مناجات دیگر
۱۵۱	مناجات شیخ سری سقطی در طلب قیمت تحفہ کاملوں کی	۱۳۰	نعت شریف پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
۱۵۲	صحبت کی تائید اور ان کی فرصت کی حرص	۱۳۰	در مدح چار یار کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین
۱۵۳	تحفہ کا آزاد ہو کر مخلوق سے بھاگنا	۱۳۱	در مدح اہل بیت
	شیخ اور تاجر اور امیر بن شنی کا بیت اللہ کو جانا اور امیر کا راستہ میں انتقال ہونا تحفہ کا اور ملاقات ہونا شیخ کی تحفہ سے اور انتقال ہونا تحفہ کا اور تاجر کا۔	۱۳۱	تصفیف مثنوی کی وجہ
۱۵۵	نظم از جناب مولانا اشرف علی تھانوی	۱۳۳	رجوع بقصہ
۱۵۶	۷ غذائے روح (نظم)		در بیان محرومی و ندامت بر حال خود حسرت مفارقت بزرگان و یاران
۱۵۷	حمد	۱۳۴	شروع داستان حضرت بی بی تحفہ مغنیہ
۱۵۷	نعت شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم	۱۳۵	تمیز عشق حقیقی و عشق مجازی و ذم عشق مجازی
۱۵۷	مدح مبارک ہر چہار خلفاء و دیگر اصحاب	۱۳۵	داستان و بیان حال حضرت سری سقطی
۱۵۷	مدح حضرت میاں جیونور محمد جھنجھانوی	۱۳۸	کیفیت بیمار خانہ مقولہ سری سقطی
۱۵۹	مناجات بجناب باری تعالیٰ	۱۳۸	ملاقات سری سقطی از بی بی تحفہ و بیان حال عشق
	بیان لطف و احسان حضرت مولانا و مرشدنا قطب میاں و مولوی نور محمد صاحب قدس سرہ جو ہمارے شیخ ہیں۔	۱۳۹	بیان چروالہ موسیٰ علیہ السلام (تمثیلاً)
۱۶۰	ذوق و شوق محبت الہی کا بیان	۱۴۱	موسیٰ علیہ السلام کا عذر کرنا شبان چروالہ سے
	کتاب نان و جلوه مصنفہ بہاؤ الدین عالی جو ہمارے حسب حال ہے	۱۴۱	بی بی تحفہ مغنیہ کا ذکر اور ان کا ذکر زور و شور عشق
۱۶۲	داستان ندامت کہ عمر بیکار خرچ کی اور قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ جھوٹا مومن کا شفا ہے	۱۴۳	حکایات بطریق تمثیل
۱۶۳	قطع علاقہ اور گوشہ نشینی		
	ایک جاہل عابد کی حکایت جو غار میں رہتا تھا اور ایک		

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۱۸۷	کسی کے برا بھلا کہنے کا خیال نہ کرے بلکہ خدا اور اس کے رسول کے احکام کے مطابق عمل کرے	۱۶۳	جوان دنیا دار کی
۱۸۸	ایک بے وقوف مرد کی حکایت	۱۶۸	ان علماء کی مذمت جو امراء سے مشابہت رکھتے ہیں اور فقراء سے دور رہتے ہیں
۱۸۹	خاموشی جو انسان کی تمام عادتوں سے بہتر ہے	۱۶۹	متفرق چیزوں کا بیان اور اشارہ قول تعالیٰ اِنَّ السَّعۃَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تَذَبْحُوْا بَقَرَةً
۱۸۹	ایک حکایت بطور مثال	۱۷۰	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول حب الوطن من الایمان کی کیا غرض ہے۔
۱۹۰	ان لوگوں کی مذمت جو بظاہر فقراء سے مشابہت رکھتے ہیں لیکن اصل میں وہ شقی ہیں	۱۷۱	ایک حکایت بطور مثال
۱۹۰	حضرت بایزید بسطامی کی حکایت	۱۷۲	عشق کی راہ کی مصیبتیں جو اگرچہ بھاری ہیں لیکن عشاق کے لئے باعث تسکین و راحت ہیں
۱۹۱	خدا کی عبادت صرف خدا ہی کے لئے ہونی چاہئے نہ طمع جنت یا خوف دوزخ کے لئے	۱۷۳	دنیا کو ترک کر کے پہاڑ کے غار میں رہنے والا عابد اور خدا کی طرف سے اس کی آزمائش اور نصیحت یعنی ایک کتے سے۔
۱۹۱	محمود غزنوی اور ایاز غلام کی حکایت	۱۷۴	ریا کاروں اور مکاروں کی مذمت جو بڑا لشکر شیطان کا ہے
۱۹۲	ماسوا کو ترک کر کے محبت الہی کی طرف رغبت	۱۷۵	حکایت بطور مثال
۱۹۲	ہر چیز اسم ذات اللہ کا مظہر ہے اور ہر چیز سے اللہ تعالیٰ کا نام نکالنے کا حسابی طریقہ	۱۷۵	ان مدرسوں کی مذمت کہ جن کا مقصد اپنا فضل اور بزرگی ظاہر کرنا اور مخلوق کو دھوکہ دینا ہے
۱۹۳	تاریخ وفات شاہ عبدالغنی صاحب دہلوی	۱۷۶	ان لوگوں کی مذمت جو ہمیشہ اسباب دنیا جمع کرتے ہیں لیکن عقلی سے غافل ہیں
۱۹۵	۸۔ رسالہ درد غمناک (نظم)	۱۷۷	آخرت کے کاموں کی انجام دہی دنیا کے کاموں سے بہتر ہے
	۹۔ گلزار معرفت	۱۷۸	ایک زاہد کا اسیر دنیا دار کو تنبیہ
۲۰۳	التماس جامع اوراق	۱۷۸	جو شخص دنیا سے بھاگتا ہے دنیا اس کے پاؤں پڑتی ہے اور جو دنیا کی طرف دوڑتا ہے دنیا اس سے بھاگتی ہے
۲۰۳	مناجات بدر گاہ الہی	۱۷۹	ایک صوفی کا ارشاد اپنے مریدوں کی دل جمعی و تسکین کے لئے اور طائروں کا اپنا حال بیان کرنا
۲۰۵	چار نعتیہ غزلیں	۱۷۹	حکایت بطور مثال
۲۰۷	عشقیہ و نعتیہ غزلیں	۱۸۰	ان لوگوں کی مذمت جو بادشاہوں سے مصاحبت رکھتے ہیں اور اہل سلوک ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں حالانکہ یہ محال ہے۔
۲۱۵	غزلیات فارسی	۱۸۱	ایک مرد عارف کے سامنے دنیا کا عورت نازنین کی شکل میں آتا
۲۱۵	جواب خط سید علی احمد تخلص صلی علی احمد انبھوی	۱۸۲	قصہ دو بہنا ایک چرواہے کا آزمائش اور بد اعتقادی سے۔
۲۱۶	غزل شوقیہ ارکان حج	۱۸۶	ان کی مذمت جو دنیا کی بے لذت چیزوں میں غرق ہیں۔
۲۱۶	عرضی عبداللہ مسکین در مدح شریف عبداللہ شجرہ قادریہ قمیصیہ منظومہ		
۲۱۷	رباعی، اور عیدی		
۲۱۷	۱۰۔ رسالہ وحدۃ الوجود		
۲۱۸	آغاز و جواب		
۲۲۰	نقحرہ دور بطریق انتخاب از مضامین مکتوب		
۲۲۳	مختصر حال وصال حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی		



ابتدائیہ از مصنف رح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعریف کے تمام مرتبے اس یکتا کیواسطے مخصوص ہیں جس کو تمام موجودات پوجتے ہیں اور چاہے وہ جوں
 قیدوں سے آزاد ہے اور بڑے مرتبہ والا ہے اور پریشان کی نعمت ان محترم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے ہے جو
 دنیا کے وجود کا سبب اور خدا کے سچے قائم مقام ہیں خدا ان پر اور ان کے متعلقین اور دوستوں پر باران رحمت کی بارش
 کرے۔ یہ مذہبی فرض ادا کرنے کے بعد جناب تقدس مآب جمیع الفضائل والمناقب صاحب الشریعۃ والطریقۃ مولانا
 و مرشدنا و ادینا میان جیو نور محمد جھنجھانوی چشتی قدس سرہ کا ایک ادنیٰ خادم اور ان کی درگاہ اقدس کا ایک
 کمترین خاکروب امداد اللہ فاروقی چشتی باادب عرض کرتا ہے۔ کہ میرے بعض مخلصین دیار ان طریقت
 علیٰ مخصوص میرے عزیز حافظ محمد یوسف نے جو امام العاشقین عارف باللہ کامل اکمل حضرت حافظ محمد
 ضامن شہید فاروقی چشتی کے تحت جگر میں۔ باصرار کہا اور تحریک کی کہ خاندان چشتیہ جہاں یہ قدم سیرجہ اشغال
 میں مشغول ہوئے تھے۔ اور جواز کار و مراقبات ان کے معمول بہا تھے ان کو ایک کتاب کی صورت میں جمع کر دیجئے جس
 پر عمل کیا جائے۔ اور آئندہ کام آئے کیونکہ آپ کے حرم محرم کی جاوید کشتی کی وجہ سے ہمارے اور آپ کے درمیان
 جدائی کی ایک بہت وسیع خلیج ہو گئی ہے۔ کجا آپ کہ حرمین شریفین کی خدمت کر رہے ہیں اور کجا ہم کہ ہندوستان
 میں پڑے ہوئے ہیں اور ظاہر ہے کہ اس حالت میں تعلیم و تعلم بغیر کتابی صورت کے نہیں ہو سکتی ہے۔ اگرچہ
 اس کمترین اور نالایق کی کم لیاقتی اس ارشاد کے پورا کرنے سے مانع ہوتی تھی لیکن ان حضرات کے غیر معمولی
 اصرار سے رو تابی کا کوئی موقع نہیں دیکھا اور درگاہ احدیت سے اعانت کا خواستگار ہوا۔ اور حکم الہی اس کی
 کتابت پر مامور کیا۔ رکھیں کہ عادت الہی یونہی ہے کہ جس شخص سے لوگوں کو عقیدت ہوتی ہے اس کے زبان و قلم سے
 لوگوں کو فائدہ ضرور پہنچتا ہے، اسوجہ سے مجھ کو اپنے خاندان کے اکابرین اور پیرو مرشد سے جو کچھ سلسلہ چشتیہ
 قادریہ نقشبندیہ کے اذکار و اشغال کے متعلق واقفیت حاصل ہوئی ہیں۔ ان کو ایک کتاب کی صورت میں جمع
 کرتا ہوں شاید میری یہ کوشش بار آور ہو اور جن حضرات کے اصرار نے مجھ کو مجبور کیا ہے ان کو معتد بہ فائدہ اور
 جو مقصود اس اصرار کا مقنا حاصل ہو وہ اللہ بھدری من یشاء دانی صراط مستقیم۔ اب معلوم کرنا چاہئے کہ چونکہ مقررہ حضرت
 و مشائخ چشتیہ میں بہت بڑا نسبتی اتحاد ہے اسوجہ سے ان دونوں کے اشغال و اذکار تقریباً ایک دوسرے سے مخلوط ہو گئے ہیں اور امتیازی
 فرق فنا ہو گیا یہاں تک کہ ایک دوسرے کے مخصوص اشغال و اذکار میں مشغول ہوتا ہے اور چونکہ مقصود اور مولویوں کی متحد ہے اس واسطے میں
 دونوں سلسلوں کے اذکار مخلوط لکھتا ہوں اور مجبور پر فرق اور امتیاز ظاہر نہ کیا۔ اور اس کا مضمیناً القلوب لکھا واللہ ولی التوفیق

مقدمہ

جان تو خدا تیری طریقہ سلوک میں مدد کرے، اگر کبھی سالک کو خدا کی راہ پر چلنے اور اس کے عطا مستقیم پر کامزنی کی توفیق دی جاتی ہے تو اس کا قلب انوار ہدایت سے منور کر دیا جاتا ہے۔ اور ضلالت اور گمراہی سے صاف کر دیا جاتا ہے۔ یہی اللہ لنورہ من یشاد اس نور کا یہ اثر ہوتا ہے کہ اس کے دل میں دنیا کی طرف سے نفرت اور آخرت کی طرف رغبت پیدا ہو جاتی ہے اور اپنے خاص کو یاد کر کے عنان استغفار بامقصد میں لے کر غفور رحیم و قبلہ حاجات کی طرف رجوع کرتا ہے اور ظاہر ہے کہ اس وقت کامیابی اور فوز مرام بغیر کسی مرشد کامل کی درگاہ کے جبہ سانی کے حاصل نہیں ہو سکتا ہے تو اسکو بھی چاہئے کہ کسی جامع شریعت و طریقت کی غلامی کا فخر حاصل کرے تا شیطانی وساوس و ہوائے نفسانی سے اسکے التفات اور توجہ سے محفوظ رہ سکے اور اپنے امراض باطنی کے لئے اسی حکیم صادق کے بتائے ہوئے نسخے کو استعمال کرے کیونکہ جب تک کلامی امراض (درد، بخل، غرور، کینہ، ریا وغیرہ) کا انسداد نہ ہو جائے گا۔ اور ان کی جگہ اوصاف حمیدہ (علم، حلم، سخاوت، اخلاص، انقیاد، کم نوری، کم آرام طلبی، کم گفتگو وغیرہ) نہ پیدا ہونگے اسوقت تک وصول الی اللہ نہیں ہو سکتا۔ انہیں ضرورتوں کو مد نظر رکھ کر کسی مرشد کے سامنے زانوئے ادب تہ کرنا ضروری کر دیا گیا ہے۔ جناب باری نے ایک جگہ فرمایا ہے۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ ط وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ ط** دوسری جگہ فرماتا ہے **وَاللَّيْثُ نَبِيلٌ ط إِنَّا نَبِئُكَ إِنَّا دُنُوْنَا مِن صِغَرٍ مُّسْتَعْلِمِينَ ط** سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم جو نبی حکم ہے نیز بیعت کرنا اور کسی مرشد کامل کی غاشیہ برداری ایک ایسا فعل ہے جو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرف بھی منسوب ہے کلام اللہ میں ہے **إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ الْبُيُوءَةُ نَفْسًا يَدْعُوكَ اللَّهُ إِلَيْهَا فَيَكُونُ اللَّهُ إِلَهُكَ فَمَا تَعْبُدُ إِلَّا اللَّهَ فَاغْلُظْ وَخُذْ الْحِمْلَ ط وَإِنَّ إِلَهُكَ لَإِلَهُ الْأَنْبِيَاءِ ط لَمَّا تَبَايَعْتَهُ قُلْ خُذُوا حِلْمِي ط وَلَا تَجْعَلُوا حِلْمِي سَبَبًا فَيُضِلُّكُمْ وَلَا تَكُونُوا سَبَبًا ط** جناب رسالت مآب نے فرمایا ہے **الشيخ في قوله المحذوف** نیز پیشوا یا ان اسلام کا ارشاد کہ جو شخص رب العالمین کی ہم نشینی کرنا چاہتا ہے اس کو حضرات متصوفین کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیئے۔ اور چونکہ شیوخ قوم نابین رسول میں اس لئے اُن کی

۱۵۔ اے مسلمانو خدا سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو ۱۲: ۵۲

جس کا میلان میری طرف ہو اس کی اتباع کرو ۱۲ : سکہ ۱۷ محمدؐ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ دراصل خدا کی بیعت کرتے ہیں سکہ جب درخت کے نیچے تمہارے ہاتھ پر بیعت کرتے تھے ۱۲ شہید شیخ قبیلہ اپنی قوم میں ایسا ہی ہے جیسا کہ نبی اپنی امت میں ۱۲ شہید۔

خدمت ضروری ہے۔

بنابر یہ جو شخص اپنے تمام وقت کو خدمت میں شیخ کامل کے صرف کر دے اور اپنے نفس کا اختیار کئی اس کو دیدار کا اس کے متعلق امید قوی ہے کہ ضرورتاً حاصل ہو جائے تبغیر اس وقت ہم طریق سلوک نچل اور مختصر تحریر کرتے ہیں چونکہ ہر مرض کا علاج جدا گانہ ہے اسی وجہ سے امراض قلبی میں طبیب حاذق یعنی شیخ وقت ہر مریض کو علیحدہ علیحدہ دوا تعلیم فرماتا ہے۔

بنابر یہ سلوک کے طریقے لاتعداد ہو گئے ہیں ان سب میں ہم راستے بہت قریب کے ہیں۔

پہلا طریقہ صلحاء و اختیار کا ہے

جس میں تمام شرعی فرائض روزہ، نماز، تلاوت قرآن مجید، جہاد حج کو پورا کرنا پڑتا ہے اس طریقہ میں منزل مقصود تک پہنچنے میں دیر ہوتی ہے

دوسرا طریقہ مجاہدات و ریاضت کرنیوالوں کا ہے

اس میں تمام اخلاقی غلطیوں کو اچھائیوں سے اور تمام کج رویوں کو اخلاق حمیدہ سے بدل دیتے ہیں۔ اس راہ میں اکثر فائز المرام ہوتے ہیں۔

تیسرا طریقہ اصحاب شطاریہ کا ہے

یہ تمام علاقہ دنیا سے قطع تعلق کر لیتے ہیں اور انسانی صحبتوں سے جدا رہتے ہیں ان کا مطمع نظر سوائے درود اشتیاق ذکر و شکر کے کچھ نہیں ہے ان کے نقطہ نظر سے کشف و کرامات مستحسن نہیں ہیں اور بے وقت کو ہٹو تو قبل ان تصویب کی استقامت میں صرف کرتے ہیں۔ یہ طریقہ پہلے دو طریقوں سے زائد جلد مقصد تک پہنچا دیتا ہے اس طریقہ میں کامیابی کے ذرائع دس ہیں

۱۔ اول تو یہ یعنی کوئی مطلوب سوائے خدا کے نہ ہو جیسا کہ موت کی وقت ہو جاتا ہے۔ دوسرے زہد یعنی دنیا و دنیا سے کچھ تعلق نہ رکھے جیسا کہ موت کی وقت ہو جاتا ہے۔ تیسرے مے توکل یعنی اسباب ظاہری کو ترک کر دے جیسا کہ موت کی وقت کرتا ہے چوتھے فناء یعنی جیسا کہ موت کی وقت نفسانی اور شہوانی خواہشوں کو ترک کر دیتا ہے پانچویں عزت یعنی لوگوں سے کنارہ کشی اور انقطاع کرے جیسا کہ موت کی وقت کرتا ہے چھٹے توجہ یعنی جس طرح موت کی وقت خدا ہی کی طرف توجہ اور اسکے اغراض متعلق ہوتے ہیں کرے مٹا تو یہ صبر یعنی تمام نفسانی لذات کو چھوڑ دے جیسا کہ موت کی وقت ہوتا ہے ۷۔ گھوٹے رضایہ اپنے نفس کی رضامندی چھوڑ دے اور اللہ کی رضامندی پر رضامند رہے اور اس کے ان احکام کا پابن ہو جائے جیسا کہ موت کی وقت ہوتا ہے نویں ذکر یعنی اللہ کے ذکر کے سوا تمام اذکار کو ترک کر دے جیسا کہ موت کی وقت ہوتا ہے دسویں

مراقبہ یعنی اپنی تمام قوت و اختیار کو چھوڑ دے جیسا کہ موت کی قوت ہوتا ہے پس ہر طالب کو چاہئے کہ پہلے اتباعِ شیخ سے تمام بد اخلاقیوں سے کہ لوازمِ مادیت سے ہی اپنے کو محفوظ رکھے اور اپنے کو کمالات و محاسن کا جامع بنائے اور دل میں سوائے خدا کے کسی کے خیال کو جگہ نہ دے ۔

فصل طریقہ بیعت میں

پیر کو چاہئے کہ جس وقت بیعت لینے لگے اپنے سامنے مرید کو ادب بٹھائے اور خطبہ ذیل پڑھنا شروع کرے الحمد للہ محمدؐ سے انصا یا بیعوت اللہ تک پڑھ کر اپنا ہاتھ مرید کے ہاتھ پر رکھ دے اور پھر خود دین اللہ توفیق اید ہم سے بابرک اللہ لنا د لکھ تک پڑھے اگر مرید بنو الی عورت ہو تو بجائے طریقہ مذکورہ کے رومال یا چادر یا گپٹری کا ایک گوشہ اس کے ہاتھ میں دے اور ہر مرتبہ سے یہ کہنا چاہئے کہ میں تمام ان دینوں سے جو شرک و کفر کے حامل ہیں اظہار سب زاری کرتا ہوں اور اللہ اور اسکے سچے رسول پر ایمان لگتا ہوں اور دین اسلام کو اپنا دستور العمل بناتا ہوں اور اپنے گناہوں پر اظہار شرمندگی کرتا ہوں اور ان سے پرہیز کا عہد کرتا ہوں اور محض خدا کی رضا مندی کیلئے دنیا اور اسکے لذات کو ترک کرتا ہوں اسکے بعد پڑھے رضیت باللہ الخ اس کے بعد کلمہ شہادت پڑھے اور کہے کہ میں نے فرائض ابن فلاں پیر کے ہاتھ پر ان فرائض سلسلہ میں بیعت کی اور دعا کرے بار الہا اس سلسلہ کے مقدس حضرت سے مجھ کو برکت اور فیض حاصل کر دینے اور قربات کیدن مجھ کو انہیں کیسے پتہ اٹھا اسکے بعد پیر کو مرید کی حیثیت دیکھ کر طریقہ ذکر تعلیم کرنا چاہئے اور پیر کو چاہئے کہ ملوک طریقت کے ادب اس کو تعلیم کرے اور اس پر نظر التفات رکھے اور اسکے گوش گزار کر دے کہ اپنے مقصد میں کامیابی بغیر پابندی شرع کے نہیں ہو سکتی اس واسطے احکام شرع کی پابندی ضروری ہے اور اس کے عقائد کی اصلاح کرے اور بتا دے جو مکاشفہ خلاف شرع ظاہر ہو وہ قابل اعتبار نہیں ہے اور محرمات سے اجتناب اور کباہر سے پرہیز کی تاکید کرے اور بتا دے کہ تمام اشغال پر احکام شرعی مقدم ہیں۔

سب تعریفیں خدا ہی کے لئے ہیں اس سے مدد مانگتے ہیں ہر گز ان سے تو یہ کہتے ہیں ہذا کو اسطے بنا جائے۔ اپنے نفسوں کی تڑپوں اور اپنے گناہوں کی برائیاں سے کیوں کہ جس کو خدا چاہے دیتا ہے اس کو کوئی گناہ نہیں کر سکتا اور جس کو خدا گناہ کرتا ہے اس کا کوئی روبر نہیں اور یہ گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ فرد ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے نیز اس کا کوئی بیڑہ دیتے ہیں کہ محمد خدا کے رسول اور اس کے بندے ہیں مسلمانوں ایمان لاؤ اور خدا تک رسائی کے وسائل ہیں پھر پناہ اور جہاد کو خدا کا لہ میں یقیناً تم فلاح پاؤ گے اور آخر حجتہ عامہ ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں ۱۲؎ خدا کا ہاتھ۔ ان کے ہاتھوں پر ہے جو شخص بیعت توڑے گا اس کا نقصان اس کو خود برداشت کرنا پڑے گا۔ اور جس خدا کے وعدے کو پورا کرے گا اس کو پورا اجر دیا جائے گا۔ اللہ ہم سے کون نفع دے اور بیعت مبدک کرے ۱۳؎ خدا کو اس کے پورا کرنا سونے اور اسلام کو دین متین ہونے اور محمد کو

رسول ہونے کی وجہ سے پسند کرتا ہوں ۲۷ اعہ
 الْحَمْدُ لِلّٰهِ مُحَمَّدٌ لَا وَفِيهِ تَقْوَىٰ وَكَوْنُهُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ الْفَنَاءِ وَمِنْ سَبَاتِ اَعْدَائِنَا مِنْ نَهْدِ
 اللّٰهِ فَلَا مَقِيلَ لَهُ وَمَنْ يُضِلِّهِ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَيَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَيَشْهَدُ اَنْ
 مُحَمَّدٌ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا وَابْتَغُوا الْوَسِيلَةَ فَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ
 تُفْلِحُونَ اِنَّ الَّذِينَ يَبَايِعُونَكَ اَتَمَّ يَابَايِعُونَ اللّٰهَ۔

عَمَّا يَدْعُو اللَّهَ فَوَقَّيْنَاهُم فَمَنْ تَنَكَّبَتْ فَلَمَّا تَنَكَّبَتْ عَلَى نَفْسِهِ وَمَنْ أَوْفَا بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهُ اللَّهَ فَتَزِدْ
نَبِيًّا أَجْرًا عَظِيمًا وَنَفَعْنَا اللَّهَ وَأَيَّاكُمْ بَارَكِيَ اللَّهُ لَنَا وَلَكُمْ
سَمِعَ رَضِيَ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب حضرات چشتیہ کے اذکار و اشغال و مراقبات کے تفصیلی حالات

پہلی فصل

ذکر تلقین میں پیر کو چاہئے کہ ارواح مشائخ کے فاتحہ اور ادائے ختم کے بعد متواتر تین روزوں کا حکم دے اور کہے کہ ان ایام میں کلمہ طیبہ اور استغفار درود شریف کی کثرت کرو اور تیسرے دن آخر شب یا نماز فجر یا نماز عصر کے بعد میرے پاس آؤ اور جب وہ حاضر ہو جائے تو اس کو خلوت میں لیجائے جس میں اس کے مرید کے سوا کوئی نہ ہو اور اس کو روزانہ نو مذہب بٹھائے اور پہلے اس کی طرف توجہ کرے تاکہ اس کا ذہن آسانی اذکار و اشغال کو قبول کر سکے۔

اور توجہ کا طریقہ یہ ہے۔ کہ مرشد پہلے خود تمام خیالات سے خالی ہو جائے اور پھر اپنے دل کو اس کے دل کے مقابل کرے اور خدا کے اسم ذات کی ضرب اس کے دل پر لگائے اور یہ خیال کرے کہ موجودہ ذکر کی کیفیت میری وجہ سے اس کو حاصل ہو رہی ہے اور یہ ذکر اس کے دل میں سرایت کر رہا ہے اور یہ خبریں ایک سے ایک بار ہونا چاہیئے تاکہ شوق اور ذکر کی حرارت اس کے قلب پر اثر کرے اور اس کا قلب ذکر سے حرکت کرنے لگے بعد ازیں جو ذکر اس کی حیثیت کے مطابق ہو اس کو دینا چاہیئے اور مرید کو مرشد کے بتائے ہوئے اشغال میں مشغول ہونا اور باطنی اسرار کو چھپانا چاہیئے تاکہ انوار و اسرار اس کو حاصل ہو جائیں۔

دوسرا طریقہ یہ ہے۔

کہ دعاؤں اور اذکار کو ایک بار مرشد پڑھ جائے اور مرید سننا ہے یہ عمل تین بار ہونا چاہئے اس کے بعد مرشد کہے کہ جو کچھ مجھ کو اپنے شیوخ سے حاصل ہوا ہے تجھ کو دے دیا اور مرید کہے کہ میں نے قبول کیا اس کے بعد کسی ایسے تنگ و تاریک حجرے میں رہنے کی تعلیم دے جس کی وسعت عرف لیٹنے اور کھڑے ہونیکو کافی ہو اور شور و غل کی اس میں آواز نہ آتی ہو۔ مرید کو چاہئے کہ اس حجرے میں پاک و صاف ہو کر داخل ہو اور چار زانو اس طرح بیٹھے کہ اس کی پیٹھ میں کوئی کچی نہ ہو اور آنکھیں بند کرے اور دونوں ہاتھوں کو دونوں گھٹنوں پر رکھے اور انگلیاں کھلی رکھے تاکہ اندر کے نام کا نقش پیدا ہو جائے اور داہنے پاؤں کے انگوٹھے سے رگ کیماس را ایک رگ ہے جو بائیں گھٹنے کے اندر ہے اور قلب سے تعلق رکھتی ہے اسکی تحریک و حرارت قلب پر اثر کرتی ہے (کو دبائے اس کے بعد خشوع و خضوع و حضور قلب سے یاتحی یا قیوم الخ پڑھے اس کے بعد محاسبہ اور مجاہدہ کے طریقے سے ذکر میں لگاؤ اور ملاحظہ اور واسطہ کے ساتھ بہت توجہ اور قوت و شدت جہد یہ یا خفیہ سے جس سے اس کو ذوق و انبساط پیدا ہو اور لذت ذکر سے بے خودی ہو مشغول

ہونا چاہئے۔ اور اگر کبھی غیر خدا کا خیال آئے تو دیدارِ شیخ سے اس کا انسداد کرے اور بدستور شغل میں مشغول ہو جائے تاکہ خطرات اور وساوس جو انسانیت کی وجہ سے پیدا ہوجاتے ہیں دفع ہو جائیں اور قلب کی صفائی اور تزکیہ بنفس حاصل ہو جائے تاکہ اس ذکر کا اثر اس کے تمام اعضاء اور رگوں میں ظاہر ہو جائے اور مکاشفات انوارِ غیبی کا منظر بنے اور حقائقِ اشیا اس پر منکشف ہو جائیں اور عالمِ راج سے ملاقات اور ذکرِ حقیقی و شہودِ حق حاصل ہو جائے۔

فائدہ جب ذکر کرنے والا ذکر میں ایسا کمال حاصل کرے کہ اس کی قلبی حرکت کا احساس اس کے دل کی زبان سے ہو سکے تو وہ حرکتِ قلبی تمام جسم میں پھیل جاتی ہے اور اس کی ابتداء یوں ہوتی ہے کہ پہلے کوئی عضو اسی حرکت کرنے لگتا ہے کہ جو قلب کے لئے مخصوص ہے اور اس کے بعد کبھی کبھی ہاتھ اور کبھی پاؤں کبھی سر بلا تدریک حرکت کرنے لگتے ہیں یہاں تک کہ دنیا اسکو متحرک نظر آنے لگتی ہے ذکر کا نور جب حرکت کرتا ہے۔ تو تمام جسم میں پھیل جاتا ہے اور تھوڑی مدت میں تمام جسم کو گھیر لیتا ہے اور اس ذکر کی وجہ سے اس پر مختلف مکشافات ہوتے ہیں اور عجیب عجیب قسم کے واقعات رونما ہوتے ہیں وہ کبھی روتا ہے کبھی ہنستا ہے اور کبھی متحیر و پریشان ہو جاتا ہے مرید کو چاہئے اسی حالت میں کسی طرف متوجہ نہ ہو بلکہ ذکر و فکر میں مشغول رہے اور اگر خدا کی مدد شامل ہوئی تو کبھی اپنے تمام جسم کو ذکر کر پائے گا۔ اور تمام اعضاء قلب کے ہم سر ہو جائیں گے اس ذکر میں ذکر تمام اعضاء کا ذکر نہایت ہے۔ ایک فرقہ کا خیال ہے کہ ذکر کی کثرت کی صورت میں ذکر خود اور دوسرے لوگ بھی ذکر کی آواز سنتے ہیں۔ بالکل بے بنیاد اور لا اصل ہے کیونکہ ہر ذکر بھی ذکر کی آواز کو نہیں سن سکتا ہے بلکہ اسی ذکر میں سننے کی طاقت ہے جو سالک ہو اس ذکر کو اصطلاحِ صوفیہ میں سلطانِ الادکار کہتے ہیں۔

ذکر کا بیان

ابتداءً کتاب سے اس وقت تک متعدد مرتبہ لفظ ذکر استعمال کیا جا چکا ہے لیکن اب تک یہ نہیں بتایا گیا کہ ذکر کیا ہے۔ ذکر اصطلاحِ صوفیہ میں اس کو کہتے ہیں کہ انسان خدا کی یاد میں تمام غیر خدا کو بھول جائے اور حضورِ قلب سے خدا کی نزدیکی اور معیت حاصل کرے جیسا کہ ارشاد ہوا ہے۔ اَنَا مَعَ عَذْرَى الْخَر

۱۲ ذکر کو چاہئے کہ اس غیر اختیارِ حری حرکت پر متوجہ نہ ہو بلکہ اپنے التفات کو قلب ہی کی طرف رکھے

۱۳ جب میرا بندہ مجھ کو یاد کرتا ہے اور میرے نام سے اس کے ہونٹ حرکت کرتے ہیں میں اس کیساتھ ہرجانا ہوں

اور جو مجھ کو یاد کرتا ہے میں اس کا ہم نشین اور حلّیس ہوں ۱۲

عہ أَنَا مَعَ عَبْدِي إِذَا ذَكَرَنِي وَتَحَرَّكَتْ بِي شَفَقًا وَأَنَا جَلِيسٌ مِّنْ ذَكَرَنِي۔

اور بحکم سَبَّحُوْهُ بُکِّرُوْهُ وَاَصْبَحُوْا پوری توجہ سے یا والہی میں اس طرح منہمک ہو جائے کہ اپنے نفس سے بالکل بنجیر ہو جائے اور اَلَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اَلْحَمْدَ کے زمرہ میں داخل ہو جائے اور ذکر اسکی زندگی ہو جائے جانا چاہئے کہ ذکر کی بہت سی قسمیں ہیں لیکن مقصود ذکر سے مطلوب کا حاصل ہو جانا ہے توجہ عمل سے یہ فائدہ حاصل ہو جائے وہی ذکر کہا جاسکتا ہے خواہ وہ نماز روزہ ہو یا درود شریف اور دعائیں ہوں لیکن یہ مقصد اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا جب تک کہ ذکر اپنے کو مٹا نہ دے طالبِ خدا اس کے ذکر میں اس طرح منہمک ہو جائے کہ اپنے کو اور تمام غیر اللہ کو بھول جائے جب طالب اس درجہ تک پہنچ جائے گا۔ تو اخلاقِ حسنہ یعنی زہد، توکل، گوشہ نشینی، قناعت، صبر، تسلیم و رضا خود بخود حاصل ہو جائیں گے، اور اس پر انوارِ اہلبیہ کی اس قدر تجلیاں ہوں گی کہ اس کے حواسِ خمسہ مغلوب اور مستور ہو جائیں گے۔ اور ذکر و ذکر دونوں فنا ہو جائیں گے اور صرف مذکور یعنی اللہ ہی رہ جائیگا شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سچونکہ حدیث میں اَفْضَلُ اَلَّذِیْ کَرِهَ اِلٰهًا اِلَّا اللّٰهَ آیا ہے اس واسطے اکثر مشائخ بھی اسی ذکر کی تعلیم دیتے ہیں اب ہم ذکر کے چند مراتب لکھتے ہیں

مراتب ذکر کے بیان میں

ذکر کی چار قسمیں ہیں اول ناسوتی جیسے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دوسرے ملکوتی جیسے لَا اللّٰهُ تیسرے جبروتی جیسے اللّٰهُ چوتھے لاہوتی جیسے ھُو ھُو اور یہ بھی جانا چاہئے کہ زبان کے ذکر کو ناسوتی اور دل کے ذکر کو ملکوتی اور روح کے ذکر کو جبروتی اور ذکر سر کو لاہوتی اور ذکر زبان کو جسمی اور فکر کے ذکر کو نفسی اور مراقبہ کو ذکر دل اور مشاہدے کو ذکر روحی اور معائنہ کو ذکر سری کہتے ہیں۔

فائدہ۔ ذکر چاہئے کہ اس ذکر میں لَا اِلٰهَ کہتے وقت تمام چیزوں کی نفی کر دے اور لا اللّٰہ کہتے وقت تمام اعضائے جسم کو قائم کر دے۔

فصل ذکرِ حق و اثبات اور اسم ذات کے بیان میں مع ان بارہ تسبیحوں کے جو حضراتِ چشتیہ کی معمول ہیں ان بارہ تسبیحوں کے ذکر کا یہ طریقہ ہے کہ تہجد کی بارہ رکعتیں چھ سلاموں سے پڑھی جائیں اور ہر رکعت میں تین تین مرتبہ سورۃ اخلاق پڑھے اور نہایت خشوع و خضوع سے تین یا پانچ یا سات بار

اے خدا کی صبح و شام تسبیح کرو ۱۲ بار جو خدا کو اچھے بیٹھے یاد کرتے ہیں سب خدا نے گواہی دی ہے کہ معبود سوائے اس کے کوئی نہیں سچے چونکہ حدیث میں ہے اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سب ذکر میں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہ کا ذکر افضل ہے،

عَمَّ اَلَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیَامًا وَّ قُعُودًا وَّ عَلَیْ اَجْنُوبٍ مِّمَّہُ

ہاتھ اٹھا کر اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِي ۲ پنج پڑھے اور توبہ و استغفار کے بعد اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الخ اکیس بار پڑھ کر درود الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ الخ تین بار عروج و نزول کے طریقے پر پڑھے اور چار زانو بیٹھ جائے اور داہنے پاؤں کے انگوٹھے اور اس کے پاس والی انگلی سے رگ کیماس کو مضبوط پکڑے اور اپنے دونوں ہاتھ زانو پر رکھ دے اور قبلہ رو ہو جائے اور اَلَا اللّٰہ کہتے وقت کلمہ شہادت کی انگلی اٹھاوے اور اَلَا اللّٰہ کہتے وقت انگلی رکھ دے اور اپنے کو ساکن و مطمئن رکھے اور خلوص نیت اور خوش الحانی سے اَعُوذ اور بِسْمِ اللّٰہِ کہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہُ تین بار اور کلمہ شہادت ایک بار پڑھے اور اس کے بعد سر کو اتنا جھکائے کہ پیشانی بائیں گھٹنے سے بالکل قریب ہو جائے اور وہاں پہنچنے کے بعد لالہ کہتا ہوا سر کو داہنے گھٹنے کے قریب لائے اور تین ضربیں ایک ہی سانس میں لگائے اور سر کو پیٹھ کی طرف یہ خیال کر کے جھکائے کہ میں نے ماسوائے اللہ کو پس پشت ڈال دیا اور سانس تو طر کر اَلَا اللّٰہ کی ضرب پوری طاقت سے دل پر لگائے اور خیال کرے کہ میرا دل خدا کے عشق و محبت سے لبریز ہو گیا اور موقع نفی میں آنکھیں کھلی اور موقع اثبات میں بند رکھنا چاہئیں اسی طرح دوسو بار کہے اور اسکو جہا ضرر ہے کہتے ہیں اور ہر دس کے بعد مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہ کہے لیکن بتدی کو اَلَا اللّٰہ کہتے وقت لا معبود اور متوسط کو لا مَقْصُوْدٌ یا لا مطلوب اور کامل کو لا مَوْجُوْدٌ اور ہمہ اوست کا تصور کرنا چاہئے اسکے بعد تھوڑی دیر مراقب خیال کرے کہ فیوض الہیہ مومن کے قلب میں ہر وقت حاصل ہوتے رہتے ہیں جانتا چاہئے کہ بائیں گھٹنے میں شیطانی خطرہ اور داہنے میں نفسانی خطرہ اور داہنے شانے میں ملکی خطرہ اور دل میں رحمانی خطرہ ہے پس بائیں گھٹنے پر لا اِلٰہ سے خطرہ رحمانی کا اثبات کرے اور مرید کے غیر عربی ہونے کی صورت میں اس کو اذکار و اذعیہ اس زبان میں تعلیم دینا چاہئے جسکو وہ سمجھ سکتا ہو۔

نفی و اثبات کا دوسرا طریقہ

ہر خطرہ اور ہر خیال کے علیحدہ علیحدہ نفی کرنے سے ایک گونہ باطنی تفرقہ پیدا ہو جاتا ہے اس واسطے

۱۔ اے اللہ اپنے غیرے میرا دل پاک کر دے ۲۔ اپنی معرفت کے نور سے میرا قلب روشن کر دے ۳۔ اپنے گنہگاروں کا بخشش اس خدا سے چاہتا ہوں جن کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور وہ ثابت اور زندہ ہے ۴۔ صلوٰۃ و سلام ہو آپ پر اے خدا کے رسول خدا کے دوست اور اس کی نبی صلوٰۃ جو کھٹے کا نہ کہ طرف ہے ۵۔ کوئی معبود سوا خدا کے نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ و سلم خدا کے رسول ہے ۱۲۔

عَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِي عَنْ غَيْرِكَ وَنَوِّرْ قَلْبِي بِنُورِ مَعْرِفَتِكَ اَبَدًا يَا اللّٰہُ يَا اللّٰہُ يَا اللّٰہُ ع اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا هُوَ اَحْيِ الْقِيَمَ وَ اَقْوِیْ اَلِیْمَہ ص الصّٰلٰۃ و السلام علیک یا رسول اللہ الصّٰلٰۃ و السلام علیک یا حبیب اللہ الصّٰلٰۃ و السلام علیک یا رحیم اللہ -

مرشد کو نفی تھی تعلیم دینا چاہئے تاکہ خطرات کی بالکلیہ نفی ہو جائے چنانچہ متاخرین اسی پر عمل پیرا ہیں کہ لا
 اِلهَ اِلاَّ ہُوَ کو پوری طاقت سے کہیں چکر اور لفظ اللہ کو دہانے باز و تک لیجا کر سر کو بیٹھ کی طرف تھوڑا
 سا جھکا کر یہ خیال کر کے کہ میں نے غیر سے اپنے دل کو پاک کر کے اس کو پس پشت ڈال دیا اور پھر لا اِلهَ اِلاَّ اللہ
 کی ضرب بہت زور سے دل پر لگائے اور ملاحظیات و ذکر نفی و اثبات میں پہلے بیان کیے گئے ہیں وہی یہاں
 بھی ملحوظ رکھے اور ذکر خداوندی کے سوا اور تمام ذکروں و ذکر جلس یا بغیر جلس ذکر جاوید ذکر کرے) میں
 چار زانو بیٹھے ہیں اور ان ذکروں کے علاوہ اور ذکروں میں دو زانو بیٹھنا اولیٰ ہے۔

اثبات مجرّد کے ذکر کا طریقہ

ذاکر کو چاہئے اپنی کمر سیدھی کر کے اور دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھ کر دو زانو بیٹھے اور اپنے سر کو
 دہانے شانے کی طرف لے جا کر لا اِلهَ اِلاَّ اللہ کی ضرب دل پر لگائے اور لا اِلهَ اِلاَّ اللہ کہتے وقت لا موجود و
 لیسے معہ غیبری کا تصور کرے اسی طرح چار سو بار متواتر ضربیں لگائے پھر مثل سابق ایک بار کلمہ شہادت
 اور تین بار کلمہ طیبہ پڑھ کر تھوڑی دیر مراقبہ کرے اس ضرب کا اصطلاح صوفیہ میں ایک اضرب کہتے ہیں،

اسم ذات کے ذکر کا طریقہ

اس کے بعد قل اللہ تہذّر ہم کے مطابق اس طرح ذکر کرے کہ پہلے حرف لفظ اللہ کی
 راہ کو پیش اور اس کے بعد لفظ اللہ کی راہ کو جزم دے پھر دونوں آنکھیں بند کر کے سر دہانے شانے
 کی طرف لے جا کر اسمائے صفات و اہیات کا یقین کرے اور پہلے لفظ اللہ کی ضرب لطیفہ روح
 پر لگائے دوسری لفظ اللہ کی ضرب ضائع دل پر لگائے اور اس ذکر کو جسے اصطلاح میں ذکر اسم ذات دو
 ضربی کہتے ہیں چھ سو بار کرے مگر نو دفعہ اللہ اللہ در سوئی مرتبہ اللہ حاضر علی اللہ ناظر علی اللہ معی
 میں سے کوئی اللہ کہے مگر اس طرح کہ پہلے دن کے بعد اللہ حاضر علی اور دوسری میں اللہ
 ناظر علی اور تیسری کے بعد اللہ معی اور پھر ہر دس کے بعد اللہ حاضر علی اللہ ناظر علی اللہ معی

۱۔ میرے سوا خدا کے پاس کوئی نہیں ہے ۲۔ اللہ سمیع اللہ بصیر اللہ علیم ہے ۳۔ جو دہانے پستان کے نیچے ہے ۴۔
 اللہ میرے پاس ہے اللہ مجھ کو دیکھتا ہے اللہ میرے ساتھ ہے ۵۔ شہید علیہ اللہ ناظر علی اللہ معی

نزول کے طریقہ پر پڑھے لیکن یہ غمخواری ہے کہ اس ذکر کے معنی سمجھنا چاہئے تاکہ ذکر کا شوق اور اس میں لطف حاصل ہو۔ اور مستی اور غفلت نہ پیدا ہونے پائے اس کے بعد پھر طریقہ بالا پر کلمہ طیبہ تین بار اور کلمہ شہادت ایک بار پڑھے پھر سر کو دائیں شانے کی طرف جھکا کر لفظ اللہ کی ضرب متواتر قلب پر لگائے اور تین بار کلمہ طیبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ اور ایک ایک دفعہ کلمہ شہادت اَشْهَدُ اَنْ لَا إِلَهَ اِلَّا اللَّهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُوْلُهُ دو استغفار گیارہ گیارہ بار پڑھے اور مشائخ سلسلہ کی ارواح پر حضور قلب سے ایصالِ ثواب کرے اس کے بعد جتنی دیر چاہے مراقبہ کرے اور جس ذکر میں اس کو لطف آئے صبح تک مشغول رہے اور اگر ہو سکے تو نماز فجر کے بعد مرشد کی خدمت میں حاضر ہو ورنہ ذکر و شغل و مراقبہ میں مشغول ہو جائے یا اپنے پیرو بھائیوں کے ساتھ ذکر جہر یا مراقبہ میں حلقہ کر کے شریک ہو لیکن یہ ضروری ہے کہ اَللّٰہ میں لفظ اللہ اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ میں لَا اللّٰہ کا اعادہ بڑی تہجد میں کرے اور ذکر کرنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و حضرات طریقت کی ارواح مقدسہ کو ایصالِ ثواب کرے اور فاتحہ پڑھے اور نذر دے۔

نفی و اثبات کا اس ذکر کے علاوہ دوسرا طریقہ

لفحوائے اَنْ فِیْ جَسَدِ اَدَمَ اِنْجُوْنِکَ دِل کو سات لطیف چیزوں سے مناسبت ہے اس وجہ سے نفی و اثبات کے ذکر کے بھی سات مرتبے تجویز کیے گئے اور ہر درجہ میں نفی و اثبات ہے پس ذکر زبانی رجو اجسام سے متعلق ہے میں مرید کو اس طرح مشغول ہو جانا چاہئے کہ سوئے ذکر کے اور کچھ نہ رہے اور کوئی سانس بغیر ذکر کے نہ لے سکے جب سالک یہ حیثیت پیدا کر لیتا ہے تو عالم ہاریت سے تجاوز کر کے مرتبہ لطیف پر پہنچ جاتا ہے مرید کو چاہئے کہ اس ذکر یعنی لَا اِلٰہَ کے ذکر و فکر میں اس درجہ منہمک ہو جائے کہ بجز لَا اللّٰہ کے اثبات کے تمام چیزوں کی نفی ہو جائے اگر سالک کو یہ مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے تو وہ مرتبہ نفس سے خارج ہو کر دل کے مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے اور چونکہ دل کا ذکر اَللّٰہ ہے اس واسطے اسکو

سہ کیونکہ ایصالِ ثواب ایک ایسا عمل ہے جس سے میت کی روح خوش ہوتی ہے اس سے تعلق اور محبت پیدا ہو جاتی ہے اس ایصال سے اس کا قلب فیوضات شیعہ کا محیط ہو جائیگا جس سے اپنے مقصود میں کامیابی کی زائد توقع ہے ۱۲ شہیدؒ مراقبہ اصطلاح صوفیہ میں اپنے قلب کو غیر خدا سے صاف و پاک رکھنے اور کسی غیر خدا کا دل میں خیال نہ لانے کو کہتے ہیں اور لغت معنی گردن جھکا کر بیٹھنے کو کہتے ہیں ۱۲ اگر ذکر ذکر جہری سے لگھرا جائے تو ذکر خفی کرے اور اس میں بھی لطف نہ آئے تو اور ذکر میں مشغول ہو اگر اس سے بھی دل کو لطف نہ آئے تو مراقبہ کرے ۱۲ شہید

عہ اللہ صاخری اللہ ناظری اللہ معی عہ اِنْ فِیْ جَسَدِ اَدَمَ مُضِیْعَةٌ فِی الْمَضِیْعَةِ قَلْبٌ فِی الْقَلْبِ نُوَّةٌ فِی الْوَاوِ رُوحٌ فِی الرُّوحِ مِسْرٌ فِی الْمِیْسْرِ نُوْرٌ فِی النُّوْرِ اَنَا

۱۲۔ اللہ کا تصور حضور قلب سے کرنا چاہئے اور اپنی ذات و صفات کو جناب باری کی ذات صفات کے ساتھ اس طرح مربوط کر دے کہ ۱۲ اللہ سے امتیاز کی نفی ہو جائے جب سالک یہ مرتبہ حاصل کر لیتا ہے۔ تو مرتبہ دل سے متمجاوز ہو کر مرتبہ روح پر پہنچ جاتا ہے اور چونکہ روح کا ذکر اسم کا ذکر ہے اس واسطے سالک کو چاہئے کہ اسم ذات کے ذکر میں اس طرح متوجہ ہو جائے کہ الف لام جو اللہ پر داخل ہے باقی نہ رہے اور صرف لفظ ہو رہ جائے اس مرتبہ پر پہنچنے پر سالک سراپا ذکر ہو جائے گا اور مرتبہ روح سے ترقی کر کے مرتبہ سر پہنچ جائے گا۔ اور اس کے بعد اس کو ہو ہو کے ذکر میں اس قدر منہمک ہو جانا چاہئے کہ خود مذکور یعنی (اللہ) ہو جائے اور فنا در فنا کے یہی معنی ہیں اس حالت کے حاصل ہو جانے پر وہ سراپا نور ہو جائے گا۔ اور مرتبہ بی یسمع و بی بصر یعنی اس کو خدا کے ساتھ ایسا تعلق خاص ہو جاتا ہے کہ وہ خدا ہی کی آنکھ سے دیکھتا اور خدا ہی کے کان سے سنتا ہے حاصل ہو جائے گا۔ پھر وہ مرتبہ جس میں عبودیت و معبودیت کی حقیقت بے نقابانہ آشکارا ہو جاتی ہے یعنی مرتبہ عبودیت لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ بخوبی ظاہر ہو جائے گا۔ اس کے بعد عبادت میں اس کو کما حقہ مشغول ہونا چاہئے اور حفظ مراتب اور احکام شریعت کی بجا آوری کرے اور مسند ارشاد پر جلوہ گر ہو کر طالبان حق کے لئے راہنما ہو اور ایسی حالت پر اس کی ولایت اور مشیخت مسلم ہو جائے گی۔

فصل ۲۔ وصال محبوب ہونے میں جس قدر دریر ہوتی ہے اسی قدر آتش شوق میں التهاب و خواہش و صل میں زیادتی ہوتی جاتی ہے اور جو شخص استقلال و مردانگی سے جدوجہد کرے گا اس کے متعلق خدا کے فضل و کرم سے ظفر مندی و کامیابی کی امید ہے۔

پاس انفاس کا طریقہ

انسان کو ہر سانس پر ہوشیار و بیدار رہنا چاہئے اور بغیر پاس انفاس کی مدد کے انسان کا قلب کمزورتوں اور تائیکوں سے ہرگز صاف نہیں ہو سکتا ہے اور پاس انفاس اصطلاح صوفیہ اس کو کہتے ہیں کہ سانس لیتے اور ۱۲ ولایت خدا ہی میں فنا ہونے اور اپنی بقا کو خدا کی بقا سے اور اپنے ظہور کو خدا کے ظہور سے حاصل کرنے کو کہتے ہیں ۱۲ عالم ملک اور عالم ملکوت میں خدا کے حکم سے تصرف کرنے اور اختیار پا جانے کو مشیخت کہتے ہیں اور مرتبہ مشیخت مرتبہ ولایت سے بالا ہے ۱۲ شہید ۱۲ پاس انفاس بہت سے طریقوں سے ہوتا ہے بعض لوگ ہر سانس میں اللہ اور بعض ہو الظاہر ہو الباطن یا حی یا قیوم اور بعض حتیٰ اور بعض یا ہو اور بعض ہیں ہو کہتے ہیں لیکن مقصد یعنی وصول سب سے حاصل ہوتا ہے ۱۲ شہید ۱۲ یعنی نفی کا تصور اس کے ذہن سے جاتا رہے اور صرف اللہ ہی اللہ رہ جائے اور اسی خیال پر ہر وقت قائم رہے ۱۲ شہید ۱۲

اور سانس باہر کرتے وقت تہہ یا سہرا (چپکے سے یا بلند آواز سے) ذکر کرے اور سانس لیتے وقت لا الہ الا اللہ کہے صرف سانس سے اور سانس باہر آتے وقت لا الہ الا کہے، لیکن ذکر سہری میں صرف سانس سے ذکر کرے اور سانس لیتے اور باہر کرتے وقت ناف کو دیکھے اور منہ بالکل بند رکھے اور زبان کو ادنیٰ حرکت بھی نہ دے اور اس قدر پابندی اور استقلال چاہئے کہ سانس خود بخود بلا ارادہ ذکر کرنے لگے۔

دوسرا طریقہ | سانس باہر کرتے وقت لفظ اللہ کو سانس میں لاٹے اور سانس لیتے وقت ھو کو اندر لاٹے اور تصور کرے کہ ظاہر و باطن ہر جگہ اللہ ہی کا ظہور ہے اور ذکر کی اس قدر غیر معمولی زیادتی کرے کہ سانس ذکر کی عادی ہو جائے اور حالت بیداری و غفلت میں ذکر رہے اور پاس انفاس سے بہرہ ور ہو اور ماسوائے اللہ سے قلب بالکل صاف ہو جائے چونکہ یہ ذکر قلب کو بالکل صاف اور کمزورتوں سے پاک کر کے انوار الہی کا محیط بنادیتا ہے اسوجہ سے اسکو اصطلاح صوفیہ میں جاروب قلب کہتے ہیں۔

فائدہ :- اگر ذکر بالکل خالی الذہن اور سادہ دل ہو اور لذت ذکر سے بالکل نا آشنا ہو تو مرشد کو چاہئے کہ اس کو اپنے سامنے مودب اور دوزانو ٹھاکر اکھیں بند کرنے اور چھبکا کر کمر ٹھیک کرنے اور سینہ کو مقابل کرنے کو کہے اس کے بعد مرید کی سانس کے ساتھ سانس لے اور جب وہ سانس باہر نکالے تو یہ بھی نکالے اس عمل سے تھوڑی دیر کے بعد خود بخود مرید لرزے لگے گا۔ یا بتیابانہ نعمہ لگائے گا اور جو ذکر کہ مرشد کے ذہن میں ہوگا بے اختیاری سے کرنے لگے گا۔

مرید غیبی کا دوسرا علاج

اگر مرید غیبی ہو اور اس کا قلب کسی ذکر سے متاثر نہ ہوتا ہو تو مرشد کو چاہئے کہ اس کو اس کے اسم مربی کے ذکر کی تعلیم دے اور اس کے اسم مربی کے دریافت کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ خلوت میں اس کو اپنے سامنے بٹھائے اور خدا کے ناموں میں سے کسی نام کو اپنے ذہن میں لے اور اس کی ضرب مرید کے قلب پر چند بار لگائے اگر یہ اسم اثر نہ کرے تو اسی طرح دوسرے اسم کی ضرب لگائے اور جب تک اسم اثر نہ کرے اسم برابر بدلتا رہے۔ اور جو اسم اثر کرے اسی کو اس کا اسم مربی تصور کرنا چاہئے اور اس کا اسم اعظم بھی یہی ہے اور مرشد کو چاہئے کہ اسم کے ذکر کو سہ ضربی یا چہار ضربی کے طریقہ پر تہیاء کرے تاکہ وہ اس کی پابندی

۱۵ تاثیر کی صورت یہ ہے کہ اس کے قلب میں دریا لرزہ پیدا ہو جائے یا تمام جسم میں لرزہ پیدا ہو جائے اور اس قدر غلبہ کرے کہ اس سے ضبط نہ ہو سکے ۱۲ شبید

کر سکے انشاء اللہ تعالیٰ یہ ذکر اسکو فائدہ بخش ثابت ہوگا اور وہ نور الہی سے منور ہو جائے گا

اسم ذات کے زبانی ذکر کا بیان

ہر طالب کو چاہئے کہ پاس انفاس کے باوجود اسم ذات کا در ایک لاکھ پچیس ہزار مرتبہ روز کر لیا کرے یہ مرتبہ انتہائی مرتبہ ہے، اگر اس پر قدرت نہ ہو تو چوبیس ہزار بار در کرے اس میں حکمت یہ ہے کہ آدمی دن میں چوبیس ہزار سانس لیتا ہے ہر سانس میں ایک ذکر ہو جائے گا۔ والذکر میں اللہ کشید والذکر ات (وہ مرد اور عورتیں جو خدا کا ذکر کثرت سے کرتے ہیں) کے زمرے میں داخل ہو جائے گا اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو کم سے کم بارہ ہزار بار ضرور پڑھ لیا کرے کہ یہ ادنیٰ مرتبہ ہے، اس ذکر میں ذکر زبانی یقیناً ذکر قلبی کا وسیلہ ثابت ہو جائے گا۔

اور جب زبان و قلب دونوں ذکر کرنے لگیں گے تو ذکر کی ترکیب کامل ہوگی یہ ترتیب تمام سلسلوں میں ہے لیکن سلسلہ نقشبندیہ میں صرف ذکر قلبی پر انحصار کرتے ہیں اور معتدیوں کو اسی ذکر سے شروع کراتے ہیں۔

اسم ذات مع الضرب کا طریقہ

اسم ذات کے ذکر کی چار صورتیں ہیں ایک ضربی، دوسری، سہ ضربی، چہار ضربی، ایک ضربی کا طریقہ نگین بندہ کر کے داہنے شانے کی طرف سر کو لیجا کر پوری قوت سے لفظ اللہ کی دل پر ضرب لگانا دوسری یہ ہے کہ پہلی ضرب روح پر لگائے اور دوسری دل پر اور سہ ضربی یہ ہے کہ پہلی ضرب داہنے گھٹنے پر لگائے۔ دوسری بائیں گھٹنے پر تیسری دل پر چہار ضربی یہ ہے کہ پہلی ضرب داہنے گھٹنے پر لگائے اور دوسری بائیں گھٹنے پر اور تیسری روح پر چوتھی دل پر۔

دوسرا طریقہ

خواہ بیٹھ کر خواہ رو بہ قبلہ ہو کر یک ضربی سے ہفت ضربی تک کرے یک ضربی اور دوسری تو طریقہ بالا پر لیکن سہ ضربی اس طرح کہ اول ضرب بائیں طرف دوسری داہنی طرف اور تیسری دل پر لگائے اور چہار ضربی میں داہنے بائیں اور سامنے دل پر بالترتیب لگائے اور پنج ضربی میں داہنے بائیں آگے پیچھے اور دل پر لگائے اور شش ضربی میں داہنے بائیں آگے پیچھے اور اوپر آسمان کی طرف اور دل پر

۱۰ بعضوں کے نزدیک مریہ کو کم از کم چھ ہزار بار اسم کا در کر لینا چاہئے ۱۲ شہید :

بالترتیب لگائے اور سفت ضربی میں داہنے بائیں آگے پیچھے نیچے اڑ پر اور دل پر بالترتیب لگائے۔ اور ضرب میں فَاَیْمًا تَوَلَّوْا نَحْوَ رُجْعَةِ اللّٰهِ جدمہر منہ پھیرو اور صریحی خدا ہے۔ کا تصور کرے اور مستغرق ہو جائے اس ذکر سے ذکر ہی خوب لذت آشنا ہے احاطہ تحریر میں نہیں آسکتا اگر آیت مذکورہ کے تصور کے ساتھ یہ ذکر پوری توجہ اور مکمل طریقہ سے کیا جائے تو استغراق اور محویت کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور ہر شے سے ذکر کی آواز سنائی دینے لگتی ہے اور ان من شیء الا یشیع بحمدہ۔ کوئی چیز دنیا میں ایسی نہیں جو خدا کی حمد کی تسبیح نہ کرتی ہو، کی کامل تصدیق ہو جاتی ہے۔

چہار ضربی کا دوسرا طریقہ

قرآن شریف یا کسی بزرگ کی قبر کو سامنے کر کے رو بہ قبلہ بیٹھے اور پیچے داہنی طرف اور پھر بائیں طرف اور پھر قرآن شریف یا قبر پر اور پھر قلب پر ضرب لگائے اس ذکر سے معافی قرآنہ کا انکشاف اور کشف القبور حاصل ہو جائے گا۔

اسم ذات قلندری کا طریقہ

اگر سالک مقام ہویت پر پہنچنا چاہتا ہے تو اس ذکر کی ہمیشگی کرے اور گوشہ نشینی اختیار کرے اور چار زانو بیٹھ کر دونوں گھٹنوں کے بیچ میں سر کر کے ناف پر اشارت کی ضرب لگا کر سر کو بلند کرے اور گھٹنوں کو محکم پکڑے اور دل پر ہو کی ضرب لگائے اور گرا سی طرح ذکر میں مشغول رہے گا تو خدا کے بہتر اوصاف اس میں پیدا ہو جائیں گے یہ ذکر اکثر مشائخ کا دستور العمل رہا ہے۔

ذکر جاروب کا طریقہ

بائیں گھٹنے سے کمالہ شروع کرے اور سر کو داہنے گھٹنے پر لا کر داہنے شانے کی طرف لیجائے اور تھوڑا سا مگر کی طرف جھکا کر لا الہ کی ضرب بہت زور سے دل پر لگائے اس ذکر میں دو زانو بیٹھنا چاہئے۔

ذکر حدادی کا طریقہ

طریقہ بالا پر سانس کو زور سے کھینچ کر لا الہ کا دور داہنے شانے تک پہنچا کر دونوں گھٹنوں سے

۱۲ اس لکھنا سے اس پر قرآن کے معانی بالکل ظاہر ہو جائیں گے جس سے اس کے ایمان میں اور زائد تقویت حاصل ہو جائے گی ۱۲ شہید

کھڑا ہو جائے اور ہاتھ بلند کر کے پوری قوت سے لا الہ الا اللہ کی غرب دل پر گائے اور بیٹھ جائے اور جس طرح لوہار کے ہاتھوں کی حرکت بہت تیز اٹھانے وقت ہوتی ہے اس طرح ہاتھوں کو حرکت دے تاکہ لطف حاصل ہو شیخ جلال مٹھانیسری کے متعلق امام ابو الحفص سے مذکور ہے کہ وہ فرماتے تھے میرے شیخ نے پسند یہ ذکر مجھ کو تعلیم فرمایا ہے دیکھا گیا ہے کہ یہ ذکر انسانی طاقت سے باہر ہے لیکن خدا کے فضل سے یہ آسان ہو جاتا ہے۔

ذکر آراء کا طریقہ

سانس کو الٹا کر کے پوری طاقت سے لا الہ الا اللہ کا ورد رہنے کا اندھے تک پہنچائے اور سر کو بیٹھ کی طرف تھوڑا جھکا کر دل پر لا الہ الا اللہ کی ضرب لگائے۔

ذکر آراء کا دوسرا طریقہ

پہلے آنکھیں بند کرے اور زبان کو تالو سے ملا کر الٹی سانس میں پوری طاقت سے لفظ اللہ کو ناف سے کھینچ کر اپنے شانے تک پہنچائے اور ہموکی ضرب دل پر اس طرح لگائے جس طرح بڑھی لکڑی پر آراء کھینچتا ہے۔ اور برابر سانس کو زور سے جاری رکھے اور صفات سے اجہات کا تصور کرے اور خیال کرے کہ میں دل پر آراء کھینچ رہا ہوں۔ اور خیال کرے کہ جس طرح لکڑی کا تے وقت اس سے برادہ نکلتا ہے اس طرح میرے قلب سے نور کے ذرات نکل رہے ہیں اور بدن میں پھیل رہے ہیں اور جسم سے نکل کر تمام عالم کو گھیر کر میرے اور تمام عالم کے وجود کو مستور کر رہے ہیں۔ اس ذکر میں اتنا مشغول ہونا چاہئے کہ نحویت کل اور مشابہ تمام حاصل ہو جائے اور ذکر ہی اس ذکر کے لطف سے خوب واقف ہے احاطہ تحریر میں نہیں آسکتا ہے فائدہ :- اذکار جبریہ میں غدا کو اس قدر کم نہ کرنا چاہئے کہ ضعف اور لاغری لاحق ہو جائے بلکہ صرف چوتھائی معدہ کو خالی رکھنا چاہئے اور کھانے میں روغنیات اور مغزیات کا استعمال کرنا چاہئے تاکہ دماغ کو خشکی اور پیوست کی تکلیف نہ ہو اور راہ سلوک میں سب سے زائد مقدم اور ضروری یہ ہے کہ شیخ سے محبت و اعتقاد کے ساتھ رابطہ قلبی رکھے ان سب ذکروں سے ذکر دوامی مراد ہے یعنی مریدا اپنے کو ہمیشہ ذکر رکھے

لے غالباً اسی منبت سے یہ ذکر زبردستی کہلاتا ہے ۱۲ شبیر علیہ غالباً اسی مناسبت سے اس ذکر کو حضرت صوفیہ ذکر آراء کہتے ہیں ۱۲

شبیر علیہ باری تعالیٰ کے صفات و جہات ظہر قدرت حیات سمع بصر ارادہ تکوین کلام ہیں ۱۲ مولانا صبغت اللہ شبیر :-

اور دنیا کے کاروبار سے قطع تعلق رکھے اور اظہار اور دکھاوے سے نفرت رکھے تاکہ یہ ذکر اس کی روح اور دل کو تازگی بخشنے اور اس کا مونس رہے۔
مشعر کارکن کار بگزار گرفتار: کا اندر رہ کر داردار

دوسری فصل اشغال ذکر کے بیان میں

دل میں دوسو راج ہیں ایک نیچے کی طرف جس کا تعلق روح سے ہے دوسرا بالائی جو جسم سے متصل ہے جب ذکر جبر میں ذکر آمد و شد تحت و فوق سے مشغول ہو جاتا ہے تو بالائی دروازہ کھل جاتا ہے۔ لیکن نیچے کا دروازہ صرف ذکر خفی یعنی جس دم اسی سے کھلتا ہے اور اذکار کا اصل الاصول جس دم ہے۔ حضرت چشتیہ وقادریہ نے اس کو اذکار میں شرط کیا ہے، حضرت نقشبندیہ اس کو شرط تو نہیں کرتے ہیں۔ لیکن اس کی اولویت سے ان کو بھی انکار نہیں ہے منجملہ اس کے فوائد کثیرہ کے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ باطنی حرارت پیدا ہو جاتی ہے اور اندرونی چربی دار میں اور چربی ہی کے ذریعہ سے شیطان دل میں ہے اور وہ رگیں جو قلب سے متعلق ہیں بہت چربی دار ہیں اور چربی ہی کے ذریعہ سے شیطان دل میں دوسوہ ڈالتا ہے جس وقت دم رک جاتا ہے تو اس کی حرارت سے جب چربی پگھلتی ہے تو دل صاف ہو جاتا ہے اور شیطان کی کوششیں ناکام ہو جاتی ہیں۔

خطرات فاسدہ کا انسداد جس ذکر سے ہو جاتا ہو اس ذکر کا بیان

شیطان کی صورت بالکل اثر ہے کی ہے اور اس کا پھن بہت سخت زہریلا اور خاردار ہے جس وقت مرید کوئی گناہ کرتا ہے یا کوئی حرام چیز کھاتا ہے تو اس کی قوت اور زائد ہو جاتی ہے اور پھن کو اپنے دل کے اطراف میں گھماتا ہے جس سے اس کا زہر قلب میں اثر کرتا ہے اور تاریکی اور سیاہی پیدا ہو جاتی ہے اور جب مرید گناہوں سے توبہ کر کے پاس انفس میں مشغول ہو جاتا ہے تو شیطان ضعیف ہو جاتا ہے اور قلب میں نورانیت اور صفائی پیدا ہو جاتی ہے۔

فائدہ :- جب کوئی برا خیال دل میں راسخ ہو جائے اور کسی طرح دفع نہ ہوتا ہو تو اس کے دور کرنے کی یہ صورت ہے کہ دم کو ناف سے کھینچ کر قلب میں روکے اور کلمہ لا الہ الا اللہ کو دل سے نکالے اور خیال کرے کہ شیطان جو دل پر اثر دے گی طرح بیٹھا ہے لا الہ الا اللہ کی قہجی سے میں نے اس کی دم پکڑ لی اور داہنے شانے تک لائے پھر لا الہ الا اللہ کی قلب پر ضرب لگائے اور خیال کرے کہ یہ ضرب شیطان کے سر پر پڑی

اور اس کا سر پاش پاش ہو گیا۔ اُدردہ دل سے باہر ہو گیا اسی طرح متواتر نہیں لگائے اگر خدا نے چاہا۔ تو بہت جلد یہ خیالات فاسدہ دفع ہو جائیں گے اور شیطان ہلاک ہوگا۔ اور دل نور ذکر سے منور ہو جائے گا۔ اس ذکر میں ملاحظہ درجس دم ضروری ہے اور بے جس دم کئے بھی یہ ذکر مفید ہوگا مگر ناشروط ہے

جس نفی و اثبات کا طریقہ

اس ذکر کو بعض لوگ شغل نفی و اثبات کہتے ہیں اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ آنکھیں بند کر کے زبان کو تالو سے لگا کر دم کو ناف سے کھینچے اور دل میں ٹھیرا دے اور کلمہ لا الہ الا اللہ کو بائیں زانو سے شروع کرے داپنے زانو پر لا کر شانے تک دورہ کو ختم کر کے لا الہ الا اللہ کی پوری طاقت سے دل پر ضرب لگائے پہلے دن میں دس سانس کھینچے اور ہر سانس میں یہ تین مرتبہ کرے اس کے بعد روز بروز درجہ ایک ایک دم زائد کرتا رہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ ہو اور اللہ طاق ہے اور طاق کو دوست رکھتا ہے، کا لحاظ رکھے تاکہ اندرونی حرارت پیدا ہو اور چربی پھلے اور خطرات شیطانی دفع ہوں اور اس کو شکست ہو۔ اور جب دم کشی کی عادت ہو جائے گی تو دل پر محویت کی کیفیت ظاہر ہونے لگے گی اور تمام جسم میں حرارت جاری ہو جائے گی اور ہر عضو خود بخود ذکر ہو جائے گا۔ اور عشق الہی کی آگ دل میں روشن ہو جائے گی مگر خطرہ کی مدافعت اور کشش دم کے واسطے یہ ضروری ہے کہ معدہ غذا سے خالی ہو۔ اور ابتداء میں اس کی بہت ضرورت ہے۔

فائدہ :- جس دم میں ٹھنڈی چیزوں کے استعمال سے پرہیز کرنا چاہئے مثلاً ٹھنڈی ہوا ٹھنڈے پانی وغیرہ سے بچنا چاہئے کیونکہ خوف ہے کہ یہ ٹھنڈک دل کی گرمی کو ٹھنڈا نہ کر دے اور مرض اور بیماری کے خوف سے گرم چیزوں سے بھی پرہیز کرنا چاہئے اور نہ اس قدر سیر ہو کر کھائے کہ مضمل ہو جائے اور نہ اس قدر کم کھائے کہ ضعیف ہو جائے۔

نفی و اثبات کے جس کا دوسرا طریقہ

چاہئے کہ تنہائی میں چار زانو بیٹھ کر آنکھیں بند کر لے اور داہنے پاؤں کے انگوٹھے اور اس کے

سے اس میں بھید یہ ہے کہ ناف جو انسان کے وسط میں ہے اسی طرح نفس کا مقام ہے جس طرح مضغہ صنوبری دل کا پس جب دہان یعنی شروع کی جائے گی اور داغ تک پہنچائی جائے گی تو جو چیزیں بیچ میں واقع ہوں گی متاثر ہوں گی اور حجاب ان سے اٹھ جائے گا شہید

پاس کی انگلی سے رگ کیماس کو مضبوط پکڑے اور ہاتھوں کو زانوؤں پر رکھے پھر دم کو ناف سے کھینچ کر دل کی طرف لاکرام الدماغ میں پھیرائے اور بغیر زبان کو حرکت دئے ہوئے غور و فکر کے ساتھ لفظ لا کو ناف سے کھینچ کر روح کی طرف لاکر لفظ لا کو دماغ تک پہنچا کر باہر لائے اور دل پر لا لا اللہ کی ضرب لگائے اسی طرح ایک سانس میں پانچ یا سات مرتبہ کہے پھر آہستہ سے سانس باہر کرے اور ہر بار باہر کرتے وقت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (محمد خدا کے رسول ہیں خدا ان پر صلوٰۃ و سلام بھیجے) کا تصور کرے اور آنکھیں کھول کر لا مجبوب الا اللہ کوئی سوا خدا کے پیارا نہیں ہے) کا تصور کرے اور سانس لیتے وقت آنکھیں بند کر لے اور لا موجود الا اللہ کوئی موجود حقیقی سوائے خدا کے نہیں ہے) کا تصور کرے اور آہستگی سے سانس روکے اور اسی طرح ہر دن دس سانس لے اور ہر روز ایک ایک بار زائد کرتا چلا جائے۔ یہاں تک کہ ایک سانس سے ایک سو اکیس مرتبہ ذکر کر سکے اس وقت دروازہ قلب کا کھل جائے گا۔ اور نور مشاہدہ سے قلب منور ہو جائے گا۔

شغل سہ پایہ دورہ ہشتیہ کا طریقہ

شغل سہ پایہ یہ ہے۔ اللہ سَمِيعُ اللہ بَصِيرُ اللہ عَلِيمُ (خدا دانا اور بینا اور سننے والا ہے) کا ذکر کرے اس ذکر کو اکثر حضرات مشائخ نے کیا ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ چار زانو بیٹھ جائے اور سُلْطَا نًا نَصِيرًا (مددگار اور محمود شہنشاہ) کا تصور کرے۔ اور سانس کو روک کر اور ناف سے لیکرام الدماغ تک پہنچائے جب سانس ام الدماغ میں پہنچے تو اللہ سَمِيعُ (اللہ سنتا ہے) کہے اور بی یسمع (میرے ہی ذریعہ - سنتا ہے) کا تصور کرے پھر ناف پر اللہ عَلِيمُ (خدا دانا ہے) کہے اور بی یَنْطِقُ (میرے ہی ذریعہ سے بولتا ہے) کا تصور کرے پھر سے شروع کرے اور ام الدماغ میں اللہ عَلِيمُ اور ناف پر اللہ سَمِيعُ عروج و نزول کے طریقہ پر کہے یہاں تک کہ ایک سانس میں ایک سو ایک بار شغل سہ پایہ کرنے لگے تو جمال الہی سے فیضیاب ہو جائے گا اور چونکہ اس شغل میں آٹھ چیزوں کا تصور شرط ہے اس واسطے اصحاب شطاریہ اس کو بہت کنی بھی کہتے ہیں۔

شعر

برزخ ذات و صفات و شد و مد و تحت و فوق فی نماید طالبان وکل نفس ذوق و شوق

اس شغل میں جو احوال منکشف ہوتے ہیں ان کو بیان کرنا بے ادبی ہے لیکن اس میں تین احوال

۱۔ صفات سے ملا صفات اجابت ہیں جن کو ہم ادب بیان کر چکے ہیں اور برزخ سے واسطہ مرشد اور ذات سے اسم ذات مراد ہے ۲۔ شہید

ذاتی ہیں۔ اول قرب نوافل، دوسرے قرب فرائض تیسرے نہ قرب نوافل اور نہ قرب فرائض بلکہ سالک کو معلوم ہوتا ہے کہ اس کا تعین عین ذاتِ باری کا تعین ہے۔

فائدہ ۴ :- قرب کی دو قسمیں ہیں قرب نوافل اور قرب فرائض۔ قرب نوافل اس کو کہتے ہیں کہ سالک سے انسانی صفقتیں زائل ہو جائیں اور خدائی اوصاف حاصل ہو جائیں جیسے قم باذن اللہ کہہ کر کسی مردے کو زندہ کر دینا اور پھر اس کو ہلاک کر ڈالنا اور بہت دور کی بات سن لینا یا دور کی چیز کا معائنہ کر لینا اور قرب فرائض اس کو کہتے ہیں کہ انسان تمام موجودہ چیزوں کے ادراک سے فنا ہو جائے اور اس کی نظر میں سوائے وجودِ الہی کے کچھ باقی نہ رہے اور فنا فی اللہ کا یہی مطلب ہے اور یہ قرب فرائض کا ثمرہ ہے۔

شغل سلطاناً نصیراً کا طریقہ

خواجہ معین الدینی سے روایت ہے کہ اس شغل کے فوائد بہت ہیں خصوصاً خطرات کے انسداد میں عجیب و غریب تاثیر رکھتا ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ صبح شام کو رو بہ قبلہ دو زانو بیٹھے اور اطمینان خاطر سے دونوں آنکھیں یا ایک آنکھ بند کر کے دوسری آنکھ سے ناک کے نتھنے پر نظر ڈالے اور بغیر پلپک جھپکائے جس طرح چراغ یا ستارہ کی روشنی کو دیکھتا ہے غیر معین نور کا تصور کرے اور استغراق اس پائے کا کہ وہ محو ہو جائے ابتدا میں تو آنکھوں میں ضرور تکلیف ہوگی اور پانی بہے گا۔ لیکن چند دن کے بعد جب عادت پڑ جائے گی تو یہ تکلیف جاتی رہے گی اور اس کو اپنی صورت جس طرح آئینہ میں نظر آتی ہے نظر آنے لگے گی اور نورِ الہی سے منور ہو جائے گی۔ اور لطف و مذاق اس کی حیثیت کے مطابق ہو جائے گا۔

شغل سلطاناً محموداً کا طریقہ

جس طرح سلطان نصیر کے ذکر میں نتھنوں پر نظر رکھتے ہیں اسی طرح اس شغل میں دونوں بھوؤں کے بیچ میں نظر رکھتے ہیں اس شغل کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ذکر کو اپنا سر نظر آنے لگتا ہے اور جب سر نظر آنے لگتا ہے تو عالم بالا کے حالات سے مطلع ہو جاتا ہے

شغل سلطان الاذکار کا طریقہ

سالک کو چاہئے کہ تنگ و تاریک حجرے میں جس میں شور و غل کی آواز نہ آتی ہو داخل ہو کر درود و

استغفار اور اعوذ بسم اللہ پڑھ کے اللہ اعطینی نور ۱۲ الخ اللہ مجھ کو نور دے اور میرے واسطے نور کر دے اور میرا نور بڑھا دے اور خود مجھ کو نور کر دے (تین بار حضور قلب اور تصور سے کہے اس کے بعد لیٹ کر یا بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر اپنے بدن کو ہلکا کرے اور مردہ تصور کرے اور از سر تا پا متوجہ اور باہمت ہو جائے اور جب سانس لے تو اللہ کا اور جب سانس باہر نکالے تو لفظ ہو کر تصور کرے اور خیال کرے کہ سانس لیتے اور باہر کرتے وقت ہر ہر بال سے لفظ ہو نکل رہا ہے اور اس ذکر میں اس طرح منہمک ہونا چاہیے کہ اپنا خیال بھی جاتا رہے اور ہوا الحی القیوم (خدا زندہ اور قائم ہے) کا ہر وقت تصور قائم کرے اس کا نتیجہ چند روز کے بعد یہ ہوگا کہ جسم کا ہر ہر روال اور ہر ہر بال ذکر ہو جانے کا اور انوارِ حق تعالیٰ سے منور ہو جائے گا۔

ذکر سلطان الازکار کا طریقہ

حواس خمسہ کو روئی یا انگلی سے بند کر کے دم کو ناف کے نیچے سے کھینچ کر ام الدماغ میں روکے اور وہاں سے دل مدور میں لیجا کر اسم ذات کے ذکر قلبی کے ساتھ قلب صنوبری سے آواز حدیث کے سننے کے ضمن میں اس نقطہ درخشاں کے خیال میں جو دل مدور میں ام الدماغ میں واقع ہے بعضے اس کو لطیفہ اخفی کہتے ہیں شعل رکھے یہاں تک کہ یہ نقطہ اس قدر وسیع اور چوڑا ہو جائے کہ تمام جسم منور ہو جائے اور اس کے بعد عرش سے زمین تک مخفی نور ہی نور دکھائی دے اور اس نور میں حق اور ملائکہ کی صورتیں دکھائی دینے لگیں جب سالک اس طریقہ کو حاصل کر لیتا ہے تو اپنی حقیقت کو وجود عالم میں متصرف خود دیکھنے لگتا ہے اس مقام میں سالک کو اپنی صفات کو صفات باری سمجھنا چاہیے وَاللّٰهُ يَزِنُ قُلُوبَنَا وَيَسْمَعُ رُوحَنَا

شغل سہ ماہی کا طریقہ

طریقہ بالا پرائیوٹ کمپنیوں اور کانٹریکٹرز کو انجیلوں سے بند کر کے اور جو اس مسئلہ کو جمع کر کے خیال کرے کہ دماغ کے اوپر سے پانی گرنے کی آواز آ رہی ہے اور اس کے سننے میں پوری سمیت سے مشغول ہو کسی نے کہا ہے۔

۱۵ بلکہ بہتر یہ ہے کہ ذکر کسی حوض میں غوطہ لگا کر اس عمل پر عامل ہو ۱۲ شہید

۵۲ بعض لوگ اس ذکر کو بخود سلطان الاذکار بھی کہتے ہیں ۱۲ شہید ۳۵ حوا اس خمسہ رکھنے سے نکلنے چکھے اور حوا نے کی قوت کو کہتے ہیں ۱۲

عَ اللَّهُ اعْطِنِي نُورًا اَوْ اجْعَلْ لِي نُورًا اَوْ اعْظِمْ لِي نُورًا اَوْ اجْعَلْنِي نُورًا -

شعر در راہ عشق و سوسہ اہرمن بسے امت : ہندار گوش دل بہ پیام سر دش دار
اور کسی وقت اس سے غفلت نہ کرے چند دن میں اس آواز کو اس قدر قوت حاصل ہو جائے گی کہ بغیر کان بند
کئے یہ آواز سنائی دے گی اور کوئی شور و شغل نہ مانع ہو سکے گا اور جب یہ ذکر تمام بدن میں سرایت کر جاتا ہے
تو تمام جسم سے گندہ کی ایسی آواز آنے لگتی ہے اس آواز کو اصطلاح صوفیہ میں صوت حسن و ہمیں کہتے ہیں جیسا
کہ قرآن شریف میں ہے وَخَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ لِآيَةِ رَحْمَتِكَ لَعَلَّكَ تَهْتَدُ لَعَلَّكَ تَرْجِعُ
پست آواز کے کچھ نہیں سنتے ہو بعض لوگ کہتے ہیں یہی آواز تھی جو موسیٰ (عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلِیْہِ السَّلَام) نے
درخت سے اپنے تمام جسم میں سنی تھی اور یہ آواز ان پر وحی کے نزول کی دلیل تھی۔ اور اولیائے کرام
بھی اس آواز سے الہام کا فخر حاصل کرتے ہیں اور عارفوں نے بھی کسی آواز سے وصال حق حاصل کیا ہے۔
یہ آواز پابندی سے غالب ہو جاتی ہے اور کبھی گھٹنے کی ایسی آواز آنے لگتی ہے حضرت حافظؒ
فرماتے ہیں بیت

کس نہ است کہ منزل کہ آں یار کجا است

ایں قدر ہست کہ بانگ جبر سے فی آید

اور کبھی دوسرے قسم کی آواز سنائی دیتی ہے یہ ذکر مکمل حاصل ہو جانے کے بعد سلطان ذکر ہو
جاتا ہے۔ اور کڑک اور گرج کی آواز ظاہر ہوتی ہے اور تمام جسم کانپنے لگتا ہے اور بے خودی
اور محویت کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور کبھی چاند سورج اور بجلی کی روشنی کی طرح روشنی
دکھائی دیتی ہے۔ لیکن سالک کو ان انوار کی طرف متوجہ نہ ہونا چاہئے۔ بلکہ نور ذاتی کی
طرف خیال رکھنا چاہئے۔

شغل بساط کا طریقہ

ام الدماغ میں آفتاب کی طرح ایک منور نقطہ ہے جس کو دل مدور اور حضرات صوفیہ اس کو اخفی
کہتے ہیں۔ مشہور ہے کہ یہ شغل حضرت معین الدین چشتیؒ کو ان حضرت صلعم سے بلا واسطہ پہنچا ہے اور اپنی

سلاہ کسی کو نہیں معلوم کہ اس شرف کے رہنے کی جگہاں ہے بعض وقت حرف گھنے کی آواز آتی ہے ۱۲ شبہ سلاہ کبھی بھڑکی اور کبھی طہورے کی یا اور کبھی دیکھی کے اپنے کی آواز اور اسی طرح کی مختلف آوازیں گوش زد ہوتی ہیں ۱۲ شبہ سلاہ اس مقام
کو اصطلاح صوفیہ میں کشاکش کہتے ہیں جب سالک اس مقام سے ترقی کر جاتا ہے تو کشاکش دینا سے گویا نجات پا جاتا
ہے۔ شیخ عبدالقدوسؒ تحریر کرتے ہیں کہ حضرت جنید بغدادیؒ کو تیرہ سال میں حاصل ہوا تھا اور یہ چار برس سے کم میں حاصل نہیں ہو سکتا

ع وَخَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ لِلرَّحْمَنِ فَلَا تَسْمَعُ إِلَّا هَمْسًا۔

شغل کی برکت سے معین الدین چشتیؒ کو باطنی معراج حاصل ہوئی تھی اسی بنا پر کہا جاتا ہے العلم نقطۃ (علم ایک نقطہ ہے) اس شغل کا طریقہ یہ ہے کہ آنکھیں بند کر کے اور زبان کو تالو سے لگا کر ام الدماغ میں روک کر گردہ ہو ہو کر سر منی سرخی مائل آفتاب کی طرح خیال کرے کہ یہ تمام جسم کو پھیلا کر حاوی ہو گیا ہے۔ گویا اس کا جسم فنا ہو گیا ہے اور اس کی جگہ پر گردہ ہو کر کہ بے جہت اور بے کیف ذات کا عین ذات ہے قائم ہو گیا اور اس مرتبہ فنا کا نام رویت تجلی ذات اور لاہوت محمدی ہے۔ اس شغل میں اگر زرد نور دکھائی دے تو نور نفس و ناسوت اگر سرخ دکھائی دے تو نور ملکوت اور اگر سبز نظر آوے تو نور جبروت اور اگر سیاہ نظر آئے تو نور لاہوت ہے ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء یہ خدا کی عنایت ہے جس پر چاہتا ہے کرتا ہے۔

تیسری فصل انوار و مراقبات کے بیانیہ جو ذکر اور مراقبہ کیمیا الہی میں ظاہر ہوتے ہیں

مراقبہ کا طریقہ۔ جب انوار جبر یہ و سر تیہ سے سالک منور ہو جاتا ہے۔ اور اس کی رگ و پے میں ذکر سترت کر جاتا ہے اور ایک محویت اور بے خودی پیدا ہو جاتی ہے تب اس کو مراقبات کی تعلیم دی جاتی ہے اور مراقبہ کی چند قسمیں ہیں جن سے طالب کو فائدہ ہو اور جو اسے منزل مقصود تک پہنچائے اس پر عمل کرے اس میں سے چند ہم بیان کرتے ہیں۔

مراقبہ کا طریقہ

دو زانو جس طرح نماز میں نشست ہوتی ہے بیٹھ کر سر کو گھٹنے پر رکھ کر قلب کو غیر اللہ سے بالکل خالی کر کے خدا کی درگاہ میں حاضر کرے اور تعویذ یعنی اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ اور تسمیہ یعنی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کے بعد اَللّٰهُ حَاضِرٌ یَّیُّ اَللّٰهُ نَاطِقٌ یَّیُّ اَللّٰهُ مَعِیْ۔ کہہ کر مراقب ہو کر اس کے معنی کا تصور کرے اور خیال کرے کہ خدا حاضر و ناظر ہے اور ہمیشہ میرے ساتھ ساتھ ہے اس خیال میں اس قدر منہمک ہو جائے کہ غیر خدا کا یہاں تک کہ اپنا بھی خیال دل سے نکل جائے اور اگر یہ خیال تھوڑی دیر میں زائل ہو جائے تو یقین کرنا چاہئے کہ مراقبہ نہیں ہے ابتداء میں مراقبہ میں زحمت ہوتی ہے لیکن عادت ہو جانے پر کوئی تکلیف نہیں ہوتی بلکہ اس سے رجوع مشکل ہو جاتا ہے۔ لیکن اس لئے جو چیز مطلوب حقیقی تک پہنچانیوالی ہو اس کے خیال رکھنے کو مراقبہ کہتے ہیں تو مراقبہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے منظر رکھنے کو کہتے ہیں اور مراقبہ خاص یہ ہے کہ خدا کی ذات میں اس قدر فکر کرے کہ اپنے سے بے فکر اور بے خبر ہو جائے ۱۲ شعبہ

مرتبہ تک رسائی تدریجاً ہوتی ہے اس وجہ سے ابتدا میں عاجز ہو کر چھوڑ نہ دینا چاہئے۔
شعر ہمہ کارے کہ بہت بستہ گردد : اگر خارے بود گلہ دستہ گردد

دوسرا مراقبہ

جہی امراض قلبی کی وجہ سے دل غیر خدا کی طرف متوجہ رہتا ہے ان کے اسباب تین ہیں ایک حدیث نفس یعنی بقصد اپنے دل سے جلوت اور خلوت میں باتیں کرنا۔ دوسرے خطرہ جو بلا قصد دل میں پیدا ہو جاتا ہے، تیسرے نظر بغیر یعنی کثیر التعداد چیزوں کی واقفیت ان امراض کا اصلی علاج شغل باطنی ہے۔ لیکن اس کی چند صورتیں ہیں حدیث نفس کی صورت میں اسم ذات اور خطرہ میں اسمائے صفات اجہات کا دل میں تصور کرے اور دل کی توجہ مرشد کی طرف رکھے۔

مراقبہ رویت

خدا کی رویت کا تصور کرے اَلَمْ يَعْلَمِ بَانَ اللّٰہِ یَرٰی دیکھا نہیں جانتا ہے کہ خدا دیکھتا ہے پر غور کرے اور اس پر یہاں تک مواظبت کرے کہ اس صورت کے دیکھنے کا ملکہ پیدا ہو جائے۔
مراقبہ معیت وَهُوَ مَعَكُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ۔ (جہاں کہیں تم ہو خدا تمہارے ساتھ ہے) معنی کے ساتھ تصور کرے اور یقین کرے کہ خلوت و جلوت بیماری صحت غرض ہر حالت میں خدا میرے ساتھ ہے اور اسی خیال میں مستغرق ہو جائے

مراقبہ اقربیت

نَحْنُ اقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ جَبَلِ الْوُکُیْدِ (ہم انسان کے رگ گلو سے بھی نائز اقرب ہیں) پر تصور معنی کے ساتھ غور کرے اور اس خیال میں محو ہو جائے کہ خدا مجھ سے قریب ہے۔
مراقبہ وحدت ہمہ ادست اور ہوا الاول ہوا الاخر اس کا وجود ہر جگہ جلوہ فرما ہے اور ابتداء اور انتہا میں وہی ہے ازبان سے کہنے اور تصور کرے کہ اس کے سوا کوئی نہیں ہے اور اسی خیال میں مستغرق ہو جائے۔
مراقبہ فنا کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٌ الْاٰیۃ۔ (دنیا کی تمام چیزیں فانی ہیں اور بزرگ خدا باقی رہے گا۔) کے معنی کے تصور کرے جو کام بہت کے ساتھ کیا جائے اس میں اگر کانٹے ہوں گے تو گلہ متے ہو جائیں گے ۱۲ اشہید
عہ کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَاَنٌ وَیَبْقٰ وَجْہُ رَبِّکَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ط

کے ساتھ خیال کرے کہ تمام چیزیں فنا ہو جائیں گی اور ذات باری جو بے عیب ہے ہمیشہ رہیں گی اور چشم دل سے دیکھے اور اس خیال میں نحو ہو جائے تاکہ اس کے معنی اور بھی منکشف ہو جائیں اور اس کے وجود کو فنا اور علم و عقل کو اضمحلال حاصل ہو۔

دیگر مراقبات بہت ہیں

جیسے اَیْمَاتُ لَوْ اَفْتَمَرَتْ وَجْهَ اللّٰہِ۔ (خدا میرے پیروں کے خلاف نہیں اٹھائے گا) اور کَانَ اللّٰہُ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا (خدا تمہاری حالتوں کا معائنہ فرماتا ہے) اور وَهُوَ بَکَیْ شَیْءٍ مَّحْیُطٌ (خدا ہر چیز کو احاطہ کیے ہوئے ہے) اور اِنْفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفْلَا تَنْبَہُرُوْنَ (خدا تم میں سے کیا تم نہیں دیکھتے ہو۔)

دوسرا مراقبہ

بعض لوگ آنکھ کھول کر آسمان کی طرف یا اپنے سامنے دیکھتے ہیں اور پلک نہ بند ہونے کی کوشش کرتے ہیں اس شغل میں انوار الہیہ متجلی ہوتے ہیں اور ایک پلک سے آگ نکل کر تمام جسم کو گھیر لیتی ہے اور عشق خدا پیدا ہو جاتا ہے۔ اور یہ مراقبہ سہو کہلاتا ہے۔ بعض حضرات نظر سہوا پر کر کے مدتوں عالم تحریر میں رہتے ہیں صراقبہ۔ تنگ و ناریک حجرے میں بیٹھ کر آنکھ کھول کر ہوا میں ایک جگہ دیکھے اس سے انوار الہی ظاہر ہوں گے اور وصال حق نصیب ہوگا۔

صراقبہ۔ بعض لوگ خاموش رہتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ میں موجود نہیں ہوں بلکہ اسی کا وجود ہے اگر پوری توجہ سے اس پر غور کرے گا تو حجاب الحقی و زحقی الباطل کے مطابق خودی کا خیال دل سے نکل جائے گا۔ اور یہ راستہ بہت قریب کا ہے۔

صراقبہ۔ بعض لوگ ذات باری کو صاف اور روشن پانی کا دریا تصور کرتے ہیں اور اپنے کو اس دریا کا قطرہ خیال کرتے ہیں اور اس میں مستغرق ہو جاتے ہیں

صراقبہ۔ بعض اس نور مطلق کو نور غیر تنہا کا دریا فرض کرتے ہیں اور اپنے کو اس دریا کا ایک قطرہ مستہک خیال کرتے ہیں۔

۱۔ ہوا میں سرعظیم یہ ہے کہ مستقیم اور مستقیم ہے اور قول اللہ کافی خلقی الرحمن من تفادوت اسی کلام کا ہمسر ہے اور ہوا عالم اور عالم صفات ہے کون و مکان یعنی مشرق ہزار عالم اسی ہوا میں ہیں اور ہوا سے گذر کر سبحان و لا مکان ہے جس کا۔ الرحمن علی العرش المستوی اور توبہ الکتبا ہے مگر یہ نہیں جانتا کہ ہوا کی چیز ہے ۱۲ ارشاد الطالین ۱۵ حتی آگیا اور باطل فنا ہو گیا ۱۲ مولانا صغی اللہ شہید:

ہر اقبہ بعض اس کو ظلمت محض اور اپنے کو تاریکی میں زائل ہو جانے والا سایہ تصور کرتے ہیں غرض یہ مثالیں اس وجہ سے فرض کی جاتی ہیں تاکہ مادی اور کوتاہ عقلیں اس کو تصور کر سکیں ورنہ ذات مطلق جو بے کیف و بے چوں اور تمام دنیاوی لوازم سے خالی ہے اور اس سے کوئی نسبت بھی نہیں رکھتی ہے۔ ان تمثیلات سے پاک اور بری ہے تعالیٰ اللہ عن ذلک علواً کبیراً اور ان تمام جیلوں اور طریقوں سے غرض اپنے مہیوم مستحق کو فنا کرنا ہے کیونکہ یہ وجود عین حقیقت کے مشاہدہ سے سالک کو روکتا ہے جس قدر سالک استغراق اور نحویت کی زیادتی کی وجہ سے اپنی ذات سے فنا ہو جاتا ہے اسی قدر ہمال حتیٰ نصیب ہوتا ہے۔ غرض سالک کو اپنے افعال و صفات اور وجود کو جناب باری کے صفات افعال اور وجود سمجھنا چاہئے اور اسی میں مستغرق رہے تاکہ اس کی حقیقت اس پر منکشف ہو جائے اور منزل مقصود تک پہنچ جائے۔

فائدہ۔ جب مذکورہ بالا اذکار تہریر اور سر یہ سے مرید ترقی کر جاتا ہے اور درجہ کمال کو پہنچ جاتا ہے تو اس پر معنوی و حقیقی (جس کو ذکر روحی اور سری اور ذکر مشاہدہ و معائنہ کہتے ہیں) منکشف ہو جائے تو وہ اس مقام میں غلبہ نور اور خدا کی عظمت سے بہ ہوش ہو جائے گا۔ ہوش میں آنے پر سالک کو اپنے کو عاجز اور کم حیثیت سمجھنا چاہئے اور ترقی کا آرزو مند ہونا چاہئے اس کے بعد نور جہاں ظہور فرمائے گا اس نور کا غلبہ اس کے حواس خمسہ کو بیکار اور مضطرب کر دے گا۔ اور باطنی آنکھ کے غلبہ کی وجہ سے اس نور کو ظاہری آنکھ سے دیکھے گا۔ اگر یہ اس کے دل میں ٹھہر جائے گا۔ اور قرار پکڑے گا۔ تو اس کا ارادہ اور کام خدا کا ارادہ اور کام ہو جائے گا۔ **وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَاسِطٌ وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ دِكْهُنَا سَمْعُ مَنْ** اس کے تمام افعال خدا ہی سے ہوں گے اور تمام چیزوں میں خدا کے وجود کو پایا جائے گا۔

۱۔ خدا ان تمام چیزوں سے بالاتر اور پاک ہے ۱۲ شہید ۱۲ بے ہوشی کی درجہ میں ہیں ایک تو بے حس و ادراک ہو جاتا اور دوسرے نیند یا نشہ کی کیفیت کا پیدا ہو جاتا ۱۲ شہید ۱۲ جب حضرت موسیٰ کے ایسے حلیل القدر رسول ایک ارنی اتھلی میں بے ہوش ہو کر سپاہ پر گر پڑے تو یہ بیمار کس طرح متحلی ہو سکتا ہے اس کا تو بے ہوش ہو جاتا اور ہوش و حواس کا زائل ہو جاتا یعنی ہے مولانا محمد صبغت اللہ صاحب شہید لکھنوی فرمائی علی ۱۲ تمام موجودات کو خدا گھیرے ہوئے ہے یعنی دنیا اسی کے قبضہ اقتدار میں ہے اور اس کے علم سے کوئی شے باہر نہیں ہے اور ہم جہاں کہیں اور جس حالت میں ہو خدا ہمہاں ہے ساتھ ہے ۱۲ شہید

۱۳ اس مقصد کو شیخ المتوفی حضرت سعدی علیہ الرحمۃ نے اپنے شعر میں بیان کیا ہے۔
برگ درختان سبز در نظر بوس شیار بخور درخت و قمر است معرفت کردگار یعنی سبز درختوں کے چہرے چہرے
پتے عقلمند اور سالک کی نظر میں خدا کی جاننے کے ایک ایک دفتر ہیں وہ انہیں بتوں میں خدا کو دیکھتا ہے ہی ہمہ اوست کے معنی میں ۱۲ شہید

اور اس کی توجہ خدا ہی کی طرف ہوگی یہ مرتبہ قرب نوافل و مقام مشاہدہ کا ہے اور اس کی کوئی حد نہیں ہے اس میں سالک بھی ہوئی چیزوں سے بنانے والے یعنی خدا کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے جب سالک اس مرتبہ پہنچ جاتا ہے۔ اور اس میں کمال حاصل کر لیتا ہے اس کو مجذوب کہنے لگتے ہیں۔ اور

وَلِيَّ يَسْمَعُ وَلِيَّ يَبْصُرُ وَلِيَّ يَنْطِقُ وَلِيَّ يَمْشِي وَلِيَّ يَعْقِلُ مَا رَأَيْتُ شَيْئًا وَلَا دُرًّا أُنِيتُ اللَّهُ فِيهِ

علم حق در علم صوفی گم نشود : این سخن کے باور مردم شود

اس مرتبہ میں انوار تجلی کبھی اجسام کی طرح سالک پر ظاہر ہوتے ہیں تو اس کو چاہئے کہ انوار کو انوار الہی خیال کرے اگر اس حالت پر سالک ٹھہر جاتا ہے تو وہ اس سے بلند مرتبے میں پہنچ جاتا ہے اور بجلی ذاتی اس کے قلب کو حاصل ہوتی ہے اس تجلی میں اس نور کو بے نظیر و بے مثال دیکھے گا اور خدا کے وجود کو جانے گا۔ اور جناب باری کو بے حجاب دیکھے گا۔ اور اس سے یا اور دوسروں سے جو افعال و اوصاف صادر ہوں گے ان کو جناب باری کے اوصاف و افعال خیال کرے گا۔ جو عالم سے ظاہر ہوتے ہیں یہ مقام قرب فرائض کا ہے اس مرتبہ میں کمال حاصل کر لینے کے بعد سالک مجذوب سالک کہلاتا ہے یعنی صفات باری اور اس کی ہستی کو دنیا کی ہر چیز میں مشاہدہ کرتا ہے مَا رَأَيْتُ شَيْئًا وَلَا دُرًّا أُنِيتُ اللَّهُ فِيهِ اس مشاہدہ کی کوئی حد نہیں ہے اگر اس مرتبہ سے مزید ترقی حاصل ہو اور بجلی ذات یا تجلی صفات خدا کے فضل سے اس پر ہوں تو اس کو ان تجلیات میں مستغرق ہو جانا چاہئے اس تیسری مرتبہ میں سالک ہمتن صانع ہو جائے گا اور کوئی صنعت نہ رہے گی اور اَللّٰهُ دَكِلَ شَيْئًا مَّحْبُطًا کا اس سے ظہور ہوگا اور مَعْرِفِ نَفْسِهِ فَقُلْ عَرَفْتُ رَبَّهُ کا اسرار اس پر منکشف ہو جائے گا۔ اور خدا کی ہستی کے سوا اس میں کچھ نہ رہے گا۔ اور فنا ہو جائے گا اور کُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ کا اس پر ظہور ہوگا۔ اور حق محض باقی رہ جائے گا۔ اگر اس جگہ اَلَا تَكُنْ مَّا كَانَتْ تَصُوِّرُ کرے گا تو روح کو جو خدا کا نور ذاتی ہے۔ بے نقاب دیکھے گا اور مَا رَأَيْتُ شَيْئًا مَّحْبُطًا کا

حاشیہ صفحہ گزشتہ پر دیکھئے۔ سہ یعنی میرے ہی ذریعہ سے سنتا ہے دیکھتا ہے بولتا ہے پکڑتا ہے چلتا ہے اور اوراک کرتا ہے میں کوئی چیز نہیں دیکھتا جس میں خدا کا جلوہ دکھائی دے ۱۲ شہید سہ خدا کا علم اس کے علم میں غائب ہو جاتا ہے یعنی دونوں علم مخلوط ہو جاتے ہیں لیکن اس کہنے کو ہر شخص یقین نہیں کر سکتا ۱۲ شہید سہ میں نے کوئی چیز ایسی نہیں دیکھی جس میں خدا کا جلوہ نہ دکھائی دے ۱۲ شہید سہ آگاہ ہو جاؤ کہ خدا تمام چیزوں کو گھیرے ہوئے ہے سب چیزیں اس کے قبضہ اقتدار میں ہیں ۱۲ شہید سہ جس نے اپنے کو پہچان لیا اس نے اپنے پروردگار کو جان لیا خود انسان خدا کی صفت اور خدا کی قدرت کا ایک کامل نمونہ ہے اس وجہ سے اگر اپنی حالت پر غور کرے گا تو اس پر قدرت (باقی صفحہ ۳۴ پر)

اس پر شاہد ہے سالک خدا کو اس کے نور ذات کے ذریعہ سے دیکھتا ہے اور اپنے کو درمیان میں نہیں پاتا اور اسی کو فنا کہتے ہیں۔

فنا کے مراتب کا بیان

فنا کے چند درجے ہیں اور ہر ایک درجہ کی ایک معین حد ہے جس طرح ذکر بسم، ذکر نفس، ذکر روح، ذکر سر، ذکر کے پانچ درجے ہیں (جن کی تفصیل اوپر گزر چکی ہے)۔ اسی طرح پر فنا کے بھی پانچ درجے ہیں۔ اول مرتبہ غلبہ ذکر ربانی (جس کو ذکر حبی کہتے ہیں اس کے غلبہ کی وجہ سے بڑے اخلاق جو نفس امارہ کی صفیتیں ہیں) صفات حمیدہ (جن کا شرع نے حکم دیا ہے) میں فنا ہو جاتے ہیں دوسرے یہ کہ ذکر فکر ہی کے غلبہ سے (جس کو ذکر نفسی کہتے ہیں) نفسانی خواہشیں اور جو نفس لوامہ کی صفیتیں ہیں وہ امکانی خواہش میں فنا ہو جاتی ہیں تاکہ وہ احکام شرع کی مضبوطی سے پابندی کر سکے اور مکاشفہ اور الہام کا طریقہ (جو نفس ہلیم کا مقام ہے منکشف ہو جاوے، تیسرے ذکر قلبی کے غلبہ کی وجہ سے موجودات کے اوصاف و افعال مطلق (یعنی اللہ) کے اوصاف و افعال میں فنا ہوں تاکہ ہر شے میں افعال حق کا جلوہ نظر آئے اور اطمینان قلبی (کہ نفس مطمئنہ کا مقام ہے) حاصل ہو جاوے، چوتھے ذکر روح کے غلبہ میں (جس کو مشاہدہ کہتے ہیں) کثرت خدا کی یکتائی میں فنا ہو جائے۔ یہاں تک کہ سالک کے مشاہدے میں ذات مطلق کے مشاہدہ کے سوا کچھ نہ ہو یہ مرتبہ مشاہدہ کا ہے۔ پانچویں ذکر سر کی زیادتی میں جو لذت اذکار اور معائنہ اور خلق سے نفرت کرنے کو کہتے ہیں۔ خود سالک ذات مطلق میں فنا ہو جانے یہ معائنہ ہے اور رضائے سالک یہی ہے کہ اپنے وجود کو کسی سبب سے اپنے میں نہ پائے پھر کیونکہ اگر پائے گا تو فنا نہایت بھی فنا ہو جائے گی اور فنا الفناء کا مصداق بنے گا اس مقام میں علم سالک اور اس کی ذات وغیرہ کچھ باقی نہیں رہتی، **لح** مع اللہ وقت وقت کی طرف اشارہ ہے۔

(تقریباً ۱۲) کے اسرار منکشف ہو جائیں گے اور وہ اپنے صانع کو دریافت کر لے گا ۱۲ شہید ۱۵ تمام موجودہ چیزیں مٹ جائیں گی لیکن خدا موجود بھی فنا نہ ہوگا ۱۲ شہید ۱۵ اس وقت بھی ویسا ہی ہے جب پہلے تھا اور پہلی حالت میں کوئی تغیر نہیں ہوا ۱۲ شہید ۱۵ میں نے اپنے پروردگار کو اپنے پروردگار سے دیکھا ۱۲ شہید

یعنی نفس جس کے اثر سے انسان بڑے کاموں میں مشغول ہو جاتے اور اپنے پروردگار کو محسوس جاتا ہے تو مرتا ہے اور انسان کوئی ایسی خواہش نہیں کرتا جو ناجائز اور مذموم ہو بلکہ اس کی خواہشیں وہی ہوتی ہیں جو خدا کی خواہشیں ہیں ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید

اور میں نے انہیں فقیر اُمّی الحق کا ظہور ہوتا ہے۔

شعر تو دیریں گم شود کہ توحید ایں بود
گم شدن گم کن کہ تفسیر ایں بود

سالك اس مرتبہ میں سیر الی اللہ جو اس کا مقصد ہے اور سیر فی اللہ جس کا اس کو تصور ہے تمام کر کے مقصد اصلی حاصل کر کے تمام موجودات کی علت اپنے ظہور کو جانتا ہے یعنی وجود سالك بالکل فنا ہو جاتا ہے حضرت بابر مدظلہ العالی اسی مقام پر فرماتے ہیں کہ میں جب تک غائب تھا اسے ڈھونڈتا تھا اور اپنے کو با تھا اس وقت تیس سال سے جب اپنی تلاش کرتا ہوں تو خدا کو پاتا ہوں اس مرتبے کی تجلی اگر سالك پر ایک بار بھی پڑ جائے تو ولی کامل ہو جائے اگر یہ مرتبہ بہت کم ظاہر ہوتا ہے بعض حضرات کے نزدیک ایک ہفتہ میں یا دو لمحہ یا ایک دن میں ایک دو لمحہ ظاہر ہوتا ہے تین دن یا کم زیادہ اور یہ عارف کی حالت پر مبنی ہے جیسی حالت ہوگی ویسی ہی فنا میں ہوگی ہر شخص اس کو نہیں سمجھ سکتا ذٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَجِب سالك کو خدا اس مرتبہ فنا سے بقا دینا چاہتا ہے تو اپنے نور سے باقی رکھتا اس مرتبہ کو جمع الجمع کہتے ہیں اور یہ مقام بڑی حیرت کا ہے اور اسے آخری مقام کہتے ہیں ۛ فَاِنَّكَ ۛ بقا باللہ رجوع الی البدایت کا نام ہے یعنی بدایت میں مبتدی کی نظر مظاہر پر سطحی پڑتی ہے اور یہ مقام باعث بہت بڑی غلطی کا ہوتا ہے اور اپنی بخودی اور تعینات کے فنا ہو جانے کے بعد پھر تعینات کی طرف رجوع کرتا ہے اس وقت سب سے پہلے ذات مطلق پر نظر پڑتی ہے اس کے بعد ذات مطلق کے نور سے تعینات مظاہر کو دیکھتا ہے اگرچہ تعین کے اعتبار سے دونوں مرتبے ایک ہی ہیں لیکن فرق ظاہر ہے تو عارف ہر حالت اور ہر وقت میں خدا کے وجود کا تصور کرتا ہے اور کوئی چیز اس کو خدا کے دیکھنے سے اور خدا کا دیکھنا اور دوسری چیزوں میں دیکھنے سے نہیں روکتا ہے کیونکہ عارف حقیقت انسانی تک جو کہ الوہیت ہے پہنچ گیا جس طرح الوہیت کے واسطے وجوب و امکان برابر ہیں اسی طرح عارف کے لئے حق خلقت حق سے کوئی حاجب نہیں۔ وَمَا سَئِئْتُ شَيْئًا اِلَّا وَرَ اٰيَاتُ اللّٰهِ فِيْهِ اور اس کو خلق معدوم محض اور خدا موجود مطلق معلوم ہوتا ہے اور خدا کے علم کے ذریعہ سے اپنے کو مطلق قید میں آیا ہوا تصور کرتا ہے اور قیود کی وجہ سے اپنے کو بندہ سمجھتا ہے۔ اور کہہ اٹھتا ہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ اس مرتبہ میں خدا کا خلیفہ

۱۷ جس نے مجھ کو دیکھا اس نے یقیناً خدا کو دیکھ لیا ہے ۱۲ شہید

۱۲۔ تم اپنے وجود کو خدا کے وجود میں فنا کر دو کیونکہ توحید کے معنی یہی ہیں اپنے فنا کو فنا کر دو کیونکہ تفرید یہی ہے ۱۲۔ شبہید

ہو کر لوگوں کو اس تک پہنچاتا ہے اور ظاہر میں بندہ اور باطن میں خدا ہو جاتا ہے اس مقام کو برزخ البراز کہتے ہیں اور اس میں وجوب و امکان مساوی ہیں کسی کو کسی پر غلبہ نہیں صریح البجین ملتقیان بینہما برزخ لا ینبغیان اس مرتبہ پر پہنچ کر عارف عالم پر متصرف ہو جاتا ہے۔ اور سلیح لکم ما فی السموات و ما فی الارض کا انکشاف ہوتا ہے اور وہ ذی اختیار ہو جاتا ہے اور خدا کی جس تجلی کو چاہتا ہے اپنے اوپر کرتا ہے اور جس صفت کے ساتھ چاہتا ہے متصف ہو کر اس کا اثر ظاہر کر سکتا ہے چونکہ اس میں خدا کے اوصاف پائے جاتے ہیں اور خدا کے اخلاق سے وہ متبرک ہے اور اس نے جمال استیع علیکم نعمہ ظاہر و باطنہ کو دیکھا ہے اور نور علی نور ہو گیا اس وجہ سے حال اس کے تابع ہو گیا ہے۔ **قطعہ**

یہ کس کس ایں درد در ماں نیافت
یہ کس کس ایں راہ را پایاں نیافت

اے برادر بے نہایت در گہے ست
ہر چہ بروی فی رسی بروی ماست

فائدہ۔ سالک کو ذکر زبانی و دلی میں تنہائی اور جمع میں بآواز اور بلا آواز رات دن مشغول رہنا چاہئے تاکہ اپنے کو اور اپنے ذکر کو بالکل بھول جائے اور محو کر دے انشاء اللہ ذکر کے دل پر لا تعداد انوار و اسرار الہی جلوہ فرما ہوں گے اور ان انوار کی روشنی میں جمال کا لطف اور تجلی حق حاصل ہوگی اور اپنے مقصد میں کامیابی ہوگی۔

فائدہ۔ مگر اس جگہ ہوشیار رہنا چاہئے اور مراقبہ کرنا چاہئے کہیں ایسا نہ ہو کہ اس نور کی طرف متوجہ ہو جائے جو مطلوب نہیں ہے اور لطف اٹھا کر خسارہ اٹھائے اور رشک معشوقیت سے جل جائے اگرچہ خدا کے انوار صرف جلانی نہیں ہیں جمالی بھی ہیں مگر حفظ مراتب ضروری ہے اور اچھے برے میں امتیاز کرنا چاہئے ورنہ کفر اور زندقیت کا ڈر ہے لہذا اچھے برے انوار کے علامات اور آثار جاننا چاہئیں۔

اچھے اور بُرے انوار آثار کی کیفیت

جب سالک کا دل خدا کا ذکر کرنے لگتا ہے اور ذکر تمام اعضاء میں سرایت کر جاتا ہے

موجود دو دریا ایک دوسرے سے ملتے ہیں انکو ملا دیا ان کے بیچ میں ایک پروہ یعنی حد ہے جس سے تجاوز نہیں کر سکتے ہیں ۱۲ شہید
۱۳ جو کچھ زمین اور آسمان میں ہے اس کو تمہارے قبضہ اور تمہارے اختیار میں کر دیا ۱۴ مولانا صغت اللہ شہید ۱۵ خدا نے اپنی
ظاہری اور پوشیدہ نعمتیں تم کو عنایت فرمائیں ۱۶ مولانا صغت اللہ شہید ۱۷ اس مرض کی کوئی دوا نہیں ہے اس راستہ کی کوئی انتہا
نہیں ہے اسی درگاہ کی کوئی نہایت نہیں جس پر تم پہنچو اس پر رک نہ جاؤ یعنی خدا کے عشق کا کوئی علاج سوائے رباقی صفحہ ۱۸ پر

اور غیر خدا سے دل بالکل پاک و صاف ہو جاتا ہے اور روحانیت سے تعلق خاص پیدا ہو جاتا ہے تو انوار الہی ظاہر ہونے لگتے ہیں کبھی وہ انوار خود اپنے میں دکھائی دیتے ہیں اور کبھی اپنے باہر تو اچھے انوار وہی ہیں جن کو وہ دل - سینہ یا سر یا دونوں طرف اور کبھی تمام بدن میں پائے اور جو انوار کبھی اپنے بائیں کبھی سامنے سر کے پاس ظاہر ہوتے ہیں وہ بھی اچھے ہیں مگر ان کی طرف توجہ نہ کرنا چاہئے کسی رنگ کا نور اگر داپنے شانے کے برابر ظاہر ہو تو وہ فرشتوں کا نور ہے اور اگر سفید رنگ کا ظاہر ہو تو کراما کا تبین کا ہے اور اگر سبز پوش خو بصورت آدمی یا کوئی اور اچھی صورت ظاہر ہو، تو وہ فرشتہ ہے جو ذکر کی حفاظت کے لئے آیا ہے اور اگر داپنے شانے سے کچھ ہٹا ہوا یا آنکھ کے برابر ہے تو وہ مرشد کا نور ہے جو راستہ کا رفیق ہے اور اگر سامنے ہے تو وہ نور محمدی ہے جو سیدہ راستے کی تعلیم فرماتا ہے۔

اور اگر بائیں شانے کے متصل ظاہر ہو تو وہ فرشتوں کا تب سینہ کا ہے اور اگر بائیں شانے سے دور ظاہر ہو خواہ کسی رنگ کا ہو شیطان کا نور ہے اور بعض کہتے ہیں کہ دنیا کا نور ہے اسی طرح جو صورت یا آواز پیچھے سے یا بائیں طرف سے ہو وہ شیطان کا دھوکہ ہے لا حول سے دفع کرے اور اعوذ باللہ الخ پڑھے اور توجہ نہ کرے اور اگر نور اوپر سے یا پیچھے سے آئے تو وہ ان فرشتوں کا ہے جو حفاظت کے واسطے مقرر ہیں اور اگر ہلکا سی جہت کے ظاہر ہو اور دل میں خوف پیدا کرے۔ اور اس کے دفع ہو جانے کے بعد باطنی حضور نہ رہے تو وہ نور شیطان کا ہے۔ لا حول پڑھنا چاہئے اور اگر اسی طرح بلا جہت ظاہر ہو اور اس کے زوال کے بعد حضور باطنی کی لذت نہ جائے۔ اور اشتیاق و طلب اسی طرح غالب رہے تو وہی نور مطلوب ہے مَرْتَبًا لِلَّهِ وَإِيَّاكُمْ اور اگر دھوئیں یا آگ کے رنگ کا نور سینہ یا ناف کے اوپر سے ظاہر ہو تو خناس کا نور ہے۔ اعوذ باللہ الخ پڑھنا چاہئے اور اگر سینے کے اندر یا دل پر ظاہر ہو تو وہ صفائے دل کا ہے اور اگر سرخ یا سفید زردی مائل نور دل سے ظاہر ہو تو دل کا ہے اور اگر خالص سفید ہے تو روح کا ہے جس نے طالب کے دل میں تسکلی کر کے اپنی ہستی کو ظاہر کیا ہے اور اگر سر کی جانب سے ہے تو وہ نور بھی

(بقیہ صفحہ ۳۷) اصل کے نہیں ہے اور سالک جس انتہائی مرتبہ پر پہنچ جائے اور خیال کر لے کہ میں وصال حق نصیب ہوگا

وہ دراصل انتہائی مرتبہ نہیں بلکہ خدا اس سے بھی بالاتر ہے ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید فرنگی محلی :

لہ کراما کا تبین لسان شرع میں دو فرشتے ہیں جو انسان کی اچھائیوں اور برائیوں کے کھنے کے واسطے انسان کے

دونوں شانوں پر متعین فرمائے گئے ہیں ۱۲ شہید

روح کا ہے اور آفتاب کے رنگ کا نور بھی روح کا ہے اور بعض اس کو نور ذات پھراتے ہیں تو اگر یہ اوپر سے ہے تو ذات کا ہے اور اگر سامنے ہے تو روح کا ہے اور اگر چاند ایسا ہو تو دل کا ہے اور بعضوں کے نزدیک سامنے کا نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور جو سلطان انصیرا و سلطان محمود کی طرف سے ظاہر ہو وہ بھی نور ذات ہے مگر سالک کو چاہئے کہ انوار میں سوائے مطلوب کے کسی طرف نہ متوجہ ہو اور سرور اور لطف نہ حاصل کرے بلکہ صرف نور الہی میں ترقی کرے کیونکہ خدا کی تجلیوں کی کوئی انتہا ہی نہیں ہے۔ اور اگر کاجل کی سیاہی کی ایسی تاریکی اور اس کے گرد اگر دھار ایک اور مکدر نورانی خطوط ہوں تو وہ نور نفی کا ہے اگر اس طرف توجہ کریگا تو نفی حاصل ہوگی اور ماسوائے اللہ سے قلب کا صاف ہو جانا اور ہر اتاری افعالی و صفاتی تجلی (جس کا رنگ سفید اور سبز اور سرخ ہے) میں محویت اور فنا کا حاصل ہونا مقصد اصلی ہے جس ہوش میں آئے گا تو درد اور شوق اور بیقراری عشق ترقی کرے گی اور ہر تجلی سے ترقی کر کے دوسری تجلی سے لطف حاصل کرے گا۔ اس کی کیفیت کا بیان غیر ممکن ہے اور عروجی سیر کے پورا ہونے کے بعد تجلی ذات کا جلوہ دکھاتی ہے اور تجلی ذاتی کا آنکھ کی سیاہی کے مانند رنگ ہے اور اس میں عارف کی فنا الفنا ہے۔ معلوم کرنا چاہئے کہ ان تجلیات کی ابتدا میں (عالم ناسوتی کے انوار و اوصاف کے مناسب) سالک کے قلب پر انوار مختلف حیثیتوں سے ظاہر ہوتے ہیں اور سالک ان انوار کی طرح مجسم نور بن کر عالم انوار کی سیر کرتا ہے تو سالک کو ان سے لذت نہ حاصل کرنا چاہئے اور نہ ان میں مشغول ہو اور اس کو خدا کی قدرت سمجھ کر صانع کی طرف متوجہ ہو پھر انشاء اللہ مرشد کی مدد سے سالک آسمان پر پہنچے گا۔ اور آسمان کی عجیب و غریب چیزوں کا معائنہ کرے گا اور انبیاء اولیاء اور فرشتوں کی روحوں سے نیاز حاصل کرے گا۔ اور فرشتوں کو مختلف صورتوں میں دیکھے گا اور انھیں کی طرح ان کے ساتھ آسمانوں پر صعود کر کے عجیب عجیب چیزوں کا نظارہ کرے گا۔ تو مرید کو ان سے لطف نہ اٹھانا چاہئے اور درد عشق اور شوق کے ساتھ ترقی کرے پھر ارشاد الہی اور مرشد کی توجہ سے عرش و کرسی پر پہنچے گا۔ اور کرسی کو نور عرش سے منور اور آفتاب کی مانند روشنی پائے گا سالک کو اس سے لذت نہ اٹھانا چاہئے اور سب کو نفی کے تحت میں رکھنا چاہئے اس مرتبہ میں مرید عنصرت سے

۱۔ انسان کے متعلق تسلیم کر لیا گیا ہے کہ وہ چار عنصراں، ہوا، پانی، مٹی سے بنایا گیا ہے اور اسی سبب سے عنصری مادی کہلاتا ہے تو مصنف رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ اس مرتبہ کے حاصل کر لینے پر وہ عنصری نہ رہے گا۔ بلکہ اطلاق اور تجربہ مادہ کی حالت پیدا کرے گا۔ وَاللّٰهُ يَكْرِشُ مَنْ يَشَاءُ ۝۱۱ شہید

ترقی کر کے اطلاق کی حالت پیدا کر لے گا مگر اس حالت پر بھی اس کو مطمئن نہ ہونا چاہیے اور خدا کے مختلف اوصاف کا نظارہ کر کے اس کے دل میں عشق الہی کی آگ اور تیز ہو جائے گی اور اس کے ہوش و عقل کو بالکل جلادے گی ہوش میں آنے پر شوق و محبت کی وجہ سے بیباکی سے گفتگو کرے گا لیکن اس کو خود اس کا احساس نہ ہوگا، نیز اسمائت کی وجہ سے وہ تمام چیزوں سے سوائے خدا کے قطع تعلق کر دے گا ارزوئے وصل اور دردِ عشق اور زائد ہو جائے گا۔ اگر خدا نے فضل کیا تو وہ ان تجلیاتِ کیفی سے ترقی کر جائے گا اور اس پر تجلّی حقیقی بے کیفی ہوگی اور ان میں نحو ہو جائے گا۔ اور ان تمام چیزوں سے بے خبر ہو جائے گا۔ اور سوائے خدا کے کسی کو بھی نہ دیکھے گا اور وجود خدا کا اس کو یقینی ثبوت پہنچ جائے گا۔ پھر ہوش میں آنے پر اپنی فنا کی وجہ سے وصال حق کے اشتیاق کی ایک خاص کیفیت محسوس کرے گا اور خدا کو اپنے وجود میں پا کر منصور کے ایسے کلمے کہنے لگے گا اور خود نہ جانے گا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ یہ تو تجلیاتِ افعالی اور صفاتی تھے مگر اس کے بعد خدا کے فضل اور مرشد کی توجہ سے عشق بیقراری کے باوجود مطلوب حقیقی کی تجلی ذاتی اس پر ہوگی اس مرتبہ میں وہ اپنے وجود اس قدر بے خبر ہو جائے گا۔ کہ اپنے فنا کا احساس بھی نہ کرے گا اور فناء الفنا حاصل ہوگی۔ اس کے بعد اس کو فنا نے حقیقی حاصل ہوگی اور حفظِ مراتب کا پاس کریگا اور خدا کی خلافت پائے گا۔

دوسرا باب حضراتِ قادریہ جیلانیہ کے اذکار و اشغال کے بیان میں

اس خاندان میں کلمہ طیب معمولی آواز سے اس طرح تعلیم فرمایا جاتا ہے کہ لا الہ کو پوری طاقت سے بدن کے اندر سے کھینچ کر لا الہ اللہ کی دل پر ضرب لگائے اس طرح خلوت میں روز و شب مشغول رہے اور جس قدر ہو سکے اس کی تکرار کرے اور ہر تنہا کے بعد ایک بار محمد رسول اللہ کہے اور ایک نشست میں ایک ہزار ایک سو گیارہ بار پڑھنا بہتر ہے اس میں مزاولت کے بعد اسے ایک خاص قسم کی نحویت اور لطف حاصل ہوگا اس کے بعد نفی و اثبات کا طریقہ اس طرح تعلیم کرتے ہیں کہ روبہ قبلہ دو زانو با ادب بیٹھ کر آنکھیں بند کر کے پوری قوت سے لاکوناف کے نیچے سے کھینچ کر باہر لائے اور اپنے شانے تک پہنچا کر الہ کو ام الدماغ سے نکالے اور لا الہ اللہ کی بہت سے حضرت منصور رحمہ اللہ اتنا سخت یعنی میں خدا ہوں فرمایا کرتے تھے اس رتبہ کے حاصل ہونے پر جب خدا کے وجود کو اپنے میں پائے گا تو بے اختیار ہی سے ایسے دعوے کرنے لگے گا مولانا صبغت اللہ شہید فرمائی مجلس ۱۲۔

زور سے قلب پر ضرب لگائے اور لا الہ الا اللہ کہتے وقت خیال کرے کہ سوائے خدا کے نہ کوئی موجود ہے نہ کوئی مقصود ہے اور نہ کوئی معبود ہے تاکہ غیر کی ہستی کا خیال جاتا رہے اور لا الہ الا اللہ سے وجود مطلق کے اثبات کا خیال کرے۔

حبس نفی و اثبات کا طریقہ

سانس کو ناف کے نیچے روکے اور غیر خدا کی نفی کا تصور کر کے لا کو داہنے پستان کے متصل لیجا کر لفظ لا الہ کو داغ سے نکال کر دل پر لا الہ کی ضرب لگائے اور سانس باہر نکالتے وقت چپکے سے محمد رسول اللہ کہے اور سینہ کی طرف اشارہ کرے پہلے دن یہ عمل تین دفعہ کرے پھر ہر روز ایک ایک زائد کرتا جائے یہاں تک کہ دو سو یا اس سے زائد ہو جائے اس کا فائدہ اوپر گزر چکا ہے۔

پاس انفاس کا طریقہ

سانس باہر کرتے وقت لا الہ اور لیتے وقت لا اللہ دل سے کہے

اسم ذات با ضربات کا طریقہ

اس کے بعد اسم ذات کو ضربات کے ساتھ کہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ ایک ضربی میں لفظ اللہ کی پوری طاقت اور زور سے دل پر ضرب لگائے پھر ٹھہرائے تاکہ سانس ٹھہر جائے پھر ضرب لگائے اسی طرح مشق کرے اور دوسری میں پہلی ضرب داہنے گھٹنے پر اور دوسری قلب پر لگائے۔ اور سہ ضربی میں پہلے داہنے گھٹنے پر اور دوسری بائیں پر اور تیسری ضرب دل پر لگائے اور چار ضربی میں پہلی دوسری دائیں بائیں گھٹنے پر اور تیسری سامنے اور چوتھی ضرب دل پر لگائے۔ لیکن ایک ضربی دوسری اور سہ ضربی میں تو دوزانو اور چہار ضربی میں چوزانو بیٹھنا چاہئے۔

دوسری فصل اشغالِ قادریہ کے بیان میں اسم ذات خفیہ کا طریقہ

ان اذکار کے بعد اسم ذات خفیہ تعلیم فرماتے ہیں اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ زبان کو تالو سے ملائے اور جس قدر ہو سکے قلب سے اللہ اللہ کہے اور رات دن یہی تصور رکھے تاکہ پختہ خیالی حاصل ہو اور ذکر میں کوئی زحمت نہ ہو اور اگر اسم ذات سے پاس انفاس کرے تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ ناف

پر اسم ذات کا تصور کر کے لفظ ہو کو خیالی طریقہ سے دراز کر کے آسمان پر لے جائے اسی طرح ہر اس میں کرے اور اس خاندان کے ذکر آراء کا مخصوص طریقہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔

برزخ اکبر کا شغل

اس کے چند طریقے ہیں اول یہ کہ جس دم کر کے دونوں ابروؤں کے بیچ میں نظر رکھے دوسری نظر نہوا میں رکھے تیسرے داہنی آنکھ کھلی اور بائیں بند رکھے اور ناک کے داہنے نچھنے پر وجود مطلق (خدا) کے نور کا رجب تمام قیدوں سے پاک ہے تصور کرے تاکہ وہ نور ظاہر ہو اور فنائے حقیقی حاصل ہو مگر اس عمل میں پلک نہ جھپکنا شرط ہے اور یقین کرے کہ میں جو دیکھتا ہوں اور جس کو پاتا ہوں وہی میرا مقصود ہے انشاء اللہ مقصود جلد حاصل ہوگا۔

اسم ذات کا شغل

اسم ذات کے شغل کا طریقہ یہ ہے کہ کاغذ پر قلب صنوبری کی سرخ یا نیلی تصویر کھینچ کر اس میں اللہ سونے یا چاندی کے پانی سے لکھ کر اس پر نظر رکھے یہاں تک کہ یہ نام دل پر منقوش ہو جائے یا لفظ اللہ کی صورت دل پر لکھے اور اس کی طرف متوجہ رہے تاکہ اس کے حواس سے غیب ظاہر ہو۔

شغل دورہ قادر یہ کا طریقہ

سالک کو چاہئے ادب سے دوزانو قبلہ رویٹھے اور آنکھیں بند کرے زبان کو تالو سے لگا کر اللہ سمیع کا حضور قلب سے تصور کرے اور خط نورانی ناف سے نکال کر وسط سینہ تک (جو لطیفہ سر کا مقام ہے) پہنچائے اور اللہ بصیر کو سینہ سے نکال کر دماغ تک پہنچائے اور اللہ علیم کو ام الدماغ سے نکال کر عرش تک پھر عرش سے دماغ تک اور اللہ بصیر کو دماغ سے سینہ تک اور اللہ سمیع کو سینہ سے ناف تک لائے اس دورہ کے بعد پھر ناف سے شروع کر کے تدریجاً عروج و نزول کے طریقہ سے مشغول رہے بعضے اس شغل میں اللہ قدیر کو شامل کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ قدیر کو چوتھے آسمان تک اور اللہ علیم کو عرش تک پہنچائے اور وہاں ٹھہر جائے اس شغل کی کیفیتیں بہت مشغول ہونے سے معلوم ہوتی ہیں۔ اس شغل کے فوائد و ثمرات حاصل

۱۔ اس کی شکل یہ ہے (اللہ)

ہونے کے بعد مراقبہ تلبیقین فرماتے ہیں۔

تیسری فصل مراقبات قادریہ کے بیان میں

مراقبہ رقیب سے مشتق ہے اور عربی میں رقیب نگہبان اور محافظ کو کہتے ہیں تو اسوائے اللہ کی یاد اور غیر حق سے دل کو محفوظ رکھے اس کا طریقہ یہ ہے کہ جس آیت یا کلمہ کا مراقبہ منظور ہو اس کو زبان سے کہے اور اپنے کو ذلیل و کمترین سمجھ کر بار بار قبلہ رو دو زانو بیٹھے اور غیر خدا سے دل کو صاف کر کے اس کے معنی کے تصور میں منہمک ہو جائے حدیث شریف میں معنی کے متعلق ہے **اَلْاِحْسَانُ ۱۲** تعبد اللہ کما تک ندرۃ فان لم تکن ندرۃ فانہ یدرک اور قرآن مجید کی آیت **لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ** فان دیقۃ وجہ ربک ذی الجلال والاکرام گویا تمام مراقبوں کی اصل ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے کو بالکل مردہ اور بوسیدہ اور خاک خیال کرے اور آسمان کو شکاف دار اور تمام دنیا کو درہم برہم رجیسا کہ قیامت کے دن ہو جائے گی تصور کرے اور خدا کی ذات کو موجود و باقی خیال کرے جس وقت تک محبت اور بے خودی نہ پیدا ہو جائے اسی شغل میں مشغول رہے اور اس کے حاصل ہونے کے بعد دوسرے مراقبوں میں مشغول ہو۔

دوسرا مراقبہ

اَللّٰهُ نُوْرٌ اَسْمُوْا تِ وَ اَلّٰہُ مَرْضٰی خیال کرے کہ جس طرح خدا کا وجود ہر جگہ ہے اس طرح اس کا نور تمام عالم میں ہے اور مستغرق ہو جائے اور ایسا ہی اس **اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِیْ تَفْتَنُ رُوْنُ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مَلٰٓئِکَتُکُمْ**

آیت کا مراقبہ

اور **اٰیْمٰنًا تَلُوْنَ** میں کلمہ **اَلْمَوْتَ** ولو کنتم فی بدو ج مشیینۃ کا مراقبہ کرے اس کے علاوہ اور دیگر کلمات مذکورہ بالا کا مراقبہ کرے جب ان مراقبات سے فائدہ حاصل ہونے لگتا ہے اور انوار سے بہترائی اور اچھائی یہ ہے کہ تم اس طرح عبادت کرو گویا خدا کو تم دیکھتے ہو اگر اس خیال پر قدرت نہ ہو تو یہ خیال کرو کہ خدا تم کو دیکھتا ہے ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہیدؒ نے دنیا میں جو کوئی ہے وہ ضرور فنا ہوگا اور بزرگی اور بڑائی والا خدا باقی رہے گا۔ ۱۲ شہیدؒ نے خدا زمین اور آسمان کا نور ہے ۱۲ موت جس سے تم بھاگتے ہو وہ تم کو ضرور پالے گی ۱۲ تم جہاں کہیں ہو گے تم کو ضرور پالے گی خواہ مستحکم گھرے ہوئے برجوں میں ہو ۱۲ شہید۔

د کیفیات ظاہر ہونے ہوں تو مراقبہ توحید تعلیم کیا جاتا ہے اور اس کی چند قسمیں ہیں۔

اول مراقبہ توحیدِ افعالی

اس کا طریقہ یہ ہے کہ تمام دنیا کے حرکات و سکنات کو خدا کے حرکات و سکنات جانے اور ظاہری کام کرنے والوں کو آلہ اور خدا کو فاعل حقیقی خیال کرے اس پر پورے طریقہ سے پابندی کرنے پر عجیب ثمرہ اور بہتر اخلاق ظاہر ہوں گے اور اچھائی برائی میں کوئی فرق ظاہر نہ ہوگا۔ رباعی

مردان نفس ہوا شکستند از نیک و بد زمانہ رستند
در بحر فنا چو غوطہ خورند جز حق ہمہ را وداع کردند

دوسرا مراقبہ توحیدِ صفاتی کا ہے

اور وہ یہ ہے کہ اپنے اور تمام دنیا کے وجود کو خدا کے صفات کا عکس سمجھے اور اسی خیال میں مستغرق ہو جائے اس کے فوائد بھی کل کے کل نہیں قلمبند کئے جاسکتے مختصراً یوں سمجھنا چاہئے کہ یہ مراقبہ کرنے والا اپنے کو کثرت فی العالم کا متبع سمجھتا ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ اپنے جسم کو وسیع اور چوڑا پاتا ہے اور اس مرتبہ زمین سے عرش تک تمام چیزوں کو گھیرے ہوئے ہوتا ہے اور تمام عالم کا وجود اپنے میں پاتا ہے اور ہر چیز کی حقیقت اس پر منکشف ہو جاتی ہے اور یہ کشف غلط نہیں ہوتا بلکہ واقعی ہوتا ہے لیکن اس میں نہ ٹھہرے اور ان انوار کا قصد کرے جو ذات کے حجاب میں اور بعض وقت جو مختلف قسم کے نور ظاہر ہوتے ہیں وہ بھی وجود مطلق کے حجاب میں۔ دربار الہی میں عجز و انکساری سے دعا کر کے خیالی طریقہ سے اس سے گذر جائے اور ان پردوں کے بعد ایک جمالی پردہ ہے (جو لطیف اور بے رنگ ہے) کبھی اس پر توقف ہو جاتا ہے۔ اور بعضے اس کو غرض اصلی سمجھ کر ٹھہر جاتے ہیں مگر خدا کی مدد شامل ہے تو یہ پردے با آسانی طے ہو جاتے ہیں گے اور ذات مطلق کی معرفت کا فخر حاصل ہوگا اور اس جگہ عجیب و غریب حالات پیش آئیں گے اس کو اصطلاح میں سیر فی اللہ کہتے ہیں اور اس کی کوئی انتہا نہیں اور یہ مقام ملوک و معرفت کا مہتہا خیال کیا جاتا ہے۔

لہ جو لوگ دنیاوی لوازمات سے بری ہو جاتے ہیں ان کو اچھائی برائی کا امتیاز نہیں رہتا اور جب دیائے فنا میں غوطہ لگاتے ہیں تو سوائے خدا کے دنیا کی تمام چیزوں سے جدا ہو جاتے ہیں۔ ۱۲ شبہیہ۔

تفسیر مراقبہ

توحید ذاتی کے مراقبہ سے محققین نے منع کیا ہے اور توحید ذاتی یہ ہے کہ تمام چیزوں کو خدا جانے اور غیر خدا کو معدوم سمجھے اور وجہ اس کی یہ ہے یہ سمجھنا بغیر وجدان کامل کے نہیں ہو سکتا ہے جملہ ایوں سمجھنا چاہئے کہ ہمیشہ اسی حالت میں رہے انشاء اللہ تدریجاً پورے طور پر کشف ہونے لگے گا۔ اور ابتدا میں تحقیق اور تلاش نہ کرنا چاہئے۔

ذکر برائے شفا ئے مریض

در راست یا اَحَدُ حَبِیبِ یَا صَمَدُ و طرف آسمان یا وَ تَرُدُّ دِلَّ یَا نَزْدُ ہزار بار بگوید۔
فائدہ مراقبہ میں پابندی اور مشق کرنی چاہئے تاکہ یہ حالت ہو جائے کہ دل مراقبہ سے بمشکل ہٹے اور مراقبہ سے دل پھیرنا ناممکن ہو اور اس سے حضوری اور نحویت حاصل ہو اور اپنے اور تمام عالم کا عدم بعد وجود حق ثابت ہو جائے اور اس کے ایک لمحہ بھی موقوف ہو جانے میں جان کی ہلاکت کا ڈر ہے

ارواح اور ملائکہ کے کشف کا طریقہ

سالک داپنے سُبُوْحُ اور بایں قُدُّوسُ اور آسمان کی طرف رَبِّ الْمَلٰٓئِکَۃِ اور قلب پر وَ التَّوْحُ
کی ہزار بار ضرب لگائے اور مقصود کی طرف متوجہ ہو جائے تو جس روح سے ملاقات کرنی مقصود ہوگی وہ بیداری یا خواب میں ملاقات کرے گی دو ہزار ضربیں لگانے سے مقصود جلد حاصل ہوگا۔

آئندہ کے حالات سے باخبر کر دینے والا ذکر

داہنے یا اَحَدُ اور بایں یا صَمَدُ اور سرشانے کی طرف پھیر کر یا حُجَّ اور دل میں قیوم کی ایک ہزار ضربیں لگائے اور بلاؤں کے دور کرنے کے لئے اسی طرح ایک ہزار ضربیں لگانا مجرب ہے۔

بیمار کی شفا کے لئے ذکر

داہنے یا اَحَدُ اور بایں یا صَمَدُ اور آسمان کی طرف یا وَ تَرُدُّ دِلَّ میں یا فَرْدِ ایک ہزار بار کہے

مشکل چیزوں کے حاصل کرنے اور آئندہ کے متعلق واقفیت حاصل کرنیکا ذکر

نماز تہجد کے بعد ہزار بار دہنی طرف یا حی بانیں طرف یا قیوم اور آسمان کی طرف یا وہاب اور دل میں یا اللہ کی ضرب لگائے اور دعا کرے۔

کشف قبور کے واسطے ذکر

پہلے اکیس بار یا رب کہے اور آسمان کی طرف یا رد ۷ اور قبر پر یا روح اور دل پر یا روح الدوا کی ضرب لگائے۔ انشاء اللہ خواب یا بیداری میں میت کا حال معلوم ہو جائے گا۔
دوسرا طریقہ۔ پہلے قبر کے پاس بیٹھ کر میت پر فاتحہ پڑھے اور پھر آسمان کی طرف اکشف لی یا نور اور دل پر اکشف لی یا نور اور قبر پر عی حالہ کی ضرب لگائے اور قلب کی طرف متوجہ ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کے کشف کا ذکر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مثالیہ کا تصور کر کے درود شریف پڑھے اور دہنی طرف یا احمدم اور بانیں طرف یا محمد اور یا رسول اللہ ایک ہزار بار پڑھے انشاء اللہ بیداری یا خواب میں زیارت ہوگی۔

حاجت براری کا ذکر

جو کوئی مشکل یا ضرورت پیش آئے اس کے موافق اسمائے حسنی میں سے کوئی نام لے کر سہ ضربی یا چہار ضربی میں مشغول ہو جائے مثلاً کشایش رزق کے واسطے یا رزاق اور مریض کی شفا کی واسطے یا شافی اور موزی جانور سے بچنے کے واسطے یا حفیظ اور فاتحہ کے لئے یا صمد اور دشمن کے دفع کرنے کے لئے یا مذل اور بلا کے دفع کرنے اور دل کی تفریح کے لئے یا حیحی یا قیوم و علی بذالقیاس۔

باب حضرات نقشبندیہ رحمہم اللہ کے اذکار و اشغال

جب سچا طالب خدا کی عنایت سے اس سلسلہ کے بزرگوں میں سے کسی کو اپنا وسیلہ کرتا ہے پہلے

استخارہ فرماتے ہیں پس اجازت ملے گی یا نہ ملے گی اجازت مل جانے پر اس میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ اور ممانعت کی صورت میں جواب دیتے ہیں کیونکہ اس کی قیمت دوسری جگہ متعلق ہے اور مرشد کی توبہ بھی استخارہ کی قائم مقام ہوتی ہے۔

استخارہ کا طریقہ

عشا کی نماز کے بعد تازہ وضو کر کے حمد دل سے استغفر اللہ الذی لا الہ الا هو الحمد للہ القیوم و اتوب الیہ ایک سو ایک بار پڑھے اور اپنے تمام اندرونی اور ظاہری گناہ سے توبہ کرے اور خیال کرے کہ میں پھر مسلمان ہوا اس کے بعد دو رکعتیں نماز استخارہ کی اس نیت سے پڑھے کہ میں خدا سے آرزو کرتا ہوں کہ مرشد کے وسیلہ سے مجھ کو شریعت محمدی کا پابند کر دے اور پہلی رکعت میں الحمد کے بعد آیتہ الکرسی اور دوسری رکعت میں الحمد کے بعد قل یا ایہا الکافرون خشوع و خضوع سے پڑھے۔ اور بارگاہ الہی میں روئے اور سلام پھر کے ایک سو ایک بار کلمہ تمجید پڑھ کر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگے اور جب نیند کا غلبہ ہو تو وہیں زمین پر سو رہے اور اگر کوئی عذر ہو تو جہاں چاہے سو رہے اور سوتے ہیں جو کچھ خواب دیکھے مرشد سے بیان کرے اور حالت استخارہ میں اپنے دل کی حالت پر غور کرے اگر قلب میں اعتقاد کی وہی مضبوطی ہے۔ تو یہی بشارت ہے پس مرشد کو چاہئے کہ مرید کر کے اسم ذات بواسطہ لطافت ستہ کی اس طرح تعلیم دے کہ زبان کو تالو سے ملا کر آنکھیں بند کر کے خیالی زبان سے قلب صنوبری سے اس طرح کہے کہ خدا کے اسم کو اس کی ذات کا غیر نہ تصور کرے اور اٹھتے بیٹھتے حتیٰ الوسع یہ خیال قائم رکھے۔

لطائف ستہ کا بیان اور ان کے ذکر کا طریقہ

انسان کے جسم میں چھ جگہیں انوار اور برکتوں سے پر ہیں اور یہی لطائف کہلاتے ہیں۔ اول لطیفہ قلبی اس کی جگہ بائیں پستان سے دو انگلی نیچے ہے اور اس کا نور سرخ ہے دوسرے لطیفہ روحی اس کی جگہ اپنے پستان سے دو انگلی نیچے ہے اور اس کا نور سفید ہے تیسرے لطیفہ نفسی اس کی جگہ

سہ میں اس خدا سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور چوزندہ اور قائم ہے اور میں اسکی درگاہ میں توبہ کرتا ہوں ۱۲ شبیدہ مختلف کشفوں کی وجہ سے لطائف کا بھی رنگ بدل جاتا ہے مصنف نے ذکر کیا ہے کہ لطیفہ قلبی کا نور سرخ ہے لیکن بعضوں کے نزدیک زرد بھی ہوتا ہے اس وجہ سے تحقیق یہی ہے کہ انوار کا پابند نہ ہونا چاہئے بلکہ مقصود اصلی کی طرف متوجہ ہونا چاہئے ۱۲ شبیدہ۔

ناف کے نیچے ہے اور اس کا نور زرد ہے۔ چوتھے لطیفہ سری اس کی جگہ سینہ کے درمیان ہے۔ اور اس کا نور سبز ہے۔ پانچویں لطیفہ خفی اس کی جگہ برو کے اوپر ہے۔ اور اس کا نور نیلگوں ہے۔ چھٹے لطیفہ اخفی اس کا مقام ام الدماغ اور اس کا نور سیاہ ہے آنکھ کی سیاہی کے مانند۔

فائل ۷۔ سالک کو ان چھ لطیفوں کا یہانک ذکر ہونا چاہئے کہ خود ان کے ذکر سے واقف ہو جائے اور مرشد اس ذکر کو لطیفہ مریدین میں ڈالنے کی طرف توجہ کرے۔ اور بارگاہ الہی میں دعا کرے اور مرید سے زبان کو تالو میں چمٹوا کے بغیر زبان ملائے قلب سے اسم ذات ادا کرنے کو کہے اور خود بہت سے توجہ کرے یعنی اپنے قلب کے منہ کو مرید کے قلب پر تصور کرے اور غیر خدا کے خیال کو اس کے دل میں آنے سے روک کر اس کے قلب کو اپنی طرف جذبہ قلبی سے مائل کرے۔ تاکہ اس توجہ کے اثر سے اس کے لطیفہ میں حرکت پیدا ہو اور ذکر جاری ہو جائے اسی طرح ایک گھنٹہ سے کم و بیش مرید کی طرف متوجہ رہے اور خیال کرے کہ یہ تصرف جو مجھ کو حاصل ہوا ہے بزرگان سلسلہ کی اعانت اور توجہ سے ہے۔

فائل ۸۔ قلب صنوبری قلب حقیقی (جو عالم امر سے ہے) کا نشین ہے اور اس کو حقیقت جامع بھی کہتے ہیں اور خدا کی عادت جاری ہے کہ جب مرید اپنے قلب کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو مبد فیض سے قلب حقیقی کے واسطے سے اس کو فیض پہنچتا ہے۔

جب لطیفہ قلبی کی مشق کامل ہو جائے اور فنائے قلبی حاصل ہو جائے تو باقی لطائف کی الگ الگ مشق کرنی چاہئے اور فنائے لطائف یہی ہے کہ لطیفہ میں مستغرق ہو جائے اور اس میں تکلیف کی ضرورت نہ ہو۔

اور کبھی مرید پر لطیفہ میں انوار اور تجلیاں ظاہر ہوتی ہیں ایسی حالت میں اس کو ان میں محو نہ ہونا چاہئے بلکہ خدا کے منترہ اور پاک ہونے کا خیال کرنا چاہئے اور لطیفہ قلبی میں نفی و اثبات صغیر بھی تعلیم کیا جاتا ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ آنکھیں اور ہونٹ بند کر کے سانس ناف کے نیچے سے نکال کر قلب میں روکے اور لا کو ناف سے نکال کر گلے تک پہنچا کہ ہالہ کو گلے سے لطیفہ روحی تک لا کر لا الہ الا اللہ کی دل پر اس طرح ضرب لگائے کہ اس کا اثر تمام لطیفوں پر پہنچے اور غیر اللہ کی نفی اور خدا کی ذات کے اثبات کا تصور کرے پہلے ایک سانس میں ایک دفعہ کرے اور تدریجاً ترقی دیتا جائے یہاں تک کہ اکیس مرتبہ تک پہنچائے لیکن طاق عدد کا اور مرد و شد کا خیال رکھے تاکہ اثر

ظاہر ہوا اگر اثر نہ ہو تو یہ بے حاصلی کی دلیل ہے پھر از سر نو شروع کرنا چاہئے اور ذکر کا اثر یہ ہے کہ نفی کے وقت وجود انسانی کی بالکل نفی ہو جائے اور حالت اثبات میں جذبات الہی کا ظہور ہو اس ذکر میں ایسا منہمک ہونا چاہئے کہ مذکور یعنی خدا کا ذکر انسان کے دل پر غائب ہو جائے وہ معشوق کا نام بھول کر جلوہ معشوق میں محو ہو جائے ۔

لطائف ستہ کے شغل کا بیان

ناف کے نیچے سے سانس کھینچ کر جس لطیفہ کا شغل منظور ہو اس پر ٹھہرائے اور جس قدر ممکن ہو اسم ذات میں اس کے معنی اور اس جگہ کے نور اور واسطہ کے ساتھ منہمک ہو جائے اور اسم کو ذات کا غیر نہ سمجھے بعض لوگ ان مقامات کا ذکر بغیر جس دم کے کرتے ہیں اور ذکر وہی اسم ذات ہے ۔

ذکر جاروب کا طریقہ

ان لطائف میں ان کا طریقہ یہ ہے کہ اسم ذات کے تصور کے ساتھ سانس کو پوری قوت سے (غیر سانس روکے ہوئے) جس لطیفہ کی جاروب مقصود ہو اس سے کھینچ کر ہوا کی ضرب اسی لطیفہ پر لگائے مثلاً اگر لطیفہ قلبی کی جاروب کرتا ہے تو اسم ذات کے تصور کے سانس کو قلب سے کھینچ کر موضوع روح تک لاکر ہوا کی ضرب قلب پر لگائے یہی ہر لطیفہ کی جاروب میں ہونا چاہئے اور ذکر ارادہ کا طریقہ ان لطائف میں یہ ہے کہ اسم ذات کے تصور کے ساتھ سانس کو جو لطیفہ مقصود ہے اس سے اٹا کھینچ کر اسی لطیفہ پر ہوا کی ضرب لگائے چنانچہ جاروب لطیفہ قلب کے بیان میں ذکر کیا گیا ہے لیکن جب چھٹوں لطیفوں کی مشق سے فارغ ہو جائے اور ان میں کمال حاصل ہو جائے تو مرشد کو تمام لطائف کی طرف یکبارگی توجہ کرنے کو فرمایا جائے اور خود بھی توجہ کرنا چاہئے تاکہ تمام لطیفہ باسانی جاری ہو جائیں اگر لطائف کی سیر کی کچھ تجلیاں ظاہر ہوں تو ان میں مشغول ہو کر بے پروا نہ ہو جائے بلکہ ترقی کی خواہش کرنا چاہئے ۔

فائدہ

اصطلاح صوفیہ میں اس سیر کو سیر لطائف کہتے ہیں اور اس کے تمام ہونے پر اس کو سلطان اللہ کہتے ہیں ۔

سلطان الازکار کا طریقہ

مرید کو سر سے پیر تک اپنے جسم کے ہر ہر بال کی طرف متوجہ ہو کر اسم ذات کا تصور کرنا چاہئے اور مرشد کو بھی ہر ہر جز کی طرف متوجہ ہونا چاہئے اور شغل میں اس قدر منہمک ہو جائے کہ جسم کا ہر ہر بال ذکر کرنے لگے یہاں تک کہ اگر اس کی طرف سے توجہ ہٹنا ناچاہے تو قدرت نہ رکھے یہاں تک تو وہی اذکار بیان کئے گئے ہیں جو لطائف ستہ کے ضمن میں ہیں کیونکہ اس سلسلہ کے مشائخ عظام کے نزدیک اس راستہ میں منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے سات قدموں کی ضرورت ہے ان میں سے پانچ قلب، روح، سر، خفی، اخفی عالم امر سے ہیں اور نفس اور قلب دو عالم خلق سے ہیں۔ اور قالب چار عنصر سے مرکب ہے اب اس صورت میں دس لطیفے ہوئے سالک کو قلب سے جو عالم امر سے ہے شروع کراتے ہیں نصف دائرہ اس وجہ سے چھوڑ دیا گیا ہے کہ بہت قریب ہے اور لطائف قالب یعنی عناصر رابعہ کو نفس کے ضمن میں سلوک فرماتے ہیں اس کے بعد نفی و اثبات کا ذکر تعلیم فرماتے ہیں

نفی و اثبات کا طریقہ

ہمیشہ سے کمالات اور ولایت اور اس طریقہ کی بنا اسی ذکر پر ہے اور لطائف ستہ ہی اسم ذات کا ذکر قطب ربانی حضرت مجدد الف ثانی کی تجویز سے ہے

شغل نفی و اثبات کا طریقہ

آنکھیں بند کر کے زبان کو تالو سے اچھی طرح ملا کر سانس کو ناف کے نیچے سے کھینچ کر دماغ میں لائے اور کوناف سے کھینچ کر ام الدماغ تک لے جائے اور وہاں سے اللہ کو لطیفہ روحی کی طرف لا کر اللہ کی ضرب دل پر لگائے اور کالہ سے غیر کی نفی کا خیال کرے اور اللہ سے ذات باری (جو بے کیف ہے) کے ثابت کرنے کا خیال کرے اور بتدریج لا معبود الا اللہ اور متوسط لا مقصود الا اللہ اور مفتی لا موجود الا اللہ کا تصور کرے اور ایک سانس میں زائد سے زائد اکیس بار کہے اگر اس ذکر کا اثر یعنی غیر اللہ سے بے تعلقی، دل میں پیدا ہو جائے تو خدا کا شکر ادا کرے۔ ورنہ پھر شروع سے ابتدا کرے تاکہ اس کا اثر پیدا ہو تو کراہی کے افکار کا طریقہ ختم ہوا اور اکثر مشائخ نقش بند یہ کا یہ سلوک

یہیں تک ہے اس کے بعد مراقبات اور اذکار میں جواب بیان ہوتے ہیں پہلے مرید کو فنا کے افعال (جس کو توحید افعالی کا مراقبہ کہتے ہیں) تعلیم فرماتے ہیں۔

توحید افعالی کا مراقبہ

اس کا طریقہ یہ ہے کہ مرید اپنے افعال اور تمام موجودات کو خدا کے افعال کا مظہر سمجھے اور تمام چیزوں کا فاعل حقیقی سمجھے تو غیر کی فاعلیت کا خیال جاتا رہے گا۔ اور اس کے فنا کے صفات کا مراقبہ (جس کو توحید صفاتی کا مراقبہ بھی کہتے ہیں) تعلیم کرے یعنی اپنے اور تمام موجودات کے صفات کو خدا کی صفات میں مستہلک سمجھے یہاں تک کہ حدیث **كُنْتُ لَهُ سَمْعُهُ وَ بَصَرُهُ** کا مصداق ہو جائے اس کے بعد فنا کے ذاتی کا مراقبہ (جس کو توحید ذاتی کا مراقبہ کہتے ہیں) تعلیم فرماتے ہیں اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ قلب حقیقی جو سر اسر نور ہے کو دیکھ کر اپنے کو تمام موجودات کو خدا کی ذات کا مظہر خیال کرے اور اس کے سوا کسی نہ دیکھے اس توجہ سے کبھی غافل نہ ہو جائے۔ تو اس مقصد کی طرف پھر متوجہ ہو جائے یہاں تک کہ اس کے مشاہدے کے نور میں مستغرق ہو جائے اور سوائے ذات خدا کے اپنے اور اپنے غیر کو معدوم سمجھے۔

معلوم کرنا چاہئے کہ اس نسبت کو مکمل کرنے کے لئے بعضے ذکر و تہجد پر تعلیم فرماتے ہیں اس کا طریقہ یہ ہے کہ حقیقت جامع کو آفتاب کے مانند اور تمام موجودات کو شیشہ کے مانند خیال کرے اور تصور کرے کہ یہ شیشے ہیں آفتاب کے مقابلے اور اس کے نور کی وجہ سے روشن ہیں اور ان میں اس نور کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اس مراقبہ میں کامل ہونے پر وہ تمام موجودات میں وجود مطلق کو ساری دیکھ کر کسی دوسرے کو موجود مطلق نہ سمجھے گا۔ **مَنْ عَنِ نَفْسِهِ فَقَدْ عَنِ رَبِّهِ** اسی حالت کی خبر دیتا ہے اور غلبہ شہود اور حق معیت کی وجہ سے تمام چیزوں کو حق پائے گا اس کو صوفیہ کی اصطلاح میں توحید وجودی کہتے ہیں۔ ولایت لطیفہ قلبی (جو عالم امر سے ہے) سے متعلق ہے یعنی یہ ولایت اس سے شروع ہوتی ہے اور تمام چیزوں سے بے خبر اور غافل ہونے پر خدا کے جمال کا مشاہدہ ہو تو اس نسبت کو توحید شہودی کہتے ہیں۔ اور بہ ولایت

۱۷ حدیث شریف میں ہے جو زندہ میرا ہوتا ہے اور مجھ سے قربت حاصل کرتا ہے میں اس کے کان اور آنکھ ہوتا ہوں جس سے وہ سنتا اور دیکھتا ہے ۱۲ شہیدؒ جس نے اپنی ذات کی واقفیت حاصل کر لیا اس نے اپنے پروردگار کو پہچان لیا ۱۲ شہید

لطیفہ روح اعظم (جو محض نور ہے) سے متعلق ہے اور یہ دونوں ولایت کے رتبے اولیا کے ساتھ مخصوص ہیں اس مرتبہ میں علم لدنی و مرتبہ قطبیت و ابدالیت حاصل ہوتے ہیں وَاللّٰهُ يُرْزِقُ مَنْ يَّشَاءُ جب یہ نسبت مکمل ہو جائے تو مرید کو ان تجلیوں اور مشاہدوں سے لطف حاصل کر کے سکون نہ لینا چاہئے بلکہ ترقی کا آرزو مند رہنا چاہئے اگرچہ یہ بھی ولایت کا کمال ہے لیکن اس میں ایک گونہ شرک مقصور ہوتا ہے تاکہ مطلوب حقیقی کا حصول بغیر کسی چیز کے میل کے ہو اس کے بعد مرید کو چاہئے کہ مرشد کی توجہ سے اپنے کو ان تجلیوں اور مشاہدات اور ارادات (اگرچہ یہ سب لطیف ہوں) کے غلبہ اور تمام خیالات اور ذہنی باتوں سے خواہ حق ہوں خواہ ناحق ہوں خالی اور پاک کرے اور مرشد کی تلقین سے مراقبہ نایافت و درادالوراء میں منہمک ہو جائے۔

مراقبہ نایافت

کا طریقہ یہ ہے کہ لطیفہ سری کو مذکورہ بالا ارادات سے خالی کر کے اس پر باطنی نظر رکھے اور خدا کو تمام باتوں سے پاک تصور کرے اور جو کچھ اس کے ذہن میں ہو اس کو سب سے پاک اور بے جہت اور بے کیف سے مانگے تاکہ اس کی نظر میں مطلوب کے سوا کچھ نہ رہے یہاں تک کہ نور یقین کے سوا سب چیزوں سے بے خبر ہو جائے اسی طرح پاکی اور صفائی کو درجہ کمال تک پہنچائے اور کہیں سکون نہ لے۔

اے برادر بے نہایت درگہبست ہرچہ بروئے میری بروئے مایست

اور جب نفی کی حاجت باقی نہ رہے اور آئینہ سری تصورات اور توجہ سے صاف اور روشن ہو جائے تو رتبہ نایافت اور درادالوراء اور ولایت انحصار (جو ملائکہ اور مقربین کی ولایت ہے) حاصل ہو جاتا ہے اور یہ ولایت لطیفہ سری سے متعلق ہے۔ وَاللّٰهُ اعْلَمُ۔

ہر کہ را از فضل حق باشر مدد : ایں ہمہ نعمائے حق اور اسد

جب مرید لطیفہ سری کو تجلیات (خواہ مشاہدہ ہی کیوں نہ ہوں) خالی کر لیتا ہے تو دائرہ حقیقی میں داخل ہو جاتا ہے لیکن چونکہ حقیقت سے ناواقف ہے اس وجہ سے جاہل ہے پس اگر امداد الہی اور اور امداد معنوی اس کی دستگیر ہے تو تمام عنصری اور نوری مرتبہ طے کر جائے گا اور نایافت اور اسے بجا آئی اس دعا کی کوئی اجہا نہیں ہے جن مرتبہ کو تم سمجھے ہو کہ بیان مطلوب ہے وہاں مطلوب نہیں ہے بلکہ اس سے بالاتر ہے ۱۲ شہیر ۵ خدا کا فضل اور اس کی عنایت جس کی مدد کرتی ہے اس کو یہ سب ہمیتیں حاصل ہو جاتی ہیں ۱۲ شہیر

وراء الوراہ کے بعد حقیقت نایافت کہ مرتبہ ولایت اخص الخواص جو ولایت انبیاء علیہم السلام کی ہے منکشف ہوگی تو اس نسبت کا حاصل ہونا اسی طرح ہو سکتا ہے کہ ذہن کو خدا کے وصل اور غیر وصل سے خالی بنایا جائے مختصر یہ ہے کہ یہ ولایت خاص اگرچہ ولایت ہے لیکن اس میں غیر کی ہستی پر نظر ہوتی ہے یعنی مظاہر اور ظاہر میں تمیز باقی رہتی ہے تو اس میں اور بلند ترین مرتبوں کی بہ نسبت کچھ نہ کچھ مشرک کی بوضرور ہے اور ولایت اخص میں اگرچہ پاکی ہے یعنی اپنے مراتب اور صفات اور کمالات کو باری تعالیٰ کے کمالات اور صفات کا مظہر سمجھتا ہے اور بنجر خدا کی مظہریت کے کچھ نہیں پاتا اور اس کی پاکی کرتا ہے۔ مگر تمام انسانوں کی تنزیہ انبیاء علیہم السلام کے مرتبہ کے آگے تشبیہ کی شان رکھتی ہے تو دل عینیت کے تصور سے (جو ان کے نزدیک غیر حق ہے) اور خدا کی تنزیہ کے تصور سے پاک ہے (تعالیٰ اللہ عن ذالک علو اکبیر) (خدا ان سے بالا اور پاک ہے) اور خالی کرے اور ترقی کا آرزو مند ہو۔ تاکہ بے کیف اور بے جہت تجلی اس کے دل پر ہو اور انوار قدم کی تجلیاں منور ہوں اور جس قدر خلوص زیادہ ہوگا اسی قدر دائرہ ولایت میں دخل زائد ہوگا۔ اس کے بعد انبیاء علیہم السلام کے کمالات ہیں اس مرتبہ کی حقیقت اور ماہیت بیان نہیں کی جاسکتی ہے تحقیقی فرماتے ہیں کہ انبیاء ولایت اور ان کی ثبوت اگرچہ اصالت کے دائرے میں ہیں اور دونوں ظلی کٹی ہونے سے مبرا ہیں لیکن صرف فرق اتنا ہے کہ ولایت سے باری تعالیٰ کے صفات کی حقیقت معلوم ہوتی ہے اور نبوت میں حسب حیثیت ذات مطلق کی حقیقت معلوم ہوتی ہے چنانچہ ارشاد ہوا ہے۔ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ حَبِيبُ اس نسبت میں کمال حاصل ہو جائے گا تو ملاحظہ اور تصور درمیان سے دفع ہو جائے گا اور حضور در حضور و نور علی نور (جو بقا باللہ کا مرتبہ ہے) کے مرتبہ پر رسائی ہوگی یہاں تو طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے اذکار و اشغال کے مراتب جملہ بیان کئے گئے ہیں اگر تفصیل سے دیکھنا ہے تو متبرک کتاب انوار محمدی جو حضرت مولانا استاذنا شیخ محمد فاروقیؒ تھانوی سلمہ اللہ خلیفہ خاص حضرت مرشد ہادیم قطب الاقطاب مولانا میا نجیو نور محمد شاہ جہنجانوی قدس اللہ سرہ کی تصنیف ہے دیکھنا چاہئے۔

مگر طریقہ احمدیہ کے اشغال کے بیان میں شیخ عبدالاحد صاحب کے چند رسائل ہیں اور ان میں ایک رسالہ کحل الجواہر بہت اچھا ہے اور طریقہ احمدیہ کے مراتب سلوک کے حاصل کرنے کے طریقہ

۱۷ یہ رسول ہیں جن میں سے بعض کو ہم نے بعض پر نوق اور فضیلت دی ہے ۱۲ شہید۔

انہار رابعہ مولفہ حضرت شاہ احمد سعید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (جو پسندیدہ کتاب ہے) میں عمدہ طریقہ سے مفصل تحریر میں۔

اب چند اصطلاحات جن پر حضرات نقشبندیہ کے طریقہ کی بنا ہے لکھ جاتے ہیں یاد رکھنا چاہئے اور ان کو اپنا مطمع نظر سمجھنا چاہئے اور وہ ہوش دروم، نظر بر قدم، سفر در وطن، خلوت در انجمن، یاد کرد، بازگشت، نگہداشت، یادداشت، وقوف زمانی، وقوف عددی، وقف قلبی گیارہ ہیں۔ ہوش دروم اس کو کہتے ہیں جو ہمیشہ اپنے سے باخبر اور ہوشیار رہے تاکہ غفلت سے سانس نہ آئے اور یہ تفرقہ نفسی کو دفع کرتا ہے۔ نظر بر قدم یہ ہے کہ ہر جگہ آمد و رفت میں پاؤں پر نظر رکھے تاکہ نظر پر آگندہ نہ ہو جائے اور جمعیت خاطر حاصل ہو ابتدا میں دل نظر کے تابع ہوتا ہے اور نظر کی پر آگندگی دل پر اثر کرتی ہے اور نظر بر قدم سے شاید سفر سستی کی مسافت اور خود پرستی کی وادیاں طے کرنے میں جلدی کرنے کی طرف اشارہ ہے یعنی جہاں کہیں اس کی نظر ختم ہو اس وقت وہیں قدم رکھے۔

سفر در وطن یہ ہے کہ سالک انسانی طبیعت میں سفر کرنے یعنی صفات کو اچھے اخلاق سے بدل دے اور یہی تخلیق اللہ باخلاق اللہ کے معنی ہیں اور خلوت اور انجمن یہ ہے کہ ظاہر میں خلقت کے ساتھ اور باطن میں اللہ کے ساتھ ہو یعنی ہر حال میں خدا کی طرف متوجہ رہے۔ یاد کرد سے ذکر زبانی قلبی مراد ہے یعنی خدا کی یاد میں غفلت کو دور کرنا بازگشت یہ ہے کہ جب بار کلمہ طیبہ زبان سے ادا کرے اتنی ہی بار دل سے دعا کرے کہ بار الہا تو اور تیری رضا جوئی میرا مقصد ہے اور میں نے تیرے ہی لئے دنیا اور آخرت کو چھوڑ دیا تو مجھے نعمتیں اور اپنی بارگاہ کی رسائی عنایت فرما۔ اور ذکر میں اس سے غفلت نہ کرنا چاہئے بہت بڑی شرط ہے۔

اور نگاہداشت، مراقبہ، مراقبہ، قلب کو کہتے ہیں یعنی دل کو غیر خدا کے خیال سے خالی رکھے مثلاً اگر ایک سانس میں سو بار کلمہ طیبہ کہے تو غیر کی طرف دل نہ متوجہ ہو بلکہ اسماء و صفات باری تعالیٰ سے بھی غافل ہو جائے اور وحدت مطلق اور دراء الورد کو مد نظر رکھے یا داشت ہر حالت میں اور اور ہر وقت خدا کی طرف متوجہ رہنا بعض حضور قلب کو یادداشت کہتے ہیں اور اہل تحقیق

سہ خدائے اخلاق سے متصف یعنی خدا کے اوصاف اپنے میں پیدا کر دے ۱۲ شہید ۱۵ اسی مقصد کو ایک شاعر نے یوں ادا کیا ہے۔

شمس ادر اللہ سے واصل ادھر خلوق میں شامل : مثال اس برزخ کبریٰ میں ہے حرف مشد کا ۱۲ شہید

کے نزدیک محبت ذاتی (جو یادداشت کے حاصل ہونے سے کنایہ ہے) کے واسطے سے خدا کا شہود اور اس کا اس کا وجود دل پر غالب ہوتا ہے اور اس کو مشاہدہ کہتے ہیں اور صحیح یہ ہے کہ مقام مذکور کہ خدا کی طرف پوری توجہ ہے (پوری فناء اور بقائے کامل کے بغیر نہیں حاصل ہوتا ہے) وقوف زمانی یہ ہے کہ انسان ہر حالت میں اپنے سے باخبر رہے خدا کی اطاعت کرتا ہے تو شکر کرے اور اگر گناہ میں ہے تو عذر اور توبہ کرے یا پاس انفاس کا خیال رکھے کہ حضور میں گذرتا ہے یا غفلت میں اور اسی طرح قبض و بسط میں شکر اور استغفار کرنا چاہئے اور اسی کو محاسبہ کہتے ہیں وقوف عددی نفی و اثبات طاق عدد کے خیال رکھنے کو کہتے ہیں جیسا اوپر بیان ہو چکا ہے اور ذکر قلبی میں عدد کی رعایت کرنے سے پریشانی خاطر دفع ہوتی ہے وقوف قلبی یہ ہے کہ ذکر کرنے والا خدا سے باخبر اور واقف ہے یا خدا کے حضور میں دل کے اس طرح حاضر رکھنے کو کہتے ہیں کہ غیر خدا سے کوئی تعلق نہ رہے اور بعض حضرات نے کہا ہے کہ ذکر کے وقت ارتباط اور تنبیہ شرط ہے کیونکہ محققین نے فرمایا ہے اگر طالب میں ذکر قلبی قرار نہ کرے اور اثر نہ کرے تو اس کو ذکر سے روک کر وقوف قلبی کا مرشد حکم فرمائے تاکہ ذکر جلد اثر کرے۔

مشائخ کے تصرفات اور توجہ کا طریقہ

شیخ تمام باتوں سے خالی ہوا اپنے نفس ناطقہ کی طرف اس نسبت میں جس کا القا مرید پر منظور ہو توجہ ہو اور توجہ قلبی مرید کی طرف مائل کرے کہ میری کیفیت جذب مرید میں اثر کر رہی ہے خیال کرے انشاء اللہ حسب استعداد نور برکتیں حاصل ہوں گی اور لطیفہ قلب کے جاری کرنے کے بعد ہر لطیفہ پر تدبیر توجہ کرے اور اس طرح انوار مراقبات و لطائف کے القاء میں توجہ کرے اور اگر مرید موجود نہ ہو تو اس کی صورت کا تصور کر کے غائبانہ توجہ کرے اور اسے فائدہ پہنچائے۔

مرض کے سلب کر لینے کا یہ طریقہ ہے

کہ دل کو تمام خیالات سے صاف کرے اور اپنے کو اسی مرض میں مبتلا سمجھے جو مرید کو ہے۔ تو وہ مرض اس کی طرف منتقل ہو جائے گا۔ اور یہ انسان میں خدا کی عجیب صفتوں میں سے ہے اور دوسرا طریقہ مرض کے دور کرنے اور توبہ بخششی کا یہ ہے کہ صاحب نسبت وضو کر کے دو نفلیں پڑھے

اور درود واستغفار پڑھ کر نہایت ہی خشوع و خضوع سے درگاہ الہی میں ملتجی ہو کے مریض اور گناہگار سے مرض اور گناہ دور ہو جائے اس کے بعد مریض یا گناہ گار کے سامنے بیٹھے اور پوری سمیت سے سانس لیتے وقت خیال کرے کہ مریض یا گناہ گار کے قلب سے مرض یا گناہ دور ہوتا ہے ایک لمبی سانس لے اور سانس نکالتے وقت تصور کرے کہ اس کے قلب سے مرض یا گناہ دفع کر کے زمین پر گزار دیا ہے خدا کی مدد سے مریض شفا پائے گا اور گناہ گار توبہ کرے گا۔

زندہ اور مردہ اہل اللہ کی نسبت دریافت کرنے کا طریقہ

اس کا طریقہ یہ ہے کہ زندہ ہے تو اس کے سامنے بیٹھے اور اگر مردہ ہے تو اس کی قبر کے سامنے بیٹھے اور اپنے کو ہر نسبت سے خالی کرے اور علام الغیوب کی بارگاہ میں دعا کرے کہ اے علیم اے خبیر اے مبین مجھ کو آگاہ کر اور اس کی باطنی کیفیت بتا۔ اور متوجہ ہو اس کی روح کی طرف اور تھوڑی دیر اپنی روح کو اس کی روح سے ملا دے پھر تھوڑی دیر کے بعد اپنی طرف متوجہ ہو تو اگر اپنے میں کچھ کیفیات پائے تو سمجھے کہ نسبت اسی شخص کی ہے اور خطروں کے پہچان نے کا بھی یہی طریقہ ہے۔

خطرہ معلوم کرنے کا طریقہ

اپنے قلب کو خطرہ اور خیال اور حدیث نفس سے خالی کر کے اس کی طرف متوجہ ہو پھر جو کچھ اچھا برا خیال دل میں آئے اسی کی طرف سے خیال کرے۔

آئندہ واقعات کی واقفیت کا طریقہ

مقررہ طریقہ پر اپنے دل کو تمام خیالات سے صاف کر کے بارگاہ الہی میں دعا کرے کہ اے اللہ اے علیم اے خبیر اے مبین مجھ کو اس واقعہ کی واقفیت دے تو اگر تمام خیالات دفع ہو جائیں اور اس واقعہ کے کشف کا انتظار جس طرح رپا سے کو پانی کی طلب ہوتی ہے، حاصل ہو جائے تو پوری بہت اور توجہ سے اپنی روح کو لمحہ بلمحہ ملا اعلیٰ یا ملا اسفل کی طرف حسب حیثیت متوجہ کرے تو وہ واقعہ آواز غیبی یا خود مشاہدہ سے یا خواب میں معلوم ہو جائے گا۔

بلا کے دفع کرنے کا طریقہ

مقررہ طریقہ پر اس بلا کی صورت مثالیہ کا تصور کر کے بہت اور توجہ سے اس بلا کے دفع کرنے کی طرف بائبل ہو خدا کی مدد سے دور ہو جائے گی اور یہ باتیں اکثر متوسط درجہ کے سالکوں سے واقع ہوتی ہیں اور چونکہ مفتی لوگ دنیا کی چیزوں کی طرف متوجہ نہیں ہوتے ہیں اس واسطے ان سے کم واقع ہوتی ہیں اور یہ بھی معلوم کرنا چاہئے کہ عارف کے تمام کمشوفات کا صحیح اور واقعہ کے مطابق ہونا ضروری نہیں ہے اس لئے کہ واقعات کا کشف ظنی چیزوں سے ہے غلطی کا بھی احتمال ہے اور کبھی بالکل خلاف واقع بھی ہوتے ہیں۔ اس لیے ایسی باتوں کو ہر شخص کے سامنے ظاہر نہ کرنا چاہئے

باب قرآن شریف پڑھنے اور نماز ادا کرنے اور دیگر اعمال کی کیفیت

سلوک الی اللہ کے تین طریقے تعلیم ہوئے ہیں اول کلمہ طیب لا اِلهَ اِلاَ اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللہِ کا ذکر اور دوسرے قرآن شریف کی تلاوت تیسرے نماز پڑھنا اور باقی تمام ذکران میں شامل ہیں اور ان اذکار کی خوبیاں قرآن شریف و احادیث اور آثار صحابہؓ سے ثابت ہیں یہ مختصر رسالہ اس قابل نہیں ہے کہ اس میں اس کی خوبیاں بیان کی جائیں اور اس کے لا انتہا فضائل اور برکتیں انسان سے نہیں بیان ہو سکتیں اس واسطے سچے طالب کو کلمہ طیب کی فضیلت بھی سمجھ لینا چاہئے کہ ایک قدم لا اِلهَ اِلاَ اللہُ سے غیر خدا کی نفی پر سکے اور دوسرا اَکَ اللہُ سے جناب الہی میں رکھ کر خدا سے مل جائے اور قرآن شریف کی خوبیوں سے بھی جان لینا کافی ہے کہ اس کے پڑھنے سے خدا کی درگاہ کی حضوری اور اس سے ہم کلامی حاصل ہوتی ہے اور نماز میں یہ دونوں اور تمام دعائیں اور عبادتیں اور تسبیحیں موجود ہیں اور اس کے مراتب بھی لا تعداد ہیں ان کو بھی انسان نہیں بیان کر سکتا اور جو سالک استغراق اور جذبہ کی زیادتی میں نماز نہیں پڑھتے ہیں بہت سے مرتبوں سے محروم ہو جاتے ہیں۔ بلکہ ان کو مقصد اصلی بھی حاصل نہیں ہوتا۔ اور نماز بندہ اور پروردگار کے درمیان ایک سیر ہے کہ مسلمان اس میں مشغول ہونے سے غیر خدا سے جدا اور خدا سے قریب ہو جاتا ہے وہ سلوک کا

سہ کوئی معبود اور قابل پرستش خدا کے سوا نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے بھیجے ہوئے ہیں۔ اور اس

کے رسول ہیں ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید :: :: ::

طریقہ جو کلمہ طیبہ کے ذریعہ سے تھا بیان کیا جا چکا اب کچھ طریقے اور کیفیت قرآن شریف کی تلاوت اور نماز پڑھنے کے طالبان حق کے طریقہ پر بیان کئے جاتے ہیں۔

اول قرآن شریف کی تلاوت کا طریقہ

قرآن شریف پڑھنا ایک بہت بڑی عبادت ہے اور خدا کی قربت کے لئے سوا فرض کے ادا کرنے کے اس سے بہتر کوئی چیز نہیں تو اس کے آداب اور اس کا استتباب یہ ہے کہ پوری طہارت سے نہایت اخلاص کے ساتھ کعبہ کی طرف منہ کر کے اعوذ اور بسم اللہ کے بعد خشوع اور خضوع سے ترتیل کے ساتھ پڑھے اور خیال کرے کہ میں خدا کی باتیں کر رہا ہوں اور اس کو دیکھ رہا ہوں اور اگر اس پر قدرت نہ ہو تو یہ جانے کہ وہ مجھ کو دیکھتا ہے اور امر و نواہی کا حکم دیتا ہے اور بشارت کی آیت پر مسرور ہو اور وعید کی آیت پر ڈرے اور روئے اور بلند آواز سے خوش آوازی جس سے طبیعت کو لطف آتا ہے اور غفلت دور ہوتی ہے، سے پڑھے یہ عالم طریقہ ہے اور خاص طریقہ یہ ہے کہ پہلے شرائط کو مدنظر رکھے خلوت (جس میں کوئی شخص حمل نہ ہو) میں دو انگلیں ادب سے پڑھ کر حضور قلب سے بیٹھے۔ اور قرآن شریف سامنے رکھ کر خدا کے کلام کی بڑائی اور اپنی ذلت کا تصور کرے اور دل کو تمام خیالات سے صاف کر لے قرآن کی حقیقت (جو خدا کے کلام نفسی کی صفت ہے) کی طرف متوجہ ہو اور اس مراقبہ میں تھوڑی دیر ٹھہرے تاکہ اطمینان حاصل ہو اور حضور حق (جیسے شاگرد کو استاد کے سامنے ہوتا ہے) حقیقی طریقے سے حاصل ہو جائے اور اعوذ اور بسم اللہ کے بعد ترتیل اور تنجید کے ساتھ جس طرح استاد کئے سامنے پڑھتے ہیں، اور قرأت کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھے اور خیال کرے کہ منہ کی زبان اور دل صنوبری کی زبان برابر پڑھ رہی ہے اور اس خیال سے غافل نہ ہو اور اگر غفلت ہو جائے فوراً اعوذ باللہ پڑھ کر قلب کو حاضر کرے جب اس مشق سے اطمینان خاطر اور حضوری حق حاصل ہو جائے تو خیال کرے کہ ہر ہر انگٹا جسم کا قرآن شریف پڑھ رہا ہے اور جسم کے ہر حصہ سے الفاظ نکل رہے ہیں اور تمام جسم موسوی درخت کا حکم رکھتا ہے عین پڑھنے کی حالت میں اس

لے ترتیل اس کو کہتے ہیں کہ قرآن شریف اس طرح پڑھا جائے کہ ہر ہر لفظ آسانی سے سمجھ میں آ جائے اور ایک ایک حرفِ عظیمہ علیحدہ علیحدہ ہو۔ اور حرف اپنے مخرج سے نکالا جائے اور اگر خوش آوازی سے پڑھا جائے تو بہتر ہے۔ ۱۲ شہیر

میں مستغرق ہو جب اس میں مل کر پیدا ہو جائے تو خیال کرنے کہ خدا میری زبان سے پڑھ رہا ہے اور سن رہا ہے اور خیال کرے کہ سالک پڑھتا ہے اور خدا سالک کے کانوں سے سنتا ہے اور جب اس میں ملکہ پیدا ہو جائے تو اپنے پڑھنے میں خیال کرے کہ خود خدا پڑھتا ہے اور خود ہی سنتا ہے اور نہ سالک کا وجود ہے اور نہ دنیا کے دیگر موجودات کا بلکہ ایک آواز ہے جو ہر طرف سے آتی ہے اور سالک اس میں محو ہے اور جب اس مرتبہ میں بھی کمال ہو جائے گا تو خدا کے فضل سے امید ہے کہ حقیقی معنی اور قرآن شریف کے بھید اس پر ظاہر ہو جائیں اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو۔

نماز پڑھنے کا طریقہ

سالک کو چاہئے کہ ہر عمل میں اور خصوصاً نماز میں ان کی روح اور مغز (جس سے مراد محبت قلبی اور خلوص نیت اور درگاہ الہی میں قبولیت اور خدا کے سامنے محویت ہے) کی حفاظت کرے لیکن اگرچہ حقیقت نماز اہل حقیقت کی نماز ہے اور اسے ادا کرنا اور وہاں تک پہنچنا مشکل اور اس میں بہت وقت ہے لیکن ہمت اور کوشش کرنا چاہئے شاید خدا آسانی پیدا کر دے والذین جاهدوا فینا للہدینہم سبلنا اس کے ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے نماز کی ایک صورت خیال کہ نماز کا دل خالص نیت اور اس کی روح حضور قلب اور اسی کا جسم رکوع و سجود وغیرہ اور اس کے اعضائے رئیسہ ارکان اور جو اس ٹھیر ٹھیر کے پڑھنا اور قرأت کی درستی میں جتنک کہ ان میں سے ایک بھی نہ ہو گا اہل اللہ کے نزدیک نماز نہ ہوگی اور نماز کے لئے پوری پاکی کی بھی شرط ہے کیونکہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی اور وہ پاکی دل کو غیر خدا سے صاف کرنا ہے کیونکہ خدا کی نظر عنایت اور قبولیت دل پر ہے۔

اللہ لا ینظر الی صورکم و افعالکم و لکن ینظر الی قلوبکم و دنیاکم تو قلب ناپاک ہے تو جسم

سے جو ہمارے راستہ میں کوشش کرتے ہیں ہم خود ان کو اپنا راستہ دکھا دیتے ہیں اور ان کو مطلوب تک پہنچا دیتے ہیں ۱۲ اشہید
۱۳ خدا تمہاری صورتیں اور کارگزاریوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں اور تمہاری نیتوں کو دیکھتا ہے اس حدیث شریف سے ظاہر ہے کہ دنیا میں بہت سے ایسے نکار ہیں جو عامہ سالوں زیب جسم کرتے ہیں لیکن ان کے قلب حد درجہ تاریک اور ان کے اندرونی افعال بہت ذلیل ہوتے ہیں تو خدا جو علام الغیوب ہے اس واسطے وہ اندرونی حالتوں اور خلوص کو دیکھتا ہے کوئی وہ نماز جو تہم بڑھ جائے اور اس میں خلوص نیت نہ ہو مگر قبول نہ کیا جائے اور صرف ایک ہی کلمہ جو خلوص نیت اور صرف وہی رکعتیں جو حضور قلب سے خدای کے لئے پڑھی جائیں ضرور قبول کی جائیں گی ۱۲ اشہید

کسی طرح پاک ہو سکتا ہے کیونکہ جسم قلب کے تابع ہے تو ایسا کرنا چاہئے کہ دل غیر خدا سے پاک ہو جائے اور کسی کو بزرگی اور تعظیم کے قابل سوا خدا کے نہ سمجھے تاکہ اللہ اکبر کہنا درست ہو اور حب تکبر کے واسطے ہاتھ اٹھائے تو خیال کرے کہ میں دونوں جہان سے دست بردار ہو گیا۔ اور دُجھٹ و دُٹھی کہتے وقت قلب کا منہ سمیت سے خدا کی طرف کرے اور اے محمد اللہ کہتے وقت خیال کرے کہ کوئی تعریف کے قابل عالم میں نہیں ہے اور تمام تعریفیں خدا ہی کی طرف رجوع کرتی ہیں اور رب العالمین میں خیال کرے کہ خدا کے سوا کوئی پروردگار نہیں ہے اور اے محمد بن عبد اللہ کہتے وقت اس کی عنایت اور رحم کی امید کرے اور اس کو راسخ کرے اور صالح یوسف الدین میں ڈر اور قیامت کے دن کا خیال کرے اور اے مریض اللہ قیامت کے دن صرف خدا کا حکم ہو گا کا یقین کرے اے یاک نعبد کہے تو لا موجود الا اللہ کا یقین کرے اور اے یاک نستعین کہتے وقت لا فاعل الا اللہ کا تصور کرے اور اے نصر اے المستقیم سے وہ راستہ جو خدا تک پہنچا دے اور صراط الذین انعمت علیہم سے وہ راستہ انبیاء اور اولیاء کا تھا طلب کرے اور غیر المغضوب علیہم ولا الضالین سے خدا کے غصہ اور اپنی گمراہی سے پناہ مانگے اور کھڑے ہونے میں شریعت و طریقت پر استقامت کی آرزو کرے اور رکوع میں بڑائی اور اپنی حقارت کا اور سجدہ میں پناہ اور خدا کے ثبات اور بقا کا اور تشہد میں اپنی حقیت کا خیال کرے۔

اور اس بات کی کوشش کرو کہ جو نماز میں پڑھوں اسکو اپنے اوپر صادق کروں ورنہ فصی اظلم و ممن کذب علی اللہ و کذب بالصدق کے مصداق بن جاؤ گے۔

اور حضور اور خلوص میں کوشش کرو اور جو نماز پڑھو اس میں مراقبہ کرو اور اگر اس میں حضور قلب نہ ہو اور کوئی کمی ہو تو پھر پوٹا دُجھٹ چند بار ایسا کرو گے تو یقین ہے کہ طلب شینا حجب و جد کے مطابق یہ دولت حاصل ہو جائے گی لیکن اسی پر صبر نہ کرو بلکہ ہمیشہ اس کی ایجابی صفت کے متمنی رہو تاکہ صلوة حقیقی حاصل ہو اور خدا کو پاؤ۔ شعر

دست از طلب ندارم تا کار من بر آید یا من رسم بہ جانان یا جان ز تنی بر آید
پر عمل کرو انشاء اللہ خدا کے فضل سے کامیابی حاصل ہوگی۔

لے کیا اس سے بھی زائد کوئی شخص حد سے زائد تجاؤز کرنے والا ہے جو خدا پر اتہام لگاتا ہے اور صدق دل کو جھٹلاتا ہے سچے جو شخص کسی چیز کی تلاش کرتا ہے اور اسی میں کوشش کرتا ہے یقیناً وہ اسکو پا لے گا ۱۲ شبہ ۱۲ جب تک میرا مقصود نہ حاصل ہو جائے گا میں کوشش سے دست بردار نہ ہوں گا۔ یا تو میں اس تک پہنچ جاؤں گا یا میری جان بچ جائے گی ۱۲ شبہ

نماز ادا کرنے کا دوسرا طریقہ

نماز پڑھتے وقت قلب کے منہ کو حقیقت کعبہ (جو موجودیت خدا کی صفت ہے) کی طرف اور نماز کے نور حقیقت کا (جو خدا کے الوہیت کی صفت ہے) تصور کرے اور اپنی حقیقت (جو عبدیت کا مرتبہ ہے) کا تصور پوری عاجزی سے کرے اور غلامی کی خدمت کی خالص نیت کرے اور تکبیر کے واسطے ہاتھ اٹھائے اور خیال کرے کہ میں دونوں جہان سے دست بردار ہو کر خدا کی طرف پھرا اور اللہ اکبر کہہ کر خیال کرے کہ میں نے اپنے نفس کو تکبیر سے ذبح کر کے فنا کر دیا اور تسبیح یعنی سبحانک اللہم (اخ) اور تحمید (الحمد پڑھنا) کے بعد قرأت شروع کرے اور قرأت میں خدا کی قبولیت کا تصور کرے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ جسوقت بندہ الحمد للہ رب العالمین کہتا ہے تو خدا فرماتا ہے کہ یہ میرے بندے نے میری تعریف کی اور حبیب الرحمن الرحیم کہتا ہے تو فرماتا ہے کہ یہ میرے بندے نے بزرگی اور بڑائی کا اور حبیب ایک نعبد دایا نک نستعین کہتا ہے تو فرماتا ہے کہ یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے اور جو کچھ اس نے مانگا خاص اسی کے واسطے ہے اور حبیب اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کہتا ہے تو فرماتا ہے کہ یہ میرے بندے کے واسطے ہے اور جو کچھ اس نے مانگا وہ سب اس کے لئے ہے تو جواب کے تصور میں مستغرق ہو جائے اور رکوع میں پاؤں کی بیٹھ پر نظر رکھے اور خدا کی کبریائی اور بڑائی اور اپنی ذات کا تصور کرے اور سجدہ میں ناک کے نتھنے پر نظر رکھے اور اس کی بلندی اور اپنی حقارت اور خاک ساری کا تصور کرے اور بیٹھنے میں سینہ پر نظر رکھے اور التجیات کے معنی کا خیال کرے اور اس حالت میں خیال کرے کہ خدا کے سامنے انبیاء کی مجلس میں داخل ہو گیا نیز ہر نماز میں ان تعبد اللہ کانک تراۃ کا تصور کرے اور اگر کوئی خیال نہیں آئے تو لا صلوة الا بحضور القلب کے تصور سے دور کرے اور اس قدر آواز بلند کرے کہ خود سن سکے بلکہ پاس والا بھی سن لے مگر اتنا پکار کر نہ پڑھے کہ آواز حلق سے باہر نکلے لیکن جہری نماز میں بیشک بلند آواز سے پڑھے۔

نماز کا دوسرا طریقہ

مقررہ شرطوں کے ساتھ حالت نماز میں حقیقت کے نور پر (جو ستارے کی مانند چمکتا ہے)

۱۔ الحمد کا ترجمہ:۔ سب تعریف اس خدا کے لئے جو دونوں عالم کا پروردگار ہے جو بین رحمت کرنے والا ہے قیامت کے دن کا مالک ہے اس خدا کو سیدھا راستہ دکھلا ان لوگوں کا راستہ جن پر تم نے انعام کئے نہ ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے عذرا کیا اور جو گمراہ ہیں ۱۲ شنبید

کھڑے ہونے کی صورت میں سجدہ گاہ رکوع میں پیشانی پر اور سجدہ میں تنھے پر اور بیٹھنے میں سینہ پر نظر رکھے اور مستغرق ہو جائے تو جب نماز میں اس طرح مشق کرے گا تو خدا کی مدد سے نماز حقیقی حاصل ہو جائے گی اور مختلف قسم کی حقیقتیں اور معجزات ظاہر ہوں گی الصلوٰۃ معراج المؤمنین کا یہی مرتبہ ہے مقصد اصلی دنیا و مافیہا کو چھوڑ دینا اور خدا سے مل جانا ہے واللہ یدرزق من یشاء خدا ہم کو اور تمام دوستوں کو اور تمام طالبان حق کو اس دولت سے مشرف فرما اور اسی میں موت رہے اور اٹھا بمنہ و کرمہ صحتی النبی والہم واصحابہ اجمعین ۱۲ امین ۱۲ امین ۱۲ امین۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا طریقہ

عشا کی نماز کے بعد پوری پاکی سے نئے کپڑے پہن کر خوشبو لگا کر ادب سے مدینہ منورہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے اور خدا کی درگاہ میں جمال مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت حاصل ہونے کی دعا کرے اور دل کو تمام خیالات سے خالی کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت کا سفید شفاف کپڑے اور سبز پگڑی اور منور چہرہ کے ساتھ تصور کرے اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کی داہنے اور الصلوٰۃ والسلام یا نبی اللہ کی بائیں اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ کی ضرب دل پر لگائے اور متواتر جن قدر ہو سکے درود شریف پڑھے اس کے بعد طاق عدد میں جن قدر ہو سکے اللہ صلی علی محمد کما امرتنا ان نصلی علیہ اللہ صلی علی محمد کما ہواہلہم اللہ صلی علی محمد کما تحتہ وندہ اور سوتے وقت اکیس بار سورہ نصر پڑھ کر آپ کے جمال مبارک کا تصور کرے اور درود شریف پڑھتے وقت سر قلب کی طرف اور منہ قبلہ کی طرف داہنی کر دٹ سے سوئے اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پھر داہنی ہتھیلی پر دم کرے اور سر کے نیچے رکھ کر سوئے۔ یہ عمل شب جمعہ یا دو شنبہ کی رات کو کرے اگر چند بار کرے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ مقصد حاصل ہو گا۔

نماز کن فیکون کا طریقہ

مشکلوں کے دفع کرنے میں یہ سریع الاثر ہے جس شخص کو کوئی حاجت یا دشواری پیش آئے شب

۱۷ اے خدا صلوٰۃ بھیج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جس طرح تو نے ہم کو محمد دیکر ہم ان پر درود بھیجا اے خدا آنحضرت پر ایسا درود بھیج جس کے وہ تالی ہیں اور ان پر ایسا درود بھیج جیسا تو بیشک کر لے اور جس سے تو رضامند ہوتا ہے ۱۲ مولا انصبت اللہ شہید کی جلی

چہار شنبہ اور پنجشنبہ کو پوری طہارت اور پورے خلوص سے دو رکعتیں پڑھے پہلی رکعت میں الحمد ایک بار اور قل سوا سو بار اور دوسری رکعت میں الحمد سو بار اور قل ہو اللہ ایک بار پڑھے اور سو بار کہے اے دشواریوں کے آسان کرنے والے اور اے تاریکیوں کے روشن کرنے والے اور سو بار استغفار اور سو بار درود شریف پڑھے اور حضور دل سے خدا کی درگاہ میں دعا کرے اور تیسری رات میں نماز وغیرہ پڑھے کہ برہنہ سر ہو کر داسنی آستین نکال کر گردن میں ڈالے اور گریہ و زاری سے درگاہ الہی میں، پچاس بار دعا کرے انشاء اللہ تعالیٰ اس کی دعا ضرور قبول ہوگی اور خاندانِ حشمتیہ میں یہ عمل بہت مؤثر اور مجرب ہے اسی سبب سے اس کا نام صلوٰۃ کن فیکون ہے کہ مقصد پورا کرنے میں بہت جلد تاثیر کرتا ہے۔

نماز استخارہ کا طریقہ

جس کام کو شروع کرنا ہو پہلے اس میں استخارہ دیکھ لے، مسنون استخارہ میں خواب وغیرہ کی ضرورت نہیں ہے صرف قلبی اطمینان کافی ہے اگر وقت نہ ہو تو صرف دعا کرے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ دو رکعتیں استخارہ کی نیت سے پڑھے پہلی رکعت میں الحمد کے بعد قل یا اللہ اور دوسری میں قل ہو اللہ الایۃ پڑھے سلام پھرنے کے بعد اللہم اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاسْأَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ مَا کَا اَقْدَرُ وَتَعْلَمُ مَا کَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اللّٰهُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنْ هٰذَا اَلْاَمْرُ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ دَعَا فِیْہِ اَمْرِیْ اَوْ فِیْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاجْلِلْہِ مَا قَدَّرَ لَکِیْ وَیَسِّرْہِ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنْ هٰذَا اَلْاَمْرُ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ دَعَا فِیْہِ اَمْرِیْ اَوْ فِیْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاجْلِلْہِ مَا صَرَفَہُ عَنِّیْ وَاصْرِفْہِ عَنِّہُ وَاقْدِرْ لِیْ الْخَیْرَ مَخِیْتُ کَانَ ثَمَرًا ضَرِّیْ ۛ

اے خدا میں تیرے علم سے اچھائی طلب کرتا ہوں اور قدرت مانگتا ہوں تیری قدرت سے اور تیری بڑی عنایت سے مانگتا ہوں اس لئے کہ تجھ کو قدرت ہے مجھ کو نہیں اور تو جانتا ہے اور میں نہیں اور تو غیب کا بڑا جانتے والا ہے اے خدا اگر تو یہ جانتا ہو کہ یہ کام میرے دین اور معاشرت اور میری آخرت اور جلد پیش آنے والی بات اور دیر میں آنیوالی بات میں اچھا ہے تو مجھ کو اس کی قدرت دے اور میرے واسطے کر کے پھر اس میں مجھ کو برکت دے اور اگر تو یہ جانتا ہے ان سب چیزوں میں یہ کام میرے واسطے برا ہے تو اسے مجھ سے دور رکھ مجھ کو اس سے علیحدہ کر دے، اور جہاں کہیں اچھائی ہو اس پر قدرت دے پھر مجھ کو اس سے راضی کر دے

استخارہ کا دوسرا طریقہ

مشائخ چشتیہ نے کہا ہے کہ عشا کی نماز کے بعد استخارہ کی نیت سے دو رکعتیں پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد کے بعد قل ہواللہ تعالیٰ بار پڑھے سلام کے بعد اول و آخر تین تین بار درود شریف پڑھ کر یا سلاصلہ سلمتی تین سو ساٹھ بار پڑھے اس کے بعد یا علیم علمنی یا بشیر بشر فی یا خبیر خبرنی یا مبین بین فی چار سو بار پڑھے اس کے بعد منہ قبلہ کی طرف کر کے اور سر قطب کی طرف اور سر رکھن کی طرف کر کے زمین پر سو رہے اگر معذور ہے تو اس کو اختیار ہے لیکن کسی سے گفتگو نہ کرے اور درود شریف پڑھتا ہو اسو جائے اور اس عمل کو دو شنبہ یا جمعرات کی رات کو کرے اگر ایک شب میں نہ معلوم ہو تو تین یا سات رات تک کرے انشاء اللہ جو کچھ مقصد ہو گا حاصل ہو جائے گا۔

دوسرا طریقہ

سورۃ فاتحہ ایک بار سورۃ ناس تین بار سورۃ فلق تین بار سورۃ اخلاص تین بار سورۃ کافرون تین بار در چاروں قل اور الحمد سورۃ اذا جاء نصر اللہ پچیس بار اس کے بعد جس قدر ہو سکے درود شریف پڑھے یہاں تک کہ درود شریف پڑھتے پڑھتے سو جائے اور سوتے وقت داہنے ہاتھ پر بھونک کر اور ہاتھ گلے کے نیچے رکھ کر سوئے۔

صبح و شام کے مختلف اعمال کا بیان

قلبی اشغال میں مشغول ہونے والے کو واجبات فرائض اور سنتوں کے علاوہ بعض عبادتیں اور ادوار وظائف زبانی بھی (جو قلب کی صفائی میں مددگار اور معاون ہوں) ضروری کرنا چاہئے چنانچہ تہجد کی بارہ رکعتیں اور چھ یاد و اشراق کی رکعتیں اور چاشت کی رکعتیں اور صلوٰۃ الزوال کی چار رکعتیں اور صلوٰۃ الافاہین کی چھ رکعتیں (اور بعض لوگ بیس بھی کہتے ہیں) اور چار سنتیں نماز عصر سے پہلے اور چار سنتیں عشاء سے پہلے اور فرصت ہونے کی صورت میں جمعہ کے دن صلوٰۃ التبیح اور ایام بیض کے تین روزے اور جمعرات اور دو شنبہ کے دو روزے اور شوال کے چھ روزے لے لے جانے والے مجھ کو بتا دے اے خوشخبری دینے والے مجھ کو بخبری دے اے خبر رکھنے والے مجھ کو خبر دے اے بیان کرنے والے مجھ سے بیان کر دے ۱۲ شہید عہ ۱۷ سلامتی دالے مجھ کو محفوظ رکھ ۱۲ شہید

اور ابتدائے ذالحجہ کے نو روزے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو عرفہ کا روزہ ضرور رکھے اور عاشورے کا روزہ اور اوائل رجب و شعبان کے آٹھ روزے رکھے اور قرآن شریف استقدر پڑھے کہ چالیس روز میں ختم ہو جائے اور نماز صبح کی فرض اور سنت کے درمیان بسم اللہ کے ساتھ الحمد اکتالیس بار پڑھے اور نماز صبح کے بعد سورہ یسین اور دس بار کلمہ چہارم اور سو بار سبحان اللہ و بحمد اللہ العظیم و بحمد اللہ استغفر اللہ اکتالیس بار اور اللہ صلی علی سیدنا محمد و آلہ وسلم جس قدر ہو سکے پڑھے اور ظہر کی نماز کے بعد نافتحنا اور اگر ہو سکے ایک منزل و لائل النجرات پڑھے، اور عصر کی نماز کے بعد سورہ عم یساولون اور سو بار آیہ کریمہ اور مغرب کی نماز کے بعد سورہ واقعہ اور عشاء کی نماز کے بعد سورہ ملک یا سورہ سجدہ اور ایک سو بار یا حی یا قیوم برحمتک استغیث اور اول و آخر درود شریف معنی کے خیال اور حضور قلب سے پڑھے اور صبح و شام سید الاستغفار ایک بار اور خدا کے ننانوے نام ایک بار اور اللہ انت السلام و منک السلام و علیک یوجع السلام و حینا ربنا یا السلام و ادخلنا دار السلام تبارکت ربنا و تعالیٰ یا ذا الجلال و الاکرام اور آیتہ الکرسی اور آمین الرسول آخر سورہ تک ایک ایک بار اور اعوذ بکلمات اللہ التامات کھائے یا شرماخلق تین بار اور سورہ حشر کی آخر آیتیں ایک بار اور بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شیئی فی الارض ولا فی السماء هو السميع العليم تین بار اور رضیت باللہ سرابا و بالاسلام ادینا و بحمدہ نبیا صلی اللہ علیہ وسلم تین بار اور حزب البحر ایک بار اگر ہو سکے ہر نماز کے بعد آیتہ الکرسی ایک بار اور سبحان اللہ و الحمد للہ و اللہ اکبر تینتیس آیتیں بار اور چوتھا کلمہ یعنی لا الہ الا اللہ و عدلہ لا شریک لہ لہ الملک و لہ الحمد عی و حیت و هو حی لا یموت بیدہ الخیر و هو علی کل شیء قریب پڑھے اور کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہم بارک لنا فیہ اور کھانے کے بعد الحمد للہ الذی اطعمنا و سقنا و جعلنا من المسلمین پڑھے اور سوتے وقت الحمد اور آیتہ الکرسی ایک ایک بار اور معوذتین تین بار اور سورہ کہف کی آخر کی آیتیں پڑھے اور سو کے اٹھے تو کلمہ چہارم پڑھے اور پائے خانے جاتے وقت اللہم انی اعوذ بک من الخبث و الخبائث اور نکل کر غفرانک اور ہر وقت اٹھتے بیٹھتے بسم اللہ و اللہ اکبر و اللہم انی اسئلك رضاک

۱۲ کوئی پرزدگار سوائے خدا کے نہیں ہے کوئی اس کا شریک نہیں اسی ملک اور اسی کے واسطے تعریف ہے وہ مارتا ہے اور وہ زہر کرتا ہے اور وہ زہر ہے اور نہ فنا ہوگا اس کے قبضہ میں اچھائی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ۱۲ شہید

کہنے کی عادت ڈالے اور بھی نماز فجر عصر کے مسبحات عشر پڑھے اور بہت سے اور ادبیں اگر کرنا چاہے تو دوسری حدیثوں میں جیسے حصن حصین میں دیکھے باقی ہر حالت میں اشتغال قلبی میں مشغول رہے اور بعض بزرگ سکون طبیعت اور اطمینان کے واسطے نماز ظہر یا نماز چاشت کے بعد ختم خواجگان بھی پڑھتے ہیں۔ اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے سات بار الحمد اس کے بعد سورۃ الم نشرح اناسی بار درود شریف سو بار پڑھے اور اس کے بعد ایک ہزار بار سورۃ اخلاص اس کے بعد سات بار الحمد اور سو بار درود شریف اور سو بار یا قاضی الحاجات و یا کافی المهمات یا دافع البلیات یا حل المشکلات یا رافع الدرجات یا شافی الامراض یا مجیب الدعوات یا الرحمن الرحیم پڑھے۔

ختم خواجگان چشت کا طریقہ

ہر مشکل اور غم کے واسطے وضو کر کے قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے پہلے دس بار درود شریف اس کے بعد تین سو ساٹھ بار لا ملجأ لا منجأ فی اللہ الا الیہ پڑھے کرام نشرح تین سو ساٹھ بار پڑھے اور پھر دعائے مذکور تین سو ساٹھ بار درود شریف پڑھے کر ختم کرے اپنی مراد خدا سے مانگے۔

ختم خواجگان قادر یہ کا طریقہ

کسی بڑی بات کے حاصل ہو جانیکے لئے پہلے دو نفیس پڑھے اس کے بعد ایک سو گیارہ بار سورۃ الم نشرح بعد کلمہ تمجید ایک سو گیارہ بار اور سورۃ یسین ایک بار پڑھے اور اگر بڑا ختم کرنا ہے تو سورۃ الم نشرح ایک ہزار گیارہ مرتبہ پڑھے اور چھوٹے ختم کی صورت میں ایک سو اکتالیس بار لیکن ہر صورت میں اس کے بعد ایک سو گیارہ بار درود شریف پڑھے اور خدا سے اپنی مراد مانگے۔

سلوک کے راستوں کے موانع کا بیان اور ان کے دفعیہ کا بیان

حدیث نفس اور بیکار خیالات اور لغو فکریں اور تشویشیں ہر طالب کی راہ سلوک میں مانع ہوتی ہے یعنی وہ دس چیزیں جو سات سات بار پڑھی جاتی ہیں سورۃ فاتحہ سورۃ ناس سورۃ تعلق سورۃ اخلاص سورۃ کافرون آیت اکرسی کلمہ تمجید شریف اور اللہ اعف نا لا احیاء منہم والا موت اور اللہم یا رب افعل لی ولہم عاجلاً و آجلاً فی الدین والدنیا والاخرۃ انت اهل ولا تفعل بنا یا مولینا ما نحن لہ اهل انک غفہ رحیم جو اکبریم ملک بدرؤف رحیم ۱۲ شبیر

ہیں اور یہ بہت سخت مرض ہے بزرگوں نے اس کے علاج تجویز کئے ہیں اگر برے خیالات کی وجہ سے اشتغال اور نسبت قلبی میں کوئی خلل واقع ہو تو سہائے اور نئے کپڑے پہنے اور خوشبو لگائے اور خلوت رحس میں شور و غل کی آواز نہ آ سکے (نہیں بیٹھے اور معوذتین اور قل ہو اللہ تعالیٰ بنی بار پڑھے اور استغفر اللہ من جمیع الذنوبین بار پڑھے اور تین مرتبہ اعوذ پڑھے کہ بائیں شانے کی طرف چھونک کر اور کھڑے ہو کر دو گانہ پڑھے اور جتنی بار ہو سکے اللھم طھر قلبی عن غیرک و نور قلبی بنور معرفتک ۲۱ یا اللہ یا اللہ یا اللہ اس کے بعد بائیں طرف یا نور اور دایہی طرف یا نور اور دل میں یا نور کی ضرب لگائے اور تکرار کرے اور اگر پھر طبیعت میں گھبراہٹ ہو تو فوراً وضو کر کے اسی ذکر میں مشغول ہو جائے اور اگر پھر تشویش ہو تو پھر ایسا کرے انشاء اللہ دو تین دفعہ میں قلب کو تسکین ہو جائے گی پھر نفی اثبات کے ذکر میں لا فاعل الا اللہ ولا موجود الا اللہ کے تصور کے ساتھ مشغول ہو جائے اور مدد و شد اور خوش آوازی کا خیال رکھے۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ مقررہ طریقہ پر یا اللہ یا فلاح یا باسط میں سے کوئی نام لیکر سہ ضربی یا چہار ضربی میں مشغول ہو جائے اگر پھر بھی خیالات نہ دور ہوں اور طبیعت پریشان رہے چند بار مذکور تصور کے ساتھ نفی و اثبات کی مشق کرے کہ یہ خیالات خواہ اچھے ہوں یا برے خدا ہی کے ساتھ قائم ہیں بلکہ عین خدا ہیں کیونکہ بعضوں کے نزدیک برائی بھی خدا کے ظہور سے ہے اور ہو الاول هو الآخر هو الظاهر هو الباطن وهو کل شیء علیم پڑھے یقیناً اس سے شوق و اشتیاق زائد ہو جائے گا۔ اور تمام خیالات دور ہو جائیں گے۔

تفرقوں کی کیفیت اور ان کا علاج

تفرقہ اور پریشانی طبیعت کے چند اسباب ہیں کبھی زیادتی شوق کے فساد سے اس کی بیحورت ہے کہ عاشق خدا کے وصل کے آرزو مند ہیں اور وہ بغیر طالب کے ذات خدا میں فنا ہوئے حاصل نہیں ہو سکتا ہے اور فنا موقوف ہے مستی اور طبیعت کے سکون پر جب بعض طالب شوق کی زیادتی میں بڑی بڑی ریاضتوں کا بار اپنے سر لیتے ہیں اور اپنے نفس کو بیک لخت اس کی لذتوں اور خواہشوں سے روک دیتے ہیں اور بے انتہا بھوک اور پیاس اور آرام تک کرنا اختیار کر لیتے ہیں تو یہ باتیں طبیعت میں انقباض پیدا کر دیتی اور تو اس کے فتور کی وجہ سے فرحت و انبساط پریشانی اور غم سے بدل جاتے ہیں اس کا علاج یہ ہے کہ نفس کو اس کے مباح چیزوں کی خواہش میں خود مختار کر دے اور اس وقت ریاضت پھوڑ دے۔

جب تک کہ شوق اور انشراح طبعیت اور مستی پھر پیدا ہو جائے اور کبھی اس کا سبب نامردی اور کمزوری ہوتی ہے یعنی نفس اپنی خواہشوں کے چھوڑنے کی جرأت نہیں کرتا اور تفرقہ اور پریشانی پیدا ہو جاتی ہے اس کا علاج نصیحت ہے کیونکہ مسلمان اور طالب حق کی بہت ریاضت اور اطاعت ہے اور خدا کے دشمن اور منافق کی بہت کھانا پینا اور اپنے نفس کی خواہشوں اور لذتوں میں مشغول ہونا ہے اور حق کے طالب اپنی جان اور دل خدا کے دینی پر فدا کر دیتے ہیں اور منافق اپنے دین ایمان کو مال و زر پر فدا کر دیتے ہیں۔ نعوذ باللہ منها۔

یا تفرقہ کا باعث وہ فکر ہے جو شیطان اس میں پیدا کر دیتا ہے جس سے دل ناامیدی اور کم ہمتی کی طرف مائل ہو جاتا ہے یا مرشد کی باتوں پر اعتراض کرنا شروع کرتا ہے اس کا علاج یہ ہے کہ بہت جمع کرے اور لا تقنطوا من رحمۃ اللہ پڑھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا وہ واقعہ جو حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ پیش آیا تھا یاد کرے یا تفرقہ کا سبب نفس کی رگ کا باقی رہنا ہے جس کی تلر کی طالب حق میں باقی رہتی ہے اور اس کے سبب سے پریشانی اور رنج و ناامیدی پیدا ہو جاتی ہے اس کا علاج کسر نفسی اور وہ ذلت برداشت کرنا ہے جو نفس پر شاق ہو یا ہمیشہ ذکر اور خلوت کرنا ہے یا اس کا سبب رنج اور ارادہ کی پریشانی ہے کہ جس قدر وہ قلب کی صفائی اور روح کے جلا کرنے میں مشغول ہونا چاہتا ہے اسی قدر اس کا نفس نافرمانی کرتا ہے تو اس کا سبب مزاج کا مختل ہونا ہے کہ سوداوی اخلاط دل پر غلبہ کر لیتے ہیں اس کا علاج فصد اور ترقی کر کے صفائی اور مزاج کا معتدل کرنا ہے یا اس کا سبب بے وضو ہونا اور ناپاکی ہے اس کا علاج یہ ہے کہ اپنے کو خوب پاک اور طاہر رکھے یا اس کا سبب غر یا بظلم کرنا اور اہل حق کا حق غصب کرنا ہے اس کا علاج اس خلل کا دور کر دینا ہے یا تفرقہ کا سبب حرام اور مشکوک غذاؤں کا کھالینا ہوتا ہے اس کا یہ علاج ہے کہ ان کو چھوڑ دے اور توبہ کرے اور کبھی تفرقہ جادو اور دیوانگی جو شیطان سے ہوتی ہے کی وجہ سے ہوتا ہے اس کا علاج معوذتین پڑھنا اور حسب قدر ہو سکے یا اللہ یا اللہ کا ذکر کرنا اور کبھی مشائخ طریقت سے بے ادبی کرنے سے پیدا ہو جاتا ہے اس کا علاج اس سبب کا دور کر دینا ہے علاوہ اس کے تفرقہ اور تشویش کے دور کرنے کے واسطے بدن اور کپڑوں کی پاکی کے ساتھ نفی و اثبات کرنا چاہئے۔

چلہ کا طریقہ

مقصد حاصل ہونیکے لئے حضرات اہل طریقت نے چلے مقرر کئے ہیں اور اس کے فائدے اور سندیں

لے اللہ ہم کو اس سے بچائے ۱۲ شمیر لے اللہ کی رحمت سے ۱۴ شمیر ہو ۱۲ شمیر

سلوک کی کتابوں میں موجود ہیں اس مختصر رسالہ میں نہیں بیان کئے جا سکتے طریقہ یہ ہے کہ پہلے نیت خالص کرے یعنی صرف خدا کی رضا مندی کا سنت کی اتباع میں قصد کرے اور غیر خدا سے بغرض عبادت فراغ حاصل کرے اور خدا کے ذکر کا قصد کرے اور خلوت کی واسطے جامع مسجد بہتر ہے تاکہ جمعہ اور جماعت کی فضیلت سے محروم نہ رہ سکے تو نہائے اور نئے کپڑے پہنے اور خوشبو لگائے پھر شعبان کی بیسویں تاریخ عصر کی نماز کے پہلے جو نوافل کے پڑھنے کا وقت ہے اعوذ بسم اللہ اور معوذتین اور کلمہ تحمید پڑھ کر مرشد کے واسطے سے مشائخ طریقت کی مقدس روحوں سے مدد مانگ کر خلوت میں آجائے اور خلوت میں داخل ہوتے وقت بسم اللہ والحمد للہ والصلوة علیٰ رسول اللہ اور ادبنا قدم رکھے اسکے بعد اللہم افتح لی ابواب رحمتک کہہ کر داخل خلوت ہو اور دو نعلین ماسوی اللہ سے جدا ہونے اور خدا کی طرف لوٹنے کی نیت سے پڑھے اور اگر عصر کی نماز کے بعد خلوت میں داخل ہو تو نفل نہ پڑھے اور قبلہ کی طرف منھ کر کے بیٹھے اور ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح اطہر پر فاتحہ پڑھے اور حضور کی روحانیت سے استقامت حاصل ہونے میں مدد مانگے اس کے بعد ذکر و شغل اور مراقبہ جو کچھ اس کو مرشد سے پہنچا ہے اس میں مشغول ہو جائے۔

اور خلوت کی شرطیں یہ ہیں ہمیشہ روزہ رکھنا، کم سونا، لوگوں سے کم ملنا اور طہارت اور عبادت پر ہمیشگی کرنا، اور درود شریف پڑھنا، اور ہمیشہ ذکر کرنا ان تمام شرطوں اور ارکان خلوت کا خیال رکھنا چاہئے اور ان میں سے کسی سے غفلت نہ کرے تاکہ خلوت کے مفید نتائج مرتب ہوں اور رمضان کے آخر دس دن کی طاق راتوں یعنی اکیس، بیس، پچیس، ستائیس، اسیس میں تمام رات جاگا کرے تاکہ لیلۃ القدر کی برکت سے فائدہ اٹھا سکے۔

اس کے سوا اور راتوں میں رات کے تنہائی حصہ تک جاگے اور ذکر کرتا ہوا سو جائے۔ جب آخر کی تنہائی رات آئے اٹھ کر جلدی استنجا اور وضو کرے پھر تہجد کی نماز پڑھے اور ذکر و شغل اور مراقبہ میں صبح تک مشغول رہے جب عید کا چاند دکھائی دے مغرب کی نماز کے بعد دو گانہ پڑھ کر خلوت سے باہر آئے۔

خلوت کی شرطیں

مجتہد طریقت حضرت جنید بغدادی قدس سرہ نے خلوت کی چند شرطیں بیان کی ہیں

۱۔ کیونکہ حدیث ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے زوال و آفتاب نکلنے وقت اور عصر کی نماز کے بعد قبل غروب آفتاب کے نماز پڑھنے کو منع فرمایا ہے ۱۲ مولنا صبغت اللہ شہید فسرنگی محلی۔

پہلے ہمیشہ با وضو رہے اور جس وقت ٹوٹ جائے فوراً کرے کیونکہ اس سے انشراح طبیعت اور قلب کی نورانیت بڑھتی ہے۔

دوسرے ہمیشہ روزہ رکھنا اور نماز مغرب کے پہلے افطار کرے اور عشاء کی نماز کے بعد کھانا کھانا اگر اس سے پریشان ہو جاتا ہو تو مغرب اور عشاء کے درمیان میں بھی کھا سکتا ہے۔

تیسرے کھانا کم کھانا کہ معده کا تہائی خالی رہے اور اگر قدرت ہو تو اس سے بھی کم کر دے اور استفد کم نہ کرے کہ ضعف کی وجہ سے انشراح اور خوشی تشریف لے جائے اور عبادت کا لطف جاتا رہے غرض کھانا کم کھانے سے قلب کی رقت اور دل کی صفائی اور قوت ملکیت زائد ہوتی ہے جیسا کہ کہا گیا ہے بھوک اللہ کا کھانا ہے چوتھے سوائے خدا کے ذکر کے زبان سے کچھ نہ نکالے تو سالک کو خلوت میں کسی سے گفتگو نہ کرنی چاہئے ہاں اگر کوئی شرعی ضرورت پیش آئے تو بقدر ضرورت ملازم سے گفتگو کرے بلکہ سوائے ملازم کے کسی کو خلوت میں آنے بھی نہ دے کیونکہ خاموشی سے حکمت حاصل ہوتی ہے اور بیکار گفتگو کرنے سے ذکر کرنے کا نور ضائع ہو جاتا ہے۔

پانچویں ہمیشہ ذکر اور مراقبہ کرنا اور انا جلیس میں ذکر فی کا تصور کرنا ہے اس طرح کہ غفلت نہ آنے پائے اور خلوت کی اصلی غرض بھی یہی ہے۔

چھٹے خطرات کا دور کرنا اور حدیث نفس کو دفع کرنا ہے تو غیر خدا کے خواہ اچھا ہو یا برا خیال کے روکنے کی کوشش کرے کیونکہ حدیث نفس کا آجانا ذکر سے روکتا اور قلب کو تاریک اور خلوت کے فائدہ کو ضائع کر دیتا ہے ساتویں دل کا شیخ سے ربط رکھنا اس خیال سے کہ اس سے مدد حاصل کرے اور اس اعتقاد سے کہ شیخ خدا کا مظہر ہے خداے فیض پہنچانیکے لئے میرے اوپر اسکو متعین کیا ہے اور شیخ ہی کے ذریعہ سے خدا تک رسائی ہو سکتی ہے تو ہمیشہ محبت اور انقیاد سے شیخ کی طرف متوجہ رہے یہاں تک کہ فیض کا دروازہ اس پر کھل جائے اور اپنے دل میں شیخ کی نسبت کوئی اعتراض نہ لائے کیونکہ اس سے خدا تک رسائی رکجاتی ہے نعوذ باللہ من الجور بعد الکود

نصیحت اور وصیت آمیز کلمے

حق کے طالب کو پہلے فرقہ ناجیہ کے عقائد کی تصحیح کے لئے ضروری مسائل سیکھنا چاہئے کتاب اور سنت اور آئنا صحابہ کی پیروی کرنا چاہئے اس کے بعد نفس کی پاکی اور اس کے غیر خدا سے خالی کرنے کی طرف متوجہ

۱۰ لیکن اگر ابراہیم ہو تو مغرب کی نماز کے بعد احتیاطاً روزہ کھولنا افضل ہے ۱۲ شہید

ہونا چاہئے چنانچہ ایک بزرگ فرماتے ہیں۔ رباعی

خواہی کہ شود دل تو چوں آئینہ :: ذہ چیز بول کن از درون سینہ
حرص دال و غضب و دروغ و غیبت :: بخل و حسد و ریاء و کبر و کینہ

اس کے بعد قلب کو صاف کرنا اور حلا دینا (جس سے مراد اچھی عادتیں اختیار کرنا ہے) چاہئے چنانچہ اس دوسری رباعی میں اس طرف اشارہ ہے۔ رباعی

خواہی کہ شوی بمنزل قرب مقیم :: نہ چیز یہ نفس خویش فسر یا تعلیم
صبر و شکر و قناعت و عزم و یقین :: تفویض و توکل در رضا و تسلیم

فائدہ سالک کو چاہئے کہ شرع کے احکام کا مضبوطی سے پابند ہو اور اس کے ممنوعات سے پرہیز کرے اور پرہیزگاری اور خوفِ خدا اپنا طریقہ کرے اور تمام حالتوں میں سنتوں کا خیال کرے اور ان چیزوں سے جس کو خدا نے منع کیا ہے اور مشتبہ چیزوں سے بچے اور اگر کوئی گناہ ہو جائے تو فوراً توبہ کرے اور استغفار اور اچھی باتوں سے اس کا تدارک کرے اور دوسرے وقت پر نہ اٹھا رکھے اور باجماعت مسجد میں نماز پڑھے اور جو وقت فرائض اور واجبات اور سنتوں کے پورا کرنے سے بچے اسے باطنی اشغال میں صرف کرے اور اوراد و نوافل کے زیادہ کرنے کی طرف متوجہ نہ ہو بلکہ باطنی اشغال کو اپنے اوپر فرض سمجھے اور کبھی غافل نہ ہو جب ان میں لطف اور مزا پائے خدا کا شکر ادا کرے اور تھوڑے لطف کو زائد سمجھے اور ہر کام خدا کی رضامندی کے لئے کشف و کرامات میں لطف نہ حاصل کرے بلکہ اس سے بیزار ہو اور بسط کی حالت میں شکر ادا کرے اور شرع کی حدود کا خیال رکھے اور جب انقباض ہو مایوس اور پریشان نہ ہو جائے اپنے کام میں مصروف رہے اور اپنی غلطی تسلیم کرے اور تمام عبادتوں میں اپنے کو قاصر خیال کرے اور باطنی حالتوں کو کسی جاہل کے سامنے نہ بیان کرے اور غیر محرم سے بھی نہ کہے۔ اور محرم سے بھی تنہائی اور علیحدگی میں کہے اور اوقات کی پابندی کرے اور غیر مستقل مزاجی سے علیحدہ رہے اور دل سے دنیا اور تمام دنیا کی چیزوں کی محبت چھوڑ دے ورنہ ایک ہزار برس تک بھی عبادت کرنا فائدہ نہ دے گا۔

۱۷ اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارا قلب آئینہ کی طرح صاف اور روشن ہو جائے تو یہ دس خبیث عادتیں اپنے سینہ سے نکال ڈالو لایحیٰ و مرید
غضب جھوٹ غیبت کڑا کجوسی حسد ریاء کبر کینہ ۱۷ شبیر الہ اکرم چاہتے ہو کہ خدا کی قربت حاصل کرو... تو اپنے نفس کو نو
چیزوں کی تعلیم دے کہ شکر کرنے قناعت کرنے اور خدا پر یقین کرنے اور اپنے کو اس کے سپرد کر دینے اور حوالہ اختیار کر دینے
اور اس کی رضامندی پر راضی ہونے اور اس پر بھروسہ کرنے کی ۱۷ شبیر۔

دل ایک آئینہ ہے اس میں غیر اللہ کو نہ دیکھے اور مرتبہ اور غیرت کی خواہش کرنا اپنے کو گمراہ کرنا ہے اہل
سے پناہ مانگے اور وقت کو غنیمت سمجھے اور غفلت اور سیکاری میں ضائع نہ کرے کیونکہ گیا وقت پھر مانتھا آتا
ہیں اور مردانہ وار گامزنی کرے اور خوشی و غم کو بالائے طاق رکھے اس واسطے کہ یہ ایک حجاب ہے اور شخص
سنت رسولؐ کا پابند اور ہم جنس نہ ہو اس کی صحبت میں شریک نہ ہو اگرچہ اس شخص سے کرامتیں اور خرق
عادات ظاہر ہوں اور وہ آسمان پر بھی اڑے اور لوگوں سے بقدر ضرورت ملے اور اچھے بُرے سے خوش
اخلاقی سے پیش آئے اور لوگوں سے عاجزی اور انکساری کا برتاؤ کرے اور خاکساری اور نیستی کو اپنا
طریقہ بناوے اور کسی پر اعتراض نہ کرے اور گفتگو نرمی سے کرے اور خاموشی اور خلوت پسند ہو اور
اطمینان سے اپنے کاموں میں مشغول رہے اور پریشان نہ ہو اور جو باتیں پیش آئیں ان کو خدا کی طرف سے سمجھے
اور ہمیشہ دل کی حفاظت کرے تاکہ غیر خدا کا خیال نہ آنے پائے اور دینی باتوں میں لوگوں کو فائدہ پہنچائے
اور ہر کام کو خالص نیت سے سرانجام دے اور کھانے پینے میں اعتدال مد نظر رکھے نہ اس قدر کھائے
کہ کابل ہو جائے اور نہ اتنا کم کہ ضعف کی وجہ سے عبادت نہ کر سکے اسبطرح ہر کام میں فراط و تفریط
سے پرہیز کرے اور اگر نفس کی خواہش پوری کرے تو اس سے کام بھی لے اور بہتر تو کما کر کھانا ہے
اور اگر توکل کرے تو یہ بھی اچھا ہے لیکن کسی سے طمع نہ کرے اور دل کو غیر خدا کے تعلق سے علیحدہ
رکھے اور کسی سے امید خوف نہ رکھے اور غیر خدا سے محبت نہ کرے اور حق کی جستجو میں پریشان اور بے آرام
رہے اور ہر جگہ خدا کے ساتھ رہے اور تھوڑی اور زیادہ نعمت کا شکرا ادا کرے اور شکرستی اور فاقہ اور روپیہ کی کمی سے
پریشان نہ ہو جائے بلکہ اس میں اپنی عزت اور فخر خیال کرے اور خدا کا شکر ادا کرے کہ اس نے اولیاء اور انبیاءؑ کا مرتبہ
مجھ کو عنایت فرمایا اور اپنے متعلقین سے دہرائی اور نرمی سے پیش آئے اور ان کی غلطیوں سے درگزر کرے اور
ان کے عذر قبول کرے اور لوگوں کی غیبت سے بچے اور لوگوں کا عیب چھپائے اور اپنے عیبوں پر غور کرے
اور سب مسلمانوں کو اپنے سے بہتر سمجھے اور کسی سے لڑائی جھگڑا نہ کرے اگرچہ حق بجانب ہو اور
مسافر پروری اور جہان نوازی اپنی عادت کرے اور غریب اور مسکین لوگوں کی صحبت پسند کرے اور علماء
اور صلحا کی خدمت میں اپنی عزت اور فخر خیال کرے اور جو کچھ اپنے پاس ہو اس کو

لے آنحضرت صلی اللہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے الفقر فخذی یعنی فقیروں کو فخر ہے ۱۲ شہیدؑ قرآن شریف میں اسی کی سخت ممانعت ہے اور
فرمایا گیا ہے ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب اھدکم ان یا کل لحمًا خبیہ متبا غیبت کرنا، اور اپنے مردہ بھائی کا کچا گوشت کھانا
برابر ہے ۱۲ شہیدؑ حدیث میں ہے تم پر علماء کی صحبت میں بیٹھنا ضروری ہے کیونکہ جس طرح مردہ زمین پانی سے سیراب و شاداب ہوجاتی ہے اسبطرح
مردہ دل حکمت کے نور سے زندہ ہوجاتا ہے ۱۲ شہید

اچھے مصرف میں خرچ کرے تاکہ وہ روپیہ نقصان نہ پہنچا سکے اور کسی چیز سے فانی تعلق نہ رکھے اور ہستی نیستی کو برابر سمجھے اور فقیروں کے کپڑوں کو پسند کرے اور جس قدر کپڑا اور کھانا میسر ہو اس پر قناعت کرے اور اینٹار کی عادت ڈالے اور پیاس اور بھوک (جو خدا کا کھانا ہے) کو دوست رکھے اور ہنسے کم اور روئے زائد۔ اور خدا کے عذاب اور اس کی بے نیازی سے ڈرتا رہے اور موت کو جو غیر خدا کی فنا کرنے والی ہے ہمیشہ مد نظر رکھے اور جدائی کی جگہ یعنی جہنم سے پناہ مانگے اور وصل کی جگہ یعنی جنت کی آرزو کرے اور دن کا حساب مغرب کے بعد اور رات کا حساب فجر کی نماز کے بعد کرے۔

اور اچھائیوں پر خدا کا شکر ادا کرے اور برائیوں پر صدق دل سے توبہ کرے اور استغفار کرے اور سچ بولنا اور حلال چیز کھانا اپنے اوپر لازم کرے اور بیہودہ اور کھیل کود کی مجلس میں نہ شریک ہو اور جہالت کی رسموں سے بچے اور دوستی اور دشمنی اور خوشی اور غصہ محض خدا کے لئے کرے۔

بخیل اور لالچی نہ ہو اور شرم کر نہ والا اور کم بولنے والا اور بے رنج اور صلح جو ہو اور خدا کی اطاعت کرنے والا اور نیکیو کار اور باوقار اور بھی خوش خلقی اور نیکی کی دلیل ہے اور چاہئے کہ غرور نہ کرے اور اپنے کو اچھا نہ سمجھے اور اولیا اور مشائخ کی قبروں کی زیارت سے مشرف ہو کرے اور فرصت کے وقت ان کی قبروں پر آکر روحانیت سے ان کی طرف متوجہ ہو اور ان کی حقیقت کو مرشد کی صورت میں خیال کر کے فیض حاصل کرے اور کبھی کبھی عام مسلمانوں کی قبروں پر جا کر اپنی موت کو یاد کیا کرے اور ان پر ایصال ثواب کرے اور مرشد کے حکم اور ادب کو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم اور ادب کی جگہ سمجھے کیونکہ مرشدین خدا اور رسول کے نائب ہیں۔

نیز جو شخص نجمہ سے محبت و عقیدت رکھے وہ مولوی رشید احمد صاحب سلمہ اور مولوی محمد قاسم صاحب سلمہ کو جو کمالات ظاہر و باطنی کے جامع ہیں، میری جگہ بلکہ نجمہ سے بلند مرتبہ سمجھے۔ اگرچہ ظاہر میں معاملہ برعکس ہے کہ میں ان کی جگہ پر اور وہ میری جگہ پر ہیں۔ اور ان کی صحبت کو غنیمت سمجھے کہ ان کے ایسے لوگ اس زمانے میں نہیں پائے جاتے ہیں اور ان کی بابرکت خدمت سے فیض حاصل کرے اور سلوک کے طریقے (جو اسی کتاب میں ہیں) ان کے سامنے حاصل کرے انشاء اللہ بے بہرہ نہ رہے گا۔ خدا ان کی عمر میں برکت دے۔ اور معرفت کی تمام نعمتوں

لے گناہوں کا حساب ۱۲ شبیر علیہ السلام کی حدیث میں ہے کہ پیٹے میں نے تم کو قبروں پر جانے سے روکا لیکن اب بعزت دیتا ہوں کیونکہ قبروں پر جانے سے آخرت اور موت یاد آتی ہے۔ ۱۲

اور اپنی قربت کے کمالات سے مشرف فرمائے اور بلند رتبوں تک پہنچائے اور ان کے نور ہدایت سے دنیا کو روشن کرے اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں قیامت تک ان کا فیض جاری رکھے۔

اللہم اغفر لنا ولوالدینا ولاستاذنا والمشاخنا ولاحبابنا وجميع المؤمنين والمؤمنات الاحیاء منهم والاموات برحمتک ویا ارحم الراحمین آمین آمین یا رب العالمین وصلى الله تعالى على خير خلقه محمد وآله واصحابه اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

مشائخ طریقت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے سلسلوں کی کیفیت

سلسلہ حضرات چشتیہ صابریہ قدوسیہ کا بیان

جاننا چاہئے کہ حقیر فقیر تنگ خاندان بزرگان طریقت کا نام بدنام کرنے والا رو سیاہ امداد اللہ عفا اللہ عنہ کو حضور فیض گنجور قطب دوران پیشوائے عارفان نور الاسلام حضرت مولانا و مرشدنا و ہادینا میاں جیو شاہ نور محمد صاحب جھنجھا نوی قدس اللہ سرہ سے نسبت بیعت اور تعلق صحبت و اجازت اور خرقہ حاصل ہے اور ان کو شیخ المشائخ حاجی شاہ عبدالرحیم شہید دلائی سے اور ان کو حضرت عبدالباری اور ان کو شاہ عبدالہادی امروہی اور ان کو شاہ عضد الدین اور ان کو شاہ محمد کی اور ان کو شاہ محمدی اور ان کو شاہ محب اللہ آبادی اور ان کو شیخ ابوسعید گنگوہی اور ان کو شیخ نظام الدین بلخی اور ان کو شیخ جلال الدین تھانسیہ اور ان کو قطب العالم عبدالقدوس گنگوہی اور ان کو شیخ محمد عارف ردو لوی اور ان کو شیخ جلال الدین کبیر الادیلیا پانی پتی اور ان کو شیخ شرف الدین ترک پانی پتی اور ان کو مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابری اور ان کو شیخ فرید الدین گنج شکر مسعود اجدوہی اور ان کو خواجہ قطب الدین بختیار کاکلی اور ان کو خواجہ معین الدین حسن سنجر اور ان کو خواجہ عثمان ہارونی اور ان کو خواجہ حاجی شریف زرنئی اور ان کو خواجہ مودود چشتی اور ان کو خواجہ ابوالیوسف چشتی اور ان کو خواجہ ابی احمد بادل چشتی اور ان کو خواجہ ابوالاسحاق شامی اور ان کو خواجہ حمزہ دلو دینوری اور ان کو خواجہ امین الدین ابوہریرہ بصری اور ان کو خواجہ حذیفہ

لہ اے خدا بخشنے پر کو اور ہمارے والدین کو استادوں کو مشائخ دوستوں اور تمام زندہ اور مردہ مسلمانوں مردوں و عورتوں کو اپنی رحمت سے اے سب رحم کرنے والوں میں زائد رحم کرنے والے ۱۲ مولانا صبیح اللہ شہید انصاری :

مرغشی اور ان کو خواجہ ابراہیم ادھم ملجی اور ان کو خواجہ جمال الدین فضیل بن عیاض اور ان کو خواجہ عبدالواحد بن زید اور ان کو امام العارفین خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہم سے اور ان کو امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ سے اور ان کو سید المرسلین خاتم النبیین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ اجمعین سے۔

سلسلہ چشتیہ نظامیہ قدوسیہ

طریقہ نظامیہ کی اجازت حضرت عبدالقدوس گنگوہی کو اپنے مرشد شیخ درویش ابن محمد قاسم ادھی سے حاصل ہے اور ان کو سید بڑھن بٹہرائچی اور ان کو سید جلال الدین بخاری مخدوم جہانیاں جہاں گشت سے اور ان کو خواجہ نصیر الدین روشن چراغ دہلی اور ان کو سلطان المشائخ شیخ نظام الدین اولیا ابن احمد بدایونی اور ان کو خواجہ فرید الدین سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک۔

سلسلہ عالیہ قادریہ قدوسیہ

حضرت قطب العالم القدوس گنگوہی کو طریقہ قادریہ کی اجازت اور خرقہ اپنے مرشد درویش بن محمد قاسم ادھی سے اور ان کو سید بڑھن بٹہرائچی اور ان کو مخدوم جہانیاں جہاں گشت سید جلال الدین بخاری سے ان کو شیخ عبید بن علی سے ان کو شیخ عبید بن ابوالقاسم سے ان کو شیخ ابوالکارم فاضل سے ان کو شیخ قطب الدین ابوالغیث سے ان کو شیخ شمس الدین حداد سے ان کو امام الاولیا شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی سے ان کو شیخ ابوسعید خدری سے ان کو شیخ ابو الحسن قرشی علی ہنکاری سے ان کو شیخ جنید بغدادی سے ان کو شیخ سری سقطی سے ان کو شیخ معروف کرخی سے ان کو شیخ داؤد طائی سے ان کو شیخ حبیب عجمی سے ان کو امام حسن بصری سے ان کو امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ان کو حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

ایضاً نیز فقیر کو اس سلسلہ قادریہ میں اپنے مرشد حضرات مولانا میا نجی نور محمد جھانوی سے ان کو سید عبدالحی سے ان کو سید محمد غوث سے ان کو سید ابو محمد سے ان کو سید شاہ محمد سے ان کو سید فیض العالم سے ان کو سید الیاس مغربی سے ان کو سید عبدالحق مغربی سے ان کو مولانا مغربی سے ان کو سید احمد قدسی سے ان کو سید عبدالقادر راسی سے ان کو سید عبدالوہاب سے ان کو

سید یحییٰ زابد سے ان کو سید زین الدین سے ان کو سید عبدالزاق سے ان کو غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے اور باقی سلسلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک، وہی ہے۔

سلسلہ عالیہ قزوینیہ نقشبندیہ

حضرت میران اجل بھرائی کو اپنے پیر شاہ عبدالحق سے اور ان کو خواجہ عبید اللہ سے ان کو خواجہ مولانا یعقوب چرخ سے ان کو خواجہ علاء الدین عطاء سے ان کو خواجہ امیر کلال سے ان کو خواجہ محمد بابا سماسی سے ان کو خواجہ عزیزان علی رامینی سے ان کو خواجہ محمود ابوالخیر فغوی سے ان کو خواجہ محمد عارف ریوگری سے ان کو خواجہ عبدالحق غجدوانی سے ان کو خواجہ یوسف ہمدانی سے ان کو خواجہ ابوعلی فارمدی سے ان کو خواجہ امام ابوالقاسم قشیری سے ان کو خواجہ ابوعلی دقاق سے ان کو خواجہ ابوالقاسم نصیر آبادی سے ان کو خواجہ ابوبکر شبلی سے ان کو سید الطائفہ جنید بغدادی سے ان کو شیخ سری سقطی سے ان کو شیخ معروف کرخی سے ان کو شیخ داؤد طائی سے ان کو خواجہ حبیب عجمی سے ان کو امام الاولیاء حسن بصریؒ سے ان کو حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے ان کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نیز اس سلسلہ میں فقیر کو اجازت اور خرقہ اپنے پیر میاں نجیو نور محمد شاہ سے حاصل ہے اور ان کو حضرت سید احمد شہیدؒ سے ان کو شاہ عبدالعزیزؒ سے ان کو شاہ ولی اللہ سے ان کو شاہ عبدالرحیمؒ سے ان کو شاہ عبداللہؒ سے ان کو سید آدم بنوری سے ان کو امام ربانی شیخ احمد مجد الف ثانیؒ سے ان کو خواجہ باقی باللہؒ سے ان کو خواجہ ملنگیؒ سے ان کو مولانا درویشؒ سے ان کو مولانا نر ۱۲ھؒ سے ان کو خواجہ عبید اللہؒ احرار سے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک۔

نیز فقیر کو بیعت اور اس قسم کی اجازت اپنے پہلے مرشد حضرت مولانا ہادیہا حضرت مجاہدین نصیر الدین دہلویؒ سے حاصل ہے اور ان کو شاہ محمد آفاق دہلوی سے ان کو خواجہ ضیاء اللہؒ سے ان کو خواجہ محمد زبیرؒ سے ان کو خواجہ حجت اللہ محمد نقش بند ثانیؒ سے ان کو خواجہ محمد مصومؒ سے ان کو حضرت مجددؒ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک ہے۔

سہ نیز ابوعلی فارمدی کو بیعت اور اجازت خواجہ ابوالحسن خرقانی اور ان کو بایزید بطنانی سے ان کو امام جعفر صادقؒ سے ان کو حضرت قاسم بن محمد ابی بکر سے ان کو سلیمان فارسی سے ان کو امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ان کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کم قال المبض ۱۲ شہید

سلسلہ سہروردیہ قدوسیہ

نیز قطب العالم عبدالقدوس گنگوہیؒ کو اپنے مرشد مرشد مرشد سید اجمل ٹہراچی سے اجازت حاصل ہے اور ان کو اپنے والد شیخ جلال الدین بخاریؒ سے ان کو شیخ رکن الدین ابو الفتح سے ان کو اپنے والد صدر الدین سے ان کو اپنے والد شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی سے ان کو امام الطریقہ شیخ شہاب الدین سہروردی سے ان کو شیخ ابوالنجیب سہروردی سے ان کو شیخ وجہہ الدین عبدالقادر سہروردی سے ان کو شیخ ابو محمد بن عبداللہ سے ان کو شیخ احمد دینوری سے ان کو حمزاد علودینوری سے ان کو حضرت جنید بغدادی سے ان کو معروف سے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک۔

سلسلہ کبریہ قدوسیہ

نیز جلال الدین بخاریؒ کو اس طریقہ کی اجازت شیخ حمید الدین سمرقندی سے ان کو شمس الدین بن امام محمد بن محمود بن ابراہیم بن ادھم سے ان کو شیخ عطایا نے خالدي سے ان کو شیخ احمد بابا کمال خجندی سے ان کو شیخ نجم الدین کبریٰ سے ان کو عمار یا سر سے ان کو ابوالنجیب سہروردی سے ان کو شیخ احمد غزالیؒ سے ان کو ابوبکر نساجؒ سے ان کو ابوالقاسم گرگانی سے ان کو خواجہ ابو عثمان مغربیؒ سے ان کو ابو علی کاتبؒ سے ان کو شیخ علی رودباریؒ سے ان کو سید الطائفہ جنید بغدادیؒ سے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک۔

۱۵۔ نیز حضرت مجددؒ کو اجازت بیعت تمام طریقہ چشتیہ - قادریہ - سہروردیہ - کبریہ - مرادیہ - قلندریم کی اپنے پیر و مرشد شیخ عبدالاحد سے ان کو اپنے مرشد شیخ رکن الدین گنگوہی سے ان کو عبدالقدوس گنگوہیؒ سے سرہم سے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک کما قال بعض الفضلاء ۱۲۔ مولانا صبغت اللہ شہید انصاری فرنگی ملی۔

نورمت بالخیر نو

فیصلہ مفت مسئلہ

بسم الله الرحمن الرحيم
ابتدائیہ

الحمد لله نحمدہ ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ون托كل عليه ولنعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلل الله فلا هادي له وشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له وشهد ان سيدنا ومولانا محمد عبده ورسوله۔

اما بعد فقير امداد اللہ الخفی اپجشتی عموماً سب مسلمانوں کی خدمت میں اور خصوصاً جو اس فقیر سے ربط و تعلق رکھتے ہیں عرض رسا ہے کہ یہ امر مسلمات سے ہے کہ باہمی اتفاق باعث برکات دینی و دینی اور نا اتفاقی موجب مضرت دینی و دینی ہے۔ اور آج کل بعض مسائل فرعیہ میں ایسا اختلاف واقع ہوا ہے۔ جس سے طرح طرح کے شر اور دقتیں پیدا ہو رہی ہیں۔ اور خواص کا وقت اور عوام کا دین ضائع ہو رہا ہے۔ حالانکہ اکثر امور میں محض نزاع لفظی ہے اور مقصود متحد چونکہ عموماً مسلمانوں کی خصوصاً اپنے متعلق والوں کی یہ حالت دیکھ کر بہت صدمہ ہوتا ہے اس لئے فقیر کے دل میں آیا کہ مسائل مذکورہ کے متعلق مختصر سا مضمون قلم بند کر کے شائع کر دیا جائے امید قوی ہے کہ یہ نزاع و جدال رفع ہو جائے۔ ہر چند کہ اس وقت میں اختلافات اور تخلفین کثرت سے ہیں۔ مگر فقیر نے انہیں مسائل کو لیا جن میں اپنی جماعت کے لوگ مختلف تھے دو وجہ سے اول تو کثرت اختلافات اس درجہ پہنچی ہے کہ اس کا احاطہ مشکل ہے۔ دوسرے ہر شخص سے امید قبول نہیں اور اپنی جماعت میں جو اختلافات ہیں۔ اولاً وہ معدود۔ دوسرے امید قبول کیا پس ایسے مسائل جن میں ان صاحبوں میں زیادہ قیل و قال ہے سات ہیں۔ پانچ عملی دو علمی ترتیب بیان میں اس کا لحاظ رکھا ہے کہ جن میں سب سے زیادہ گفتگو ہے ان کو مقدم جس میں اس سے کم ہے اس کے بعد علمی ہذا القیاس اور اپنا مشرب اور ایسے مسائل پر جو عمل درآمد مناسب ہے لکھ دیا۔ حق تعالیٰ سے امید ہے کہ یہ تحریر باعث رفع فساد باہمی ہو جاوے اور حضرات بھی اگر اس کو قبول فرما کر منتفع ہوں تو دعا سے یاد فرمادیں اور کوئی صاحب اس تحریر کے جواب کی فکر نہ کریں کہ مقصود میرا مناظرہ کرنا نہیں۔

وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُتَوَفِّيقِ

پہلا مسئلہ مولود شریف کا

اس میں تو کسی کو کلام ہی نہیں کہ نفس ذکر ولادت شریف حضرت فخر آدم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم موجب خیرات و برکات دنیوی و اخروی ہے صرف کلام بعض تعینات و تخصیصات و تعلیقات میں ہے جن میں بڑا امر قیام ہے بعض علماء ان امور کو منع کرتے ہیں بقولہ علیہ السلام کل بدعتہ ضلالۃ اور اکثر علماء اجازت دیتے ہیں لا اطلاق دلائل فضیلۃ الذکر اور انصاف یہ ہے کہ بدعت اس کو کہتے ہیں کہ غیر دین کو دین میں داخل کر لیا جاوے کمایطہر من التناہل فی قولہ علیہ السلام من احدث فی امرنا نہ امالیس منہ فہورڈ الحدیث پس ان تخصیصات کو اگر کوئی شخص عبادت مقصود نہیں سمجھتا بلکہ فی نفسہ مباح جانتا ہے مگر ان کے اسباب کو عبادت جانتا ہے اور نہایت مسبب کو مصلحت سمجھتا ہے تو بدعت نہیں مثلاً قیام کو لذتہا عبادت نہیں اعتقاد کرتا مگر تعظیم ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عبادت جانتا ہے اور کسی مصلحت سے اس کی یہ نہایت معین کر لی اور مثلاً تعظیم ذکر کو ہر وقت مستحسن سمجھتا ہے مگر کسی مصلحت سے خاص ذکر ولادت کا وقت مقرر کر لیا مثلاً ذکر ولادت کو ہر وقت مستحسن سمجھتا ہے مگر یہ مصلحت سہولت و اطمینان یا اور کسی مصلحت سے بارہ ریح الاول مقرر کر لی اور کلام تفصیل مصالح میں از بس طویل ہے ہر محل میں جدا مصلحت ہے رسائل مولید میں بعض مصالح مذکور بھی ہیں اگر تفصیلاً کوئی مطلع نہ ہو تو مصلحت اندیشی پیشین کا اقتدا ہے اس کے نزدیک یہ مصلحت کافی ہے۔ ایسی حالت میں تخصیص مذموم نہیں تخصیصات اشغال و مراقبات و تعینات رسوم و مدارس و خانقاہ جات اسی قبیل سے ہیں اور ان تخصیصات کو قرب مقصود جانتا ہے مثل نماز روزہ کے تو بے شک اس وقت یہ امور بدعت ہیں مثلاً یوں اعتقاد کرتا ہے کہ اگر تاریخ معین پر مولود نہ پڑھا گیا یا قیام نہ ہوا یا نجور دشیرینی کا انتظام نہ ہوا تو ثواب ہی نہ ملا تو بیشک یہ اعتقاد مذموم ہے کیونکہ حدود شرعیہ سے تجاوز ہے جیسے عمل مباح کو حرام اور ضلالت سمجھنا بھی مذموم ہے غرض دونوں صورتوں میں تعدی حدود ہے اور اگر ان امور کو ضروری بمعنی واجب شرعی نہیں سمجھتا بلکہ ضروری بمعنی موقوف علیہ بعض البرکات جانتا ہے جیسے بعض اعمال میں تخصیص ہو ا کرتی ہے کہ ان کی رعایت نہ کر نیسے وہ اثر خاص مرتب نہیں ہوتا مثلاً بعض عمل کھڑے ہو کر پڑھے جاتے ہیں اگر بیٹھ کر پڑھیں تو اثر خاص نہ ہوگا۔ اس اعتبار سے اس قیام کو ضروری سمجھتا ہے اور دلیل اس توقف کی موجودان اعمال کا تجربہ یا کشف و الہام ہے اسی طرح کوئی عمل مولود کو بہیشت کدائیہ موجب بعض برکات یا آثار کا اپنے تجربہ سے یا کسی صاحب بصیرت کے وثوق پر سمجھے اور اس معنی کو قیام کو ضروری سمجھے کہ یہ اثر خاص بدون قیام نہ ہوگا اس کے بدعت کہنے کی کوئی وجہ نہیں کہ یہ

اعتقاد ایک امر باطنی ہے اسکا حال بدولت دریافت کئے ہوئے یقیناً معلوم نہیں ہو سکتا۔ فیض قرآن مجید سے کسی پر بدگمانی اچھی نہیں مثلاً بعض لوگ تارکین قیام پر ملامت کرتے ہیں تو ہر چند کہ یہ ملامت سچا ہے کیونکہ قیام شرعاً واجب نہیں پھر ملامت کیوں بلکہ اس ملامت سے شبہہ اصرار کا پیدا ہوتا ہے جسکی نسبت فقہانے فرمایا ہے کہ اصرار سے مستحب بھی معصیت ہوتا ہے مگر ملامت سے یہ قیاس کر لینا کہ یہ شخص معتقد وجوب قیام کا ہے درست نہیں کیونکہ ملامت کی بہت سی وجہیں ہوتی ہیں کبھی اعتقاد وجوب ہوتا ہے کبھی نفس مخالفت رسم و علوت خواہ عادت دینی ہو یا مٹی کسی سبب دینی پر ہو کبھی وجہ ملامت یہ ہوتی ہے کہ وہ فعل اس لائم کے زعم میں خواہ زعم صحیح ہو یا فاسد کسی قوم بد عقیدہ کا شعار ٹھہر گیا ہے اس فعل سے وہ استدلال کرتا ہے کہ یہ بھی ان ہی لوگوں میں ہے اسلئے ملامت کرتا ہے مثلاً کوئی بزرگ مجلس میں تشریف لادیں اور سب لوگ تعظیم کو کھڑے ہو جائیں ایک شخص بیٹھا رہے تو اس پر ملامت اسوجہ سے کوئی نہیں کرتا کہ تو نے واجب شرعی ترک کیا بلکہ اسوجہ سے کہ وضع مجلس کی مخالفت کی یا مثلاً ہندوستان میں عموماً عادت ہے کہ تراویح میں جو قرآن مجید ختم کرتے ہیں شیر نری تقسیم کرتے ہیں اگر کوئی شیر نری تقسیم نہ کرے تو ملامت کرینگے مگر صرف اسی وجہ سے کہ ایک رسم صالح کو ترک کیا یا مثلاً بحق کہنا کسی زمانے میں مخصوص معتزلہ کے ساتھ تھا کوئی ناواقف کسی شخص کو بحق کہتا ہوا سنا کہ اس خیال سے ملامت کرتا کہ یہ شخص بھی اسی قسم کا اور اس سے اس کے دوسرے عقائد پر استدلال کر کے مخالفت کرتا بہر حال حرف ملامت کو دلیل اعتقاد وجوب ٹھہرنا مشکل ہے اور فرضاً کسی عامی کا یہی عقیدہ ہو کہ قیام فرض و واجب ہے تو اس سے حرف اس کے حق میں بدعت ہو جائیگا۔ جن لوگوں کا یہ اعتقاد نہیں ان کے حق میں مباح و مستحسن رہے گا مثلاً متشددین رجعت قہرئی کو ضروری سمجھتے ہیں تو کیا یہ رجعت سب کے حق میں بدعت ہو جائیگی اور بعض اہل علم حرف جاہلوں کی بعض زیادتیاں دیکھ کر جیسے موضوع روایات پڑھنا گانا وغیرہ وغیرہ جیسا کہ مجالس جہلا میں واقع ہوتا ہے عموماً سب موالید پر ایک حکم لگا دیتے ہیں یہ بھی انصاف کے خلاف ہے مثلاً بعض مواظبین موضوع روایات بیان کرتے ہیں یا ان کے وعظ میں بوجہ اختلاف مردوں و عورتوں کے کوئی فتنہ ہو جاتا ہے تو کیا تمام مجالس وعظ ممنوع ہو جاوے گی ع بہر کچھ تو گھیمے رامسور رہا اعتقاد کہ مجلس مولد میں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہوتے ہیں اس اعتقاد کو کفر و شرک کہنا حد سے بڑھنا ہے کیونکہ یہ امر ممکن عقلاً و نقلاً بلکہ بعض مقامات پر اس کا وقوع بھی ہوتا ہے رہا یہ شبہہ کہ آپ کو کیسے علم ہوا یا کئی جگہ کیسے ایک وقت میں تشریف فرما ہوئے یہ ضعیف شبہہ ہے آپ کے علم دروحانیت کی وسعت جو دلائل نقلیہ و کشفیہ سے ثابت ہے اس کے آگے یہ ایک لافنی اسی بات ہے علاوہ اس کے اللہ کی قدرت تو محل کلام نہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اپنی حکمت تشریف رکھیں اور درمیانی حجاب اٹھ جا دیں بہر حال ہر طرح یہ امر ممکن ہے اور اس سے آپ کی نسبت

اعتقاد علم غیب لازم نہیں آتا جو کہ خصائص ذات حق سے ہے کیونکہ علم غیب وہ ہے جو مقتضایات کا ہے اور جو باعلام خداوندی ہے وہ ذاتی نہیں بالاسبب ہے وہ مخلوق کے حق میں ہے ممکن بلکہ واقع ہے اور امر ممکن کا اعتقاد شرک و کفر کیونکہ ہو سکتا ہے البتہ ہر ممکن کے لئے وقوع ضروری نہیں ایسا اعتقاد کرنا محتاج دلیل ہے اگر کسی کو دلیل ملجائے مثلاً خود کشف ہو جائے یا کوئی صاحب کشف خبر کر دے تو اعتقاد جائز ہے ورنہ بے دلیل ایک غلط خیال ہے غلطی سے رجوع کرنا اس کو ضرور ہے مگر شرک و کفر کسی طرح نہیں ہو سکتا پس تحقیق مختصر اس مسئلہ میں یہ ہے جو مذکور ہوئی اور مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف و لذت پاتا ہوں رہا علمدہ رآند جو اس مسئلے میں رکھنا چاہئے وہ یہ ہے کہ ہر گاہ یہ مسئلہ اختلافی اور ہر فریق کے پاس دلائل شرعی بھی ہیں گو قوت و ضعف کا فرق ہو جیسا کہ اکثر مسائل اختلافیہ فرعیہ میں ہو کرتا ہے پس خاص کو تو یہ چاہئے کہ جو ان کو تحقیق ہوا ہو اس پر عمل رکھیں اور دوسرے فریق کے ساتھ فیض و کینہ نہ رکھیں نہ نفرت و تحقیر کی نگاہ سے اس کو دیکھیں نہ تفسیق و تضلیل کریں بلکہ اس اختلاف کو مثل اختلاف حنفی و شافعی کے سمجھیں اور باہم ملاقات و مکاتبت و سلام و موافقت و محبت کی رسوم جاری رکھیں اور تردید و مباحثہ سے خصوصاً بازاریوں کے بنیانات سے کہ منصب اہل علم کے خلاف ہے پرہیز رکھیں بلکہ ایسے مسائل میں نہ فتویٰ لکھیں نہ جہر و دستخط کریں کہ فضول ہے اور ایک دوسرے کی رعایت رکھے مثلاً اگر مانع قیام عامل قیام کی محفل میں شریک ہو جائے تو بہتر ہو کہ اس محفل میں قیام نہ کریں بشرطیکہ کسی فتنے کا پرہیز ہو۔ محتمل نہ ہو اور جو قیام ہو تو مانع قیام بھی اس وقت قیام میں شریک ہو جائے اور عوام نے جو غلو اور زیادتیاں کر لی ہیں ان کو نرمی سے منع کریں اور یہ منع کرنا ان کا زیادہ مفید ہو گا اور جو خود مولد اور قیام میں شریک ہوتے ہیں اور جو مانع اصل کے ہیں ان کو سکوت مناسب ہے ایسے امور میں مخاطبت ہی نہ کریں اور جہاں ان امور کی عادت ہو وہاں مخالفت نہ کریں جہاں عادت نہ ہو وہاں ایجاد نہ کریں غرض فتنے سے بچیں قصہ حطیم اس کی دلیل کافی ہے اور مجوزین مانعین کے تبلیغ کی تاویل کر لیا کریں کہ یا تو ان کو یہی تحقیق ہو ہو گا یا انتظام منع کرتے ہو گئے کہ بعض موقع پر اصل عمل سے منع کرتے ہیں تب ان سے بچتے ہیں اگرچہ اس وقت میں اکثر یہ تدبیر غیر مفید ہوتی ہے اور جو مانع ہیں وہ مجوزین کی تاویل کر لیا کریں کہ یا ان کو تحقیق یہی ہوا ہے یا غلبہ محبت سے یہ عمل کرتے ہیں اور حسن ظن اور بالمسلمین کی وجہ سے لوگوں کو بھی اجازت دیتے ہیں اور عوام کو چاہئے کہ جس عالم کو متدین و محقق سمجھیں اس کی تحقیق پر عمل کریں ورنہ فریق کے لوگوں سے تعرض نہ کریں خصوصاً دوسرے فریق کے علماء کی شان میں گستاخی کرنا چھوٹا منہ اور بڑی بات کا مصداق ہے غیبت اور حسد سے اعمال حسنہ ضائع ہوتے ہیں ان امور سے پرہیز کریں اور تعصب اور عدالت سے بچیں اور ایسے مضامین کی کتابیں اور رسالے مطالعہ نہ کیا کریں گویا کام علماء کا ہے

عوام کو علماء پر بدگمانی اور مسائل میں شبہ ہوتا ہے اور اس مسئلہ میں جو تحقیق اور علم کے مدارک لیا جائے گا اس مسئلہ ہی کیساتھ مخصوص نہیں نہایت مفید اور کارآمد مضمون ہے جو اکثر مسائل اختلافیہ خصوصاً جن کا یہاں ذکر ہے اور جو اسکے امثال میں مثل مصافحہ یا معانقہ عیدین یا مصافحہ بعد وعظ و بعد نماز فجر و عصر یا نماز ہائے پنجگانہ و تکرار تہلیل بعد نماز پنجگانہ و دست بوسی و پا بوسی اور انکے سوا بہت امور ہیں جن میں شور و شر پھیل رہا ہے ان سب امور میں اس مضمون کا لحاظ رکھنا مفید ہوگا سب اسی قاعدے پر مبنی ہیں۔ فاحفظہ متنتفع انشاء اللہ

دوسرا مسئلہ فاتحہ مروجہ کا

اس میں وہی گفتگو ہے جو مسئلہ مولود میں مذکور ہوئی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ نفس ایصال ثواب ارواح اموات میں کسی کو کلام نہیں اس میں بھی تخصیص و تعیین کو موقوف علیہ ثواب کا سمجھنا یا واجب فرض اعتقاد کرے تو ممنوع ہے اور اگر یہ اعتقاد نہیں بلکہ کوئی مصلحت باعث تقید سلیمت گذاریا ہے تو کچھ حرج نہیں جیسا بمصلحت نماز میں سورہ خاص معین کر نیکو فقہائے محققین نے جائز رکھا ہے اور تہجد میں اکثر مشائخ کا معمول ہے اور تامل سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ سلف میں تو یہ عادت تھی کہ مثلاً کھانا پکا کر مسکین کو کھلا دیا اور دل سے ایصال ثواب کی نیت کر لی متاخرین میں کسی کو خیال ہوا کہ جیسے نماز میں نیت ہر چند دل سے کافی ہے مگر موافقت قلب و لسان کیلئے عوام کو زبان سے کہنا بھی مستحسن ہے اسبطح اگر یہاں زبان سے کہہ لیا جائے کہ یا اللہ اس کھانے کا ثواب فلاں شخص کو پہنچ جائے تو بہتر ہے پھر کسی کو خیال ہوا کہ لفظ اسکا مشتار الیہ اگر دروہ موجود ہو تو زیادہ استحضار قلب ہو کھانا دروہ لانے لگے کسی کو یہ خیال ہوا کہ یہ ایک دعا ہے اس کے ساتھ اگر کچھ کلام الہی بھی پڑھا جائے تو قبولیت دعا کی بھی امید ہے اور اس کلام کا ثواب بھی پہنچ جائے گا کہ جمع میں العباد تین ہے عہد خوش بود کہ براہینیک کرشمہ دو کا قرآن شریف کی بعض سورتیں بھی جو لفظوں میں مختصر اور ثواب میں بہت زیادہ ہیں پڑھی جانے لگیں کسی نے خیال کیا دعا کیلئے رفع یدین سنت ہے ہاتھ بھی اٹھائیں گے کسی نے خیال کیا کھانا جو مسکین کو دیا جاوے گا اسکے ساتھ پانی دینا بھی مستحسن ہے پانی پلانا بڑا ثواب ہے اس پانی کو بھی کھانے کیساتھ رکھ لیا پس یہ بہت کداریہ حاصل ہو گئی رہا تعیین تاریخ یہ بات تجربہ سے معلوم ہوتی ہے کہ جو ہر کسی خاص وقت میں معمولی ہوا سو وقت وہ یاد آجاتا ہے اور ضرور پور ہوتا ہے اور نہیں تو سالہا سال گزر جاتے ہیں کبھی خیال بھی نہیں ہوتا اسی قسم کی مصالحتیں ہر امر میں ہیں جنکی تفصیل طویل ہے محض بطور نمونہ تھوڑا سا بیان کیا گیا زمین آدمی غور کر کے سمجھ سکتا ہے اور قطع نظر مصالح مذکورہ کے انہیں بعض اسرار بھی ہیں پس اگر یہی مصالح بتائے تخصیص ہوں تو کچھ مضائقہ نہیں رہا عوام کا علو اولیٰ اسکی اصلاح کرنی چاہئے اس عمل سے کیوں منع کیا جائے تا نیا از کا علو اہل فہم آپ کے فعل میں موثر نہیں ہو سکتا لَنَا اَعْمَالُنَا وَ لَكُمْ اَعْمَالُكُمْ يَا

تشبیہ تشبیہ کا اسمیں بحث از بس طویل ہے مختصر اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ تشبیہ اس وقت تک رہتا ہے جب تک وہ عادات اس قوم کیساتھ ایسی مخصوص ہوں کہ جو شخص وہ فعل کرے اُسی قوم سے سمجھا جاوے یا اسپر حیرت ہو اور جب دوسری قوموں پر پھیل کر عام ہو جاوے تو وہ تشبیہ جاتا رہتا ہے ورنہ اکثر امور متعلق عادات و ریاضات جو غیر قوموں سے ماخوذ ہیں مسلمانوں میں کثرت سے پھیل گئے کہ کسی عالم درویش کا گھر بھی اس سے خالی نہیں یہ لمہ مذموم نہیں ہو سکتے قصہ تطہیر اہل قبا اسمیں کافی حجت ہے البتہ جو بیعت عام نہیں ہوئی وہ موجب تشبیہ ہے اور ممنوع پس یہ بیعت مروجہ ایصال کسی قوم کیساتھ مخصوص نہیں اور گیارہویں حضرت غوث پاک قدس سرہ کی بیوی بیسویں چہلم ششماہی سالانہ وغیرہ اور توشہ حضرت شیخ احمد عبدالحق ردو لوی رحمۃ اللہ علیہ اور سہ منی حضرت شاہ بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ و حلوائے شب برأت اور دیگر طریق ایصال ثواب کے اسی قاعدے پر مبنی ہیں اور مشرب فقیر کا اس مسئلہ میں یہ ہے کہ فقیر پابند اس بیعت کا نہیں ہے مگر کریم الوہاب انکار نہیں کرتا اور علامہ اس مسئلہ میں ایسا رکھنا چاہئے یعنی دو فریقوں کا باہم مل جلکر رہنا اور مباحثہ و قبل و قال نہ کرنا اور ایک دوسرے کو وہابی بدعتی نہ کہنا اور عوام کو غلو اور جھگڑوں سے منع کرنا سب بحث مولد میں گذر چکا

تفسیر مسئلہ عروس و سماع کا

لفظ عروس ماخوذ اس حدیث سے ہے نہ کنو مت العروس یعنی بندہ صالح سے کہنا جاتا ہے کہ عروس کی طرح آرام کروں کہ موت مقبولان الہی کے حق میں وصال محبوب حقیقی ہے اس سے بڑھکر کون عروس ہوگی چونکہ ایصال ثواب بروج اموات مستحسن ہے خصوصاً جن بزرگوں سے فیض و برکات حاصل ہوئے ہیں ان کا زیادہ حق ہے اور ہر اپنے پیر بھائیوں سے ملنا موجب ازویا و محبت و تزیید برکات ہے اور نیز طالبوں کا یہ فائدہ ہے کہ پیر کی تلاش میں مشقت نہیں ہوتی بہت سے مشائخ رونق افروز ہوتے ہیں اسمیں جس سے عقیدت ہو اسکی غلامی اختیار کر لے اس لئے مقصود ایجاد رسم عرس سے یہ تھا کہ سب سلسلہ کے لوگ ایک تاریخ میں جمع ہو جائیں باہم ملاقات بھی ہو جاوے اور صاحب قبر کی روح کو قرآن و طعام کا ثواب بھی پہنچایا جاوے یہ مصلحت ہے تعیین یوم میں رہا خاص یوم وفات کو مقرر کرنا اسمیں اسرار خفیہ ہیں انکا اظہار ضرور نہیں چونکہ بعض طریقوں میں سماع کی عادت ہے اسلئے تجدد یہ حال اور ازویا و ذوق و شوق کیلئے کچھ سماع بھی ہونی چاہیے اصل عرس کی اس قدر بجا اور اسمیں کوئی حرج معلوم نہیں ہوتا بعض علمائے بعض حدیثوں سے بھی اسکا استنباط کیا ہے رنگیا تشبیہ حدیث لا تَحْجُزُ وَاقْبَرُحْیَ عَنِیْ اَکَا سَوَاکَ صحیح معنی یہ ہیں کہ قبر پر میل لگانا اور خوشیاں کرنا اور زینت اور آراستگی و دھوم دھول کا اہتمام یہ ممنوع ہے کیونکہ زیارت مقابر واسطے عبرت و تذکرہ آخرت کے ہے نہ غفلت اور نہ زینت کیلئے اور یہ معنی نہیں کہ کسی قبر پر جمع ہونا منع ہے ورنہ مدینہ طیبہ قافلوں کا جانا واسطے زیارت روضہ اقدس کے بھی منع ہو ورنہ باخصوص

حتیٰ یہ ہے کہ زیارت مقابر افراد و اجتماعات دونوں طرح جائز اور ایصال ثواب قرأت و طعام بھی جائز اور تعیین بہ مصلحت بھی جائز سب مل کر بھی جائز رہا یہ شبہ کہ وہاں پکار کر سب قرآن شریف پڑھتے ہیں اور آیہ فاتحہ مستمعوا للہ والصلوٰۃ کی مخالفت ہوتی ہے سو اؤ لا تو علمائے لکھا ہے کہ خارج نماز کے یہ امر متعہ باب کیلئے ہے ترک مستحبات پر اتنا شور و غل نامناسب ہے ورنہ لوگوں کا مکاتب میں پڑھنا ممنوع ہوگا دوسرے اگر کسی کو یہی تحقیق ہو کہ یہ وجوب عام ہے تو اصل کرنے سے یہ بہتر ہے کہ امر تعلیم کر دیا جائے یہی جواب ہے سوم میں قرآن پکار کر پڑھنے کا البتہ جس مجلس میں امور منکرہ مثل رقص و سجدہ قبور وغیرہ ہوں اسمیں شریک نہ ہونا چاہئے رہا مسئلہ سماع کا یہ بحث از بس طویل ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ مسئلہ اختلافی ہے سماع محض میں بھی اختلاف ہے جس میں محققین کا یہ قول ہے کہ اگر شرائط جواز مجتمع ہوں اور عواض مانعہ مرتفع ہوں تو جائز ورنہ ناجائز کہنا فصلہ الامام الغزالی رحمۃ اللہ علیہ اور سماع بالآلات میں بھی اختلاف ہے بعض لوگوں نے احادیث منع کی تاویل میں کی ہیں اور نظائر فقہیہ پیش کئے ہیں چنانچہ قاضی ثناء اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ سماع میں اس کا ذکر فرمایا ہے مگر آداب شرائط کا ہونا باجماع ضروری ہے جو اس وقت کثرت مجالس میں مفقود ہے مگر تاہم خدایہی انگشت یکساں نہ کر دے بہر حال وہ احادیث خبر واحد میں اور محتمل تاویل کو تاویل بعید ہے اور غلبہ حال کا بھی احتمال موجود ہے ایسی حالت میں کسی پر اعتراض کرنا از بس دشوار ہے۔ مشرب فقیر کا اس امر میں یہ ہے کہ ہر سال اپنے پیر مرشد کی روح مبارک کو ایصال ثواب کرتا ہوں اول قرآن خوانی ہوتی ہے اور گاہ گاہ اگر وقت میں وسعت ہوئی تو مولود پڑھا جاتا ہے پھر حاضر کھانا کھلایا جاتا ہے اور اس کا ثواب بخش دیا جاتا ہے اور زوائد امور فقیر کی عادت نہیں نہ کبھی سماع کا اتفاق ہوا نہ خالی نہ بالآلات مگر دل سے اہل حال پر کبھی اعتراض نہ کیا ہاں جو محض ریاکار و مدعی ہو وہ برا مگر تعیین اسکی کہ فلاں شخص ریاکار ہے بلا حجت شرعیہ نادرست ہے اسمیں بھی عملد آمد فریقین کا یہی ہونا چاہئے جو اوپر مذکور ہوا کہ جو لوگ نہ کریں ان کو کمال اتباع سنت کا شائق سمجھیں جو کریں ان کو اہل محبت میں سے جانیں اور ایک دوسرے پر انکار نہ کریں جو عوام کے غلو ہوں ان کا لطف اور نرمی سے انسداد کریں۔

چوتھا مسئلہ ندائے غیر اللہ کا

اسمیں تحقیق یہ ہے کہ یہ اسے مقاصد و اغراض مختلف ہوتے ہیں کبھی محض اظہار شوق کبھی تحسّر کبھی منادی کو سنانا کبھی اسکو پیام پہنچانا سو مخلوق غائب کو پکارنا اگر محض واسطے تذکرہ اور شوق وصال اور حسرت فراق کے ہے جیسے عاشق اپنے محبوب کا نام لیا کرتے ہیں اور اپنے دل کو تسلی دیا کرتے ہیں اسمیں تو کوئی گناہ نہیں مجنوں کا قصہ شنوی میں مذکور ہے اشعار دید مجنوں را یکے صحرانوردی در بیابان غمش بنشسته فردی رگیک کاغذ بودا نگشتان تلم کے فی نمودے بہر کس نامہ رقم یگفت اے مجنوں شیدا چسیت ایں بی نویسی نامہ بہر کیست ایں یگفت مشق نام بیلی میکشم

حافظ خود را تسلی نمیدرسم یا ایسی مذاہب سے بکثرت روایات میں منقول ہے کہ اہل البحر المنسحق النظر اور اگر خطیب کا اسماع و متنا مقصود ہے تو اگر تصفیہ باطن سے منادی کا مشاہدہ کر رہا ہے تو بھی جائز ہے اور اگر مشاہدہ نہیں کرتا لیکن سمجھتا ہے کہ فلاں ذریعہ سے اسکو خبر پہنچ جاوے گی اور وہ ذریعہ ثابت بالدریل ہو تب بھی جائز ہے مثلاً ملائکہ کا درود شریف حضور پر قدس میں پہنچانا احادیث سے ثابت ہے اس اعتقاد سے کوئی شخص الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کہے کچھ مضائقہ نہیں اور اگر نہ مشہور نہ پیغام پہنچانا مقصود ہو نہ پیغام پہنچانیکا کوئی ذریعہ دلیل سے موجود ہو وہ نہ ائمہ سے ہے مثلاً کسی ولی کو دور سے ندا کرنا اس طرح کہ اسکو سنا نامنتظر ہے اور رد و رہیں نہ بھی تک اس شخص کو یہ امر ثابت ہوا کہ انکو کسی ذریعہ سے خبر پہنچے گی یا ذریعہ متعین کیا گیا اس پر کوئی دلیل شرعی قائم نہیں یہ اعتقاد افراد علی اللہ اور دعویٰ علم غیب سے بلکہ مشابہت شرک کے ہے مگر بید صراط اسکو شرک و کفر کہہ دینا حرات ہے کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ اس بزرگ کو خبر پہنچا دے ممکن ہے اور ممکن کا اعتقاد شرک نہیں مگر چونکہ امکان کو وقوع لازم نہیں اسلئے ایسی ندائے لایعنی کی اجازت نہیں ہے البتہ جو ندائیں میں دروے مثلاً یا عباد اللہ اعمینوفی وہ باتفاق جائز ہے اور یہ تفصیل حق عوام میں ہے اور جواب اہل خصوصیت میں انکا حال جدا ہے اور حکم بھی جدا کہ ان کے حق میں یہ فعل عبادت ہو جاتا ہے جو خواص میں سے ہو گا خود سمجھ لیا بیان کی حاجت نہیں یہاں سے معلوم ہو گیا حکم وظیفہ یا شیخ عبدالقادر شنیئ اللہ کا لیکن اگر شیخ کو متصرف حقیقی سمجھ تو منجرا لى الشرک ہے ہاں اگر وسیلہ یا ذریعہ جانے یا ان الفاظ کو بابرکت سمجھ کر خالی الذہن ہو کر پڑھے کچھ حرج نہیں یہ تحقیق ہے اس مسئلہ میں اب بعض علماء اسخیال سے کہ عوام فرق مراتب نہیں کرتے اس ندائے منع کرتے ہیں انکی نیت بھی اچھی ہے انکا الاعمال بالبینات مگر مصلحت یوں ہے کہ اگر نذر کریں والا مسجد راہو تو اسپر حسن ظن کیا جاوے اور محض عامی جاہل ہو تو اس سے دریافت کیا جاوے اگر اسکے عقیدے میں کوئی خرابی ہو تو اس کی اصلاح کر دی جائے اور کسی وجہ سے اصل عمل سے منع کرنا مصلحت ہو تو بالکل روک دیا جائے لیکن ہر موقع پر اصل عمل سے منع کرنا مفید نہیں ہوتا ایک بات کہ وہ بھی بہت جگہ کار آمد ہے یاد رکھنے کے قابل ہے وہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی عمل فاسد میں مبتلا ہوا اور بہ قرآن قویہ سے یقین ہو کہ یہ شخص اصل عمل کو ترک نہ کرے گا تو اس موقع پر نہ تو اصل عمل کے ترک کرنے پر اسکو مجبور کرے کہ مجز فساد و عناد کوئی ثمرہ نہیں نہ اسکو بالکل ہمیل و مطلق العنان چھوڑ دے کہ شفقت و اخوت اسلامی کیخلاف ہے بلکہ اصل عمل کی اجازت دیکر اسمیں جو خرابی ہو اسکی اصلاح کر دے کہ اسمیں امید قبول اغلب ہے حق سبحانہ و تعالیٰ کا حکم ہے اُدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَٱلْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ اور رسوم جاہلیت کے شیوع کیوقت جو احکام شرعی مقرر ہوئے ہیں انمیں غور کرنیے اس قاعدے کی تائید ہوتی ہے مشرب اس فقیر کا یہ ہے کہ ایسی ندائیں معمول نہیں ہاں بعض اشعار میں ذوق شوق سے صیغہ ندا برتا گیا ہے اور علم راہرو ہی رکھنا چاہیے جو اوپر تین مسئلوں میں مذکور ہوا۔

پانچواں مسئلہ جماعت تانیہ کا

یہ مسئلہ سلف سے مختلف فیہ ہے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے کراہت و امام ابو یوسف کے بعض شرائط کیساتھ جواز منقول ہے اور ترجیح و

تصحیح دونوں جانب موجود ہے اس میں بھی گفتگو کو طول دینا نازیبا ہے کیونکہ جانبین کو گنجائش عمل ہے اور بہتر یہ ہے کہ دونوں قول میں تطبیق دیجائے کہ اگر جماعت اولیٰ کاہلی اور سستی سے فوت ہوگئی ہے تو جماعت ثانیہ میں شرکت سے منع کرنا اس شخص کے لئے موجب زجر و تنبیہ ہوگا اس کے لئے جماعت ثانیہ کی کراہت کا حکم کیا جاوے اور قائلین بالکراہت کی تعلیل تعلیل جماعت اولیٰ سے یہی معلوم ہوتا ہے اگر کسی معقول عذر سے پہلی جماعت رہگئی تو دوسری جماعت کیساتھ پڑھنا تنہا پڑھنے سے بہتر ہے یا کوئی ایسا لاابالی ہے کہ جماعت ثانیہ سے منع کرنا اسکے حق میں کچھ بھی موجب زجر نہ ہوگا بلکہ تنہا پڑھنے کو غنیمت سمجھے گا جلدی چار ٹکریں مار کر رخصت ہوگا تو ایسے شخص کو منع کرنے سے کیا فائدہ بلکہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے کسی قدر تعدل و اطمینان سے ادا کریگا علمدراہ اس مسئلہ میں بھی ایسا ہی رکھنا چاہئے کہ ہر فریق دوسرے فریق کو عمل بالذلیل کیوجہ سے محبوب رکھے اور جہاں جماعت ثانیہ نہ ہوتی ہو وہاں تنہا پڑھ لے خواہ جماعت نہ کرے اور جہاں ہوتی ہو شریک ہو جاوے مخالفت نہ کرے یہ پانچ مسئلہ تو عملی تھے اب دو مسئلے علی باقی رہ گئے وہ مرقوم ہیں۔

چھٹا و ساتواں مسئلہ امکان نظیر و امکان کذب کا

ان دو مسئلوں کی تحقیق تفصیلی سمجھنا وقوف علم حقائق پر ہے اور ازل سے دقیق ہے مگر مجملہ دو چیزوں کا اعتقاد رکھنا چاہئے ایک اِنَّ اللہ علیٰ کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ یعنی اللہ ہر چیز پر قادر ہے دوسرے سُبْحَانَ اللہ عَمَّا یَصِفُوْنَ یعنی اللہ تعالیٰ تمام عیوب و نقائص سے مثل خلف القول و اخبار غیر واقع و غیر مہمان سب سے پاک ہے۔ رہا یہ تحقیق کرنا کہ کون چیز مفہوم شے میں داخل ہے کہ اسپر قادر کہا جاوے اور کون چیز عیب و نقصان سے ہے کہ اس سے تبریہ کیا جاوے سو جس جگہ دلائل متعارض ہوں وہاں اس تحقیق کے ہم مکلف نہیں بلکہ بوجہ نازک ہونے ایسے مسائل کے یوں معلوم ہوتا ہے کہ ان میں قیل وقال اور زیادہ تفتیش کرنا عجب نہیں کہ منع ہو دیکھئے تقدیر کا مسئلہ جو نمونہ پیچیدہ و مجمع اشکالات تھا اس میں گفتگو کرنے سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کس قدر سخت ممانعت فرمائی ہے سو اس ممانعت کی علت یہی تھی اور یہی وقت و اشکال یہاں بھی ہے سو ان دو مسئلوں میں بھی جب بوجہ تعارض ظاہری اولہ مقولہ و نقلیہ کے اشکال شدید ہے تو قیل وقال کر نیکی کیسے اجازت ہوگی اسی مضمون کا خواب فقیر کے ایک متعلق نے دیکھا جس کو فقیر نے بہت پسند کیا اس سے بہتر کوئی علمدراہ نہیں اور جو طبع آزمائی کے لئے گفتگو ہی کرنا ضرور ہے تو زبانی خلوت میں ہو اور اگر تحریر کی حاجت ہو تو خط کافی ہے نہ کہ رسالے اور کتابیں۔ اور اگر اسید کا شوق ہے تو عربی عبارت ہونا چاہئے تاکہ عوام خراب نہ ہوں اور عوام کے لئے تو بالعموم ثبوت ہی ضروری ہے۔ تمام ہوا بحمد اللہ جو کچھ لکھنا تھا۔

وصیت اور اس تمام تحقیق کے بعد بھی فقر کی یہ وصیت ہے کہ ظنیات میں اپنے علم و تحقیق پر وثوق نہ کریں سورہ فاتحہ احدنا الصراط المستقیم بہت خشوع سے پڑھا کریں اور ہر نماز کے بعد ربنا لاترغ قلوبنا پڑھ کر دعا کیا کریں اور اپنے اوقات معاش و معاد کے ضروری کاموں میں خصوصاً تزکیہ نفس و تصفیہ باطن میں صرف کریں اور اہل اللہ کی صحبت و خدمت اختیار کریں خصوصاً عزیزی جناب مولوی رشید احمد صاحب کے وجود بابرکت کو ہندوستان میں غنیمت کہی و نعمت عظمیٰ سمجھ کر ان سے فیوض و برکات حاصل کریں کہ مولوی صاحب موصوف جامع کمالات ظاہری اور باطنی کے ہیں اور ان کی تحقیقات محض لکھت کی راہ سے ہیں ہرگز اس میں شائبہ نفسانیت نہیں یہ وصیت تو مولوی صاحب کے مخالفین کو ہے اور جو موافقین اور معتقد ہیں ان کو چاہئے کہ مولوی صاحب کی مجلس میں ایسے قصوں کا تذکرہ نہ کیا کریں اور اپنے جھگڑوں میں ان کو شریک نہ کیا کریں اور سب پر لازم ہے کہ مفت کی بحث اور تکرار میں عمر عزیز کو تلف نہ کیا کریں کہ یہ حجاب ہے محبوب حقیقی سے۔ اشعار:- چہ خوش گفت بہلول فرخندہ خو بگذشت بر عارف جنگجو گراں مدعی دوست بشناختے بہ پیکار دشمن نہ پروا ختے۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین۔ فقط مہر:- فقیر امداد اللہ چشتی و فاروقی۔

اشعار ثنوی معنوی در تمثیل اختلاف از حقیقت ناشناسی

پیل اندر خانہ تاریک بود از برائے دیدنش مردم بے دیدنش با چشم چوں ممکن نہ بود آں یکے را کف بجز طوم و فتاد آں یکے را دست برگوشش رسید آں یکے را کف چو بر پایش بود آں یکے بر پشت او نہاد دست ہمچنین ہر یک بجز دے چوں رسید از نظر کہ گفت شاں بد مختلف در کف ہر کس اگر شمعے بدرے	عرضہ را آدرہ بود ندش بہنوز اندر اں ظلمت ہی شد ہر کے اندر اں تا یکیش کف می بود گفت ہچوں ناؤ دانستش نہاد آں برو چوں باد بیزن شد پدید گفت شکل پیل دیدم چوں عمود گفت خود ایں پیل چوں تختی بدست فہم آں می کرد ہر جامی شنید آں یکے دانش لقب داد آں الف اختلاف از گفت شاں بیرون شدے
--	---

چشم حسن ہچو کف دستش و بس
نیست کیف را بر ہم آں دیستریں

نالہ امداد غریب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
سب اعی

اے ذات تو بار رحمت والی الطاف و قریب انکوں بطفیل احمد و یار انش	دے رحمت و لطف بمناجات مجیب مقبول شود نالہ امداد غریب
ابنی یہ عالم ہے گلزار تیرا عجب رنگ ہر رنگ میں ہے	جہاں لطف گل ہے وہیں غلیم ہے ہے گل خدیں گل میں ہے غلیم تیرا
یہ نقشہ دو عالم کا جو جلوہ گر ہے سہر رنگ ہر شے میں ہر جا پہ دیکھو	عجب تیری قدرت عجب کار تیرا ترے نور کو مجھیں اغیار تیرا
تو ظاہر ہے اور لاکھ پردے میں تو ہے تو اول تو آخر تو ظاہر تو باطن	بہیں وہ جگہ اور نہیں وہ مکمل ہے تو اول نہیں ابتدا تیرا یارب
نہیں دیکھتا کچھ ولی دیکھتا ہوں عفوس سے چاہے گنہگار تیرا	نظر کو اٹھا کر جہ بھر دیکھتا ہوں الہی میں ہوں بس خطا دار تیرا
لنگاہ کرم تک بھی کافی ہے تیری مرض ملا دو لکڑی و کس سے چاہوں	کہاں جاوے یہ بندہ ناچار تیرا کہاں جاوے عجز و نیاز تیرا
ابلی میں سب چھوڑ گھر بار اپنا کہاں جلوہ جس کا ہو کوئی تجھیں	دولے رضا کیا کرو نہیں الہی میں ہوں چیز تیری جو چاہے سو کر تو
نہ چھو سوا نیک کاروں کے گرتو رہیگا نہ کچھ نقد عصیاں سے میرا	سو اتیرے کوئی نہیں میرا یارب کیا اپنے درے اگر در مجھ کو
سدا خواب غفلت میں سو زار ہا میں برے کام میں عمر افسوس کھوئی	گناہوں نے ہر طرف سے مجھ کو گھیرا دلیر ہم گناہوں پہ کیونکر نہ ہو دیں
مری مشکلیں ہوئیں آسان اکدم ہوں ظلمات مھیں سے حسنت روشن	نہ اقدم ہوا آہ بیدار تیرا چلا نفس و شیطان کے احکام پر میں
لگے کرے کافر بھی امیو بخشش	نہ ہوں جبکہ سو عام دربار تیرا خبر لئی میری اُس دم الہی
	کہاں میں سے عصیاں کہاں تیری رحمت نہ ہوں عجز و نیاز تیرا
	نہ ہوں جبکہ سو عام دربار تیرا نہ ہوں عجز و نیاز تیرا

نہ ڈرو دشمنوں سے راجھ کوجب سے ترا نام شیر ہی ملاوت ہے دل کی نہ کوئی ہے میرا نہ میں ہوں کسی کا ہنیں میں تو ہی ہے تو ہی ہے نہیں میں ابلی پچا قبر سے اپنے جھ کو بدو کو کرے نیک نیکوں کو بد تو حکومت ہوئی اس کو حاصل چہاکی دو عالم خریدار ہوا اس کا بیشک رہے ہوش اس کو کسی کا نہ اپنا تو کر پنجہ ساری خبروں سے مجھ کو بنانا قیدی کر آزاد مجھ کو بھکاری ترا حائے محروم کیونکر بھکاری کر ڈروں ترے ہوں نہ کیونکر نہیں اس سے زیادہ کوئی مجھ کو خواہش ہے جنت کی نعمت تو سب میری خاطر نہیں وصل افقوں قسمت میں میری ہوں باوصف اس قرب کے دور ایسا حجاب بخودی میرا یارب اٹھا دے تو کر صیقل آئینہ دل نام حق سے اٹھا غم رکھ امید ملا دتی سے اسی کی تو خدمت میں رہ دل صبر دم ابلی قبول ہو مناجات میری	کہتا تو ہے میں ہوں مددگار تیرا برکبات سے خوش ہے مگر اتر تیرا تو میرا میں عاجز دل انگار تیرا تو ہے نور میرا میں اہنوار تیرا کہ ہے عفو بخشش کرم کا تیرا کہ ہے بے نیازی کا بازار تیرا ہوا جو کوئی حکم بردار تیرا جو ہو نقد جان سے خریدار تیرا ابلی ہوا جو کہ ہو شیار تیرا ابلی رہوں اک خبر دار تیرا ہے آزاد سب سے گرفتار تیرا کہ نہت خوئی بخشش ہے تیار تیرا نہیں کرنا معمول انکار تیرا ہے اصل درکار تیرا میسر ہوا لے کاش دیدار تیرا میں سایہ مظہر چہ ہوں جار تیرا ستا ہے یہ پیر خوں خوار تیرا کہ تلو بکھوں بے پردہ دیدار تیرا کہ تاجلہ و گرس میں ہو یار تیرا تجھے تم ہے کیا رب ہے غم خوار تیرا تو چاکر ہے اس کا وہ سردار تیرا ابلی قبول ہو مناجات میری	تمنا ہے اس بات کی مجھ کو ہر دم ابلی رہے وقت مر نیکی جاری تو میرا میں تیرا میں تو میرا میں ہوں عبد تیرا تو معبود میرا یہ جو روح فاقہ ہم پہ ہے کیسا یارب نہیں کافروں کو جو توفیق ایمان فتا ہو گیا جو تری دوستی میں کھلیں اسکی آنکھیں کریں بند جسے ابلی تجھے ہوش دے اب تو ایسا میں ہر درد اور مرض سے چھوٹ جاؤں جوسو یا سو جا کا جو جا کا سو سو یا ترا خوان انعام سے عام سپہ کوئی تجھ سے کچھ کوئی کچھ جانتا ہے نہیں دونوں عالم سے کچھ مجھ کو مطلب مے دلیں شک جلوہ فرما ابلی تو ہے جان و دل سے بھی نزدیک میرے یہ قرب و معیت ہے پھر بعد ایسا ذرا آپ اپنے میں امداد آ تو زباں سے طرف دل کے مشغول ہو تو نہ ڈرو فوج حصیاں سے گرچہ بہت ہے تو پڑھ اس مناجات کو پنج وقتی کہ رو کر ناہر گز نہیں کار تیرا	کہ دل سے زباں ہوا ذکر تیرا بتصدیق دل لب پہ اقرار تیرا ترا فعل میرا مرا کار تیرا تو مسجد میں ساحر زار تیرا نہیں ظلم اور جور اطوار تیرا کہ ہے نام قہار و جبار تیرا تو ہے یار اس کا وہ ہے یار تیرا عیاں ہوں نہاں اسپہ اسرار تیرا رہوں میں سدا مست و میخوار تیرا جو ہو وے محبت کا آزار تیرا سلا مجھ کو تا ہوں میں بیدار تیرا پہ شاہ و گداز ہر نمک خوار تیرا میں تجھ سے ہوں یارب طلبگار تیرا تو مطلوب میں ہوں طلب گار تیرا کہ تجھ ہی ہے دیں یہ اب دار تیرا دل آہ ملنا ہے دشوار تیرا نہیں کھلتا یارب یہ اسرار تیرا کہ ہے کون تو کیا ہے گفتار تیرا وہیں جلوہ فرما ہے دلدار تیرا کہ ہے رحم حق کا مددگار تیرا کہ تاجا دے ہر غم ہر آزار تیرا
--	--	--	--

نمسنہ بر مناجات حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عقل بحث و علت و معلول میں زار و علیل
خدا بلطف یا الہی من لذلذا و قلیل
مفلس یا تصدق یا قی عند بابک یا خلیل

ذکر کیا کوئی کرے وحدت میں تیری قال و قیل
انت کافی فی جمات و فی رزق کفیل

دوسرا کوئی نہیں ایسا یہ کارواں شمیم وہ سراپا عاصی و خاٹی تو غفار و رحیم	ہے و فور جرم عصیاں سے سزاوار تجسیم ذنبہ ذنب عظیم فاغفر الذنب العظیم
انہ شخص غریب مذنب عبد ذیل	
جیف پیری و جوانی سب ہوئے مصروف ہو یا الہ العالمین دے مستی عصیاں سے سہو	روز و شب وقف جہالت ہی رہا غفلت میں نحو منہ عصیان و نسیان و سہو بعد سہو
منک احسان و فضل بعد اعطاء جزیل	
خواب و خور ہی میں کٹی اک عمر مثل دام و رد دیکھ کر انبارِ عصیان و جراثیم بے عدد	ہیں عمل سارے نکو میدہ سبھی افعال بد قال یارب ذنوبی مثل رمل لا تعد
فاعف عنی کل ذنب و اصغ الصغیر الجمیل	
میں سب افعالِ ذمیمہ زندگی کا حاصل کیا کروں اب کچھ سنیں بنتی کہ سر پر ہے اجل	یاد میں تیرے نگہداری ایک ساعت ایک پل کیف حالی یا الہی لیس لی خیر العمل
سود اعمالی کثیر زاد طاعاتی قلیل	
غم الم اندوہ و حسرت یا س دوری بیکسی ہیں مرض سینے میں اتنے دل پہ کاوش ہے بری	ناتوانی اضطرابی بے قراری بے کلی عافنی من کل داع و اقض عنی حاجتی
ان لی قلباً سقیماً انت شافی للعلیل	
خود بخود ہو جائیں گے یہ درد سارے دل سے دور یہ تڑپ یہ بیقراری فکر بے جا ہے تصور	جتنے مقصد ہیں برائیں گے الہی بالضرور انت شافی انت کافی فی مہمات الامور
انت حبیب انت ربی انت لی نعم الوکیل	
ہوں میں پکر میں نہیں ملتی صراطِ مستقیم جس طرح خاصونہ ہے مجھ پر بھی کر لطف عظیم	کردیا از دیادِ مرض نے زار و مستقیم رب ہب لی کنز فضلک انت و ہاب کریم
اعطی مافی ضمیری و لعی خیر الذلیل	
صورتِ شبنم ہوں گرماں روز و شب صبح و مسا جیتے جی ہر وقت خوفِ آتش دوزخ رہا	خنجہ خاطر بزرگ گل نہ اکدم بھی ہنس قتلنا ابردی یارب فی حق کما
تلت قلنا نار کوئی انت فی حق الحکیل	
عمر بزرگوار باغِ ناز حق سے انحراف ہرم و عصیان و خطا لیکھت سب کردے معاف	رہ ہوا مجھ سے خوشنما عہدیت کے مخالف ہب لنا ملکاً کبیراً نجناً مما نحاف

ربنا اذانت قاضی والمنا دی جبریل
 ہوش میں آئے غریب سرخوش جام صبح
 کر عمل اچھے برے ہوتے ہیں افعال قیوح
 کیا بھروسہ زندگی کا ہے مسافرت میں روح
 ابن موسیٰ ابن عیسیٰ ابن یحییٰ ابن نوح
 انت یا صلیح عاصی تب الی المولے الجلیل

غزل در شوق زیارت با سعادت آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و صحابہ وسلم

کاش مسکن مرا صحرائے مدینہ ہووے
 دام میں جیسے کوئی مرغ تپتا ہووے
 نہ ہے قیمت جو سفر سوئے مدینہ ہووے
 شوق میں پھر تو مرا اور ہی نقشہ ہووے
 تن میں جامہ بھی مرے ہو کہ برہنہ ہووے
 جیسے جنگل میں بگولہ کوئی اڑتا ہووے
 پاؤں پر پاؤں مرا شوق میں پڑتا ہووے
 خاک جو اڑ کے پڑے آنکھوں میں سرمہ ہووے
 حال جیسے کسی ناچیز گدا کا ہووے
 ایک تہہ بند بھٹسا کوئی کرتا ہووے
 فکر سوزن ہو نہ کچھ شانہ کا سودا ہووے
 خدمت شاہ میں جیسے کوئی بردہ ہووے
 چل کا آج اشارہ شہ والا ہووے
 خود در حجۃ والا نے نبی دا ہووے
 دھیان کس کو ادب و بے ادبی کا ہووے
 خاک پا آپ کی ان آنکھوں کا سرمہ ہووے
 جز تہی دستی کوئی اور نہ تحفہ ہووے
 جلوہ طور بھی آنکھوں میں تماشا ہووے
 فضل حق سے تری حاصل یہ تمنا ہووے

سبز و شلاب گلستان تمنا ہووے
 بہند میں گرم تپش یوں دل مضطرب مدام
 تجھ کو بھی روضہ اقدس کی زیارت ہو نصیب
 جب کہیں قافلے والے کہ مدینے کو چلو
 ننگے پاؤں وہیں ہو جاؤ نہیں اٹھ کر ہمراہ
 یوں چلوں خاک اڑاتا ہوا صحرا صحرا
 گرم حوران روش برق ہوں شاداں خنداں
 کانٹے تلونہیں چھیں برگ گل تر سمجھوں
 ایسی صورت سے و رشاہ عرب پر پہنچوں
 گرد آلودہ بدن خاک ملی چہرہ پر
 خار پاؤں میں چھیں بال ہوں سر کے بھرے
 بانہ کر ہاتھ کروں عرض بصد غم و نیاز
 یہ غلام آپ کا حاضر ہے قدم بوسی کو
 میری بیتابی و مسکینی پہ رحم آئے ضرور
 دوڑ کر سر قدم پاک پہ رکھ دوں اپنا
 کبھی چوموں کبھی آنکھوں سے لگاؤں وہ قدم
 گوہرا شک نثار قدم پاک کروں
 اور جب روئے مبارک کی تجلی دیکھوں
 سُن کے اس شوق کو کہتے ہیں ملائک بھی غریب

مناجات

یا رسول کبریا فریاد ہے یا محمد مصطفیٰ فریاد ہے
 آپ کی امداد ہو میرا یا نبی حال ابتر ہو افریاد ہے

سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل اے مرے مشکل کشا فریاد ہے در درجہ میں ہے پیر جان ہے مری
چہرہ تاباں کو دکھلا دو مجھے تمہارے نور خدا فریاد ہے گردن دبا ہے مری زنجیر و طوق
قید غم سے اب چھڑا دیجے مجھے یا شہ ہر دوسرا فریاد ہے یا نبی احمد کو در پر بولا اس لئے صبح و مسافر یاد ہے
آپ کی فرقت نے مارا یا نبیؐ دل ہوا غم سے دوبارا یا نبیؐ طالب و میلار ہوں دکھلائے روئے نورانی خدا را یا نبیؐ
حق تعالیٰ کے تم ہی محبوب ہو کون ہے ممبر تمہارا یا نبیؐ در درجہ میں کے سبب مجھ سے کیا صبر و طاقت نے کنار یا نبیؐ
باغ جنت سے زیادہ ہے عزیز مجھ کو وہ کو چہ نہارا یا نبیؐ مرتے دم گردیکہ یوں روئے شریف زندگی ہووے دوبارا یا نبیؐ
لیجئے در پر بلا کب تک پھروں در بدریاں مارا مارا یا نبیؐ چہن آتا ہے مرے دکھ تمام نام لیتے ہی تمہارا یا نبیؐ

مناجات دیگر حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

سب دیکھو نور محمد کا سب پہ ظہور محمد کا
جس مسجد میں میں سنتا ہوں تو ہے مذکور محمد کا
وہ منشا سب اسماء کا ہے وہ مصدر ہر اشیاء کا ہے
کہیں روح مثال کہایا ہے کہیں جسم میں جاسمایا ہے
کہیں عاشق وہ یعقوبؑ ہو کہیں یوسف وہ محبوبؑ ہوا
کہیں موسیٰ وہ کلیمؑ ہوا کہیں راز قدیم علیمؑ ہوا
کہیں ابراہیمؑ خلیلؑ ہوا کہیں راز قدیم علیمؑ ہوا
کہیں یار کہیں بیگانہ ہے کہیں شمع کہیں پروانہ ہے
کہیں غوثؑ ابدا کہایا ہے کہیں قطب بھی نام دھرایا ہے

مناجات دیگر

مرا طالع خفتہ جاگے یقین ہے اگر خواب میں منہ دکھائے محمدؐ میں اس پر فدا جان اور دل بخوربان مرا جان دل سب فدائے محمدؐ
محمدؐ کی مرضی ہے مرضی خدا کی خدا کی رضا ہے رضاے محمدؐ نخل ہو کے خوشید کا رنگ فانی ہو اگر منہ سے پردہ اٹھائے محمدؐ
منہ تو تے تو کچھ بھی نہ ہوتا یقین ہے ہوا ہے یہ سب کچھ برائے محمدؐ تمنایہ ہے رنج کی یا الہی عطا ہوا سے خاکپائے محمدؐ

ت

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ **ارشاد مرشد**
 الْحَمْدُ لِلَّهِ بِجَمِيعِ بِحَامِدِهِ كُلِّهَا مَا عَمِلْتُ مِنْهَا وَمَا كَلَّمْتُ عَنْهُ وَمَا كَلَّمَ اللَّهُ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَاللَّهُ أَصْلَابُهُ وَبَارِكُ وَسَلَامُ
 اما بعد فقیر حقیر انداد اللہ غفر اللہ ذنوبہ ووالدیہ یہ کہتا ہے اور برادران طریقت اور طالبان معرفت کی خدمت میں خصوصاً
 جو اس فقیر سے رابطہ محبت و ارادت رکھتے ہیں عرض کرتا ہے کہ شغل اشتغال قلبیہ کو ضرور ہے کہ سوائے فرائض اور واجبات
 اور سنن کے بعضی عبادات اور طاعات اور اوراد و وظائف جو مددگار اور قوت بخشنے والے صفائی دل اور جلادینے والے
 روح کے ہوں عمل میں لاوئے جیسا کہ نماز تہجد کی کہ بارہ رکعتیں یا آٹھ رکعتیں ہیں اور نماز اشراق کی چھ رکعتیں
 ہیں اور نماز چاشت کی چار رکعتیں ہیں بارہ تک اور صلوٰۃ الاوابین کی چھ رکعتیں ہیں بیس تک اور چار رکعتیں سنت
 قبل ظہر اور چار سنتیں قبل عصر اور چار سنت قبل عشا اور بروز جمعہ صلوٰۃ التبیح اگر فرائض ہو پڑھے اور تین روزہ یا م
 بیس اور روزہ پختہ ور دوشنبہ کا اور چھ روزے ماہ شوال کے اور نو روزے اول ماہ ذالحج کے اور روزہ عاشورہ محرم کا اور
 آٹھ روزے اول ماہ رجب اور شعبان کے رکھے اور تلاوت قرآن کی جس قدر ہو سکے اولیٰ یہ کہ چالیس روز میں ختم کرے

وظائف صبح

درمیان سنت و فرض صبح کے اکتالیس بار سورۃ فاتحہ حضور دل سے معنوں پر خیال کر کے پڑھے اور بعد نماز صبح کلمہ چارم دس بار اور
 سورۃ یسین ایک بار اور استغفار سو بار اور سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العلیٰ العظیم و بحمدہ استغفر اللہ سو بار اور یکسو
 ایک بار اقول لا اله الا الله العلیٰ اعظم مع بسم اللہ کے اور سو بار کلمہ طیب اور اکتالیس بار یا حی یا قیوم ملالہ الا انت
 استلک ان تجی قلنی یومئذ معک انک انت الخضور قلب پڑھے اور دودھ شریف سو بار۔ وظائف ظہر اور

سے فائدہ صلوٰۃ التبیح واسطے مغفرت تمام گناہ صغیرہ و کبیرہ خطا و عمدہ اور سرور و علائقہ کے حدیث میں آیا ہے پھر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
 اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو تعلیم فرمایا ہے۔ چار رکعتیں ہیں ہر رکعت میں ترات کے پندرہ بار سبحان اللہ و بحمدہ و لا اله الا الله
 واللہ اکبر پڑھے اور رکوع میں دس بار او قوہ میں دس بار اور مجلس میں دس بار اور دھڑے مسجد میں دس بار اور بعد سجدے دوسرے کے بیٹھ کر دس بار
 پس ہر رکعت میں پچھتر بار اور چار رکعت میں تین سو بار پڑھے اور طاق تہ تو اس نماز کو روز پڑھے بیا ہفتہ میں ایک بار یا ماہ میں یا سال میں یا تمام عمر میں
 ایک بار پڑھے اور مردی ہے کہ چار رکعت میں ان چار سورتوں کو یعنی الہکم الشکائر والعصر قل یا ایہا الکافرون قل ہو اللہ احد پڑھے۔

اور سورتیں بھی مردی ہیں جیسے سچ اسم یا اور سبحان مگر یہ سہل تر ہیں ۱۲۔

۱۱ یعنی ہر چاند کی تیرھویں جو دھوپ پندرہویں تاریخ روزہ رکھے۔ ۱۲ منہ قدس سرہ
 لا اله الا الله وحده لا شریک لہ لہ الملک لہ المذیق ویموت وھو لا یموت ابداً اذو جلال و الا للکم
 لا استغفر اللہ الذی لا اله الا هو الحق القیوم واذ ذب الیہ ۱۲
 لا اله الا الله محمد و آتہ سؤل اللہ ۱۲ لا ائللہم مل علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد بعدد من معلوم

غیر اللہ کو دل میں سے نکال کہیں پشت ڈال دیا اور دم کو چھوڑ کر لفظ **الا اللہ** کی زور اور سختی سے دل پر ضرب مارے اور تصور کرے کہ عشق اور نور الہی کو دل میں داخل کیا اسی طرح اس نفی و اثبات کو فکر اور ملاحظے اور واسطے کے ساتھ دوسو بار کہے اور اس ذکر میں **لا الہ الا اللہ** دسویں مرتبہ محمد رسول اللہ کہے بعد اس کے بطور سابق تین بار کلمہ طیب اور ایک بار کلمہ شہادت کہے لیکن بتدی کلمہ **لا الہ الا اللہ** میں **لا** معبود اور متوسط **لا** مقصود اور منتہی **لا** موجود ملاحظہ کرے اس کے بعد لمحہ مراقب ہو کے تصور کرے کہ فیضان الہی عرش سے میرے سینہ میں آتا ہے۔

طریق اثبات محمد | پھر دواؤں بیٹھے اور کمزور سیدھی کرے اور سر کو داہنے مونڈھے پر بجا کے لفظ **الا اللہ** کو زور اور سختی سے دل پر ضرب کرے اسکو چار سو بار دواؤں کرے پھر بطور سابق تین بار کلمہ طیب اور ایک بار کلمہ شہادت کہے اور لمحہ دو لمحہ مراقب رہے۔

طریق اسم ذات | پھر ذکر اسم اللہ کرے اس طرح سے کہ اول حرف **ہاء** لفظ اللہ کو پیش اور دوسری **ہاء** لفظ اللہ کو ساکن کرے یعنی جزم دے اور آنکھیں بند کر کے اور سر کو داہنے مونڈھے پر لا کے لفظ مبارک اللہ اللہ کی دونوں ضرب جہر قوت سے دل پر مارے اس ذکر اسم ذات دوسری کو چھ سو بار دواؤں کرے لیکن دسویں گیارہویں بار اللہ حاضری اللہ ناظری اللہ معی مع ملاحظہ معنوں کے کہتا رہے تاکہ کیفیت اور لذت ذکر کی اور دفع غفلت اور خواب حاصل ہو بعد اس کے بطور سابق تین بار کلمہ طیب اور ایک بار کلمہ شہادت کہے پھر ایک ضربی اسی طرح سر کو جانب داہنے مونڈھے کے کچ کر کے لفظ مبارک اللہ کو دل پر سو بار دواؤں ضرب کرے بعد تین بار کلمہ طیب اور ایک بار کلمہ شہادت کہے کے درود شریف اور استغفار گیارہ بار پڑھے کے دعا مانگے اور مناجات کرے کہ الہی تو ہی مقصود اور رضا تیری مطلوب ہے۔ ترک کیا میں نے دنیا اور آخرت کو واسطے تیرے عطا کر محمد کو نعمتیں اپنی اور وصول نام درگاہ مقدس اپنی میں آمین

طریق ذکر پاس انفاس کا

یعنی اپنے انفاس پر گاہ ادب ہوشیار رہے کہ بے ذکر اللہ کے کوئی دم نہ گزرے خواہ ذکر جلی ہو خواہ ذکر خفی پس وقت نکلنے سانس کے دم کے ساتھ **لا الہ الا اللہ** اور وقت داخل ہونے سانس کے دم کے ساتھ **الا اللہ**

سہ کلمہ **لا الہ الا اللہ** میں ملاحظہ مفہوم اور معنی لا موجود کا کرے اس واسطے کہ مقصود نفی غیر کی ملاحظہ میں ہے اور اس ذکر میں دسویں بلحاظ لفظ اللہ کے ساتھ اسی کو معنی لا موجود یا لا مقصود کو اول شامل کر لیا کرے باقی ملاحظہ میں رہے۔ ۲۰ عفی عنہ

کہے، دین بستہ بے حرکت زبان خیال سے دم کو ذکر کرے اور نظر ناف پر رکھے وہاں سے ذکر جاری کرے
طریق دوسرا یہ ہے کہ لفظ مبارک اللہ کو سانس کے ساتھ اوپر کھینچے اور لفظ فھو کے ساتھ سانس کو چھوڑ دے
اس ذکر کے خیال اور دھیان سے ایسی کثرت اور مشق کرے کہ دم ذکر اور مستغرق بند کر ہو جائے

بیان ذکر اسم ذات ربانی

طالب کو چاہیے کہ باوجود ذکر پاس انفاس کے اسم ذات کو زبانی ہر روز چوبیس ہزار بار کہ اوسط مرتبہ ہے
کہے اور اگر اس قدر نہ ہو سکے تو چھ ہزار سے کم کہ ادنیٰ مرتبہ ہے نہ کرے،
طریق ذکر نفی اثبات کہ حضرات قادریہ کرتے ہیں یہ ہے کہ خلوت میں رو قبلہ باادب تمام بیٹھے اور
آنکھیں بند کر کے لافنی کو زیر ناف سے زور اور سختی کے ساتھ نکال کے اور دراز کر کے دھنسنے موڑھے تک
لیجا کے الہ کو دماغ سے نکال دے اور لا الہ کو قوت سے دل پر ضرب کرے اور لا الہ سے نفی معبودیت
اور موجودیت غیر اللہ کی ملاحظہ کرے تا وجود غیر کا نظر سے اٹھ جائے اور لا الہ سے اثبات وجود مطلق حق
سبحانہ تعالیٰ کا کرے اسی طرح گیارہ سو بار ایک جلسے میں ہر روز کیا کرے تا اثر اسکا ظاہر ہو اور اس ذکر کو
اسی طرح جس دم میں بھی کرتے ہیں۔

طریق شغل اسم ذات کا یہ ہے کہ زبان کو تالو سے لگا کے دل سے جس قدر ہو سکے رات دن تصور کیا کرے تا پختہ ہو کر
بے تکلف جاری ہو جائے۔ باقی اذکار اور اشغال اس طریقہ کے ضیاء القلوب میں موجود ہیں۔
طریق شغل نفی و اثبات کہ جس دم ذکر کرتے ہیں یہ ہے کہ آنکھیں بند کر کے زبان تالو سے لگا لے اول دم کو
ناف سے کھینچ کر دل میں قرار دے پھر اسی طرح کلمہ لا الہ کو دل سے نکال کے اور دھنسنے موڑھے پر لے جا کے
لا الہ کی ضرب دل پر مارے اسی طرح اول روز دس دم ہر دم میں تین تین بار مشغول ہو پھر

۱۰ فائدہ یعنی سو تہہ اور جاگتے ہر حال میں ذکر ہے تا ذکر حیات اور پاس انفاس حاصل ہو۔ اور دل ماسوائے اللہ سے پاک اور صاف اور نورانی ہو
کوثر تجلیات اور وار دات غیبی کا ہو ۱۱ منہ عنی اللہ منہ ۱۲ منہ عنی اللہ منہ اس میں یہ ہے کہ آدھی رات میں چوبیس ہزار سانس یعنی دم لینا
ہے تو گویا کہ ہر دم ذکر رہا اور ذکر میں داخل ہوا ۱۳ منہ عنی اللہ منہ۔ ۱۴ اثر نفی لذات در محبوبیت اور بخودی ظاہر ہوا اور تصنیف قلب اور تجلی
روح حاصل ۱۵ منہ عنی اللہ منہ ۱۶ فائدہ کشمش دم اور خطرہ بندی کے لیے غلو معدہ کھانے پینے سے شرط ہے خصوصاً ابتداء حال میں اور
بڑی شرط ہے کہ درجہ اوسط کا نگاہ رکھے تو ایسا پر شکم ہو کر کابل اور بوجھل ہو جائے اور نہ بہت بھوکا رہے کہ ضعیف ہو۔ اور جس دم میں
سرد کا استعمال نہ کرے تا حرارت قلب کو سرد نہ کرے اور گرم کھانے سے بھی پرہیز کرے برابر ہے کہ حرارت طبعی ہو یا عارضی کہ سبب
ایجاد مرض کی ہوتی ہے ۱۷ منہ

ہر روز درجہ بدرجہ ایک ایک بار زیادہ کرتا رہے تا حرات باطن پیدا ہو کر تمام بدن میں سرایت کرے اور خطرہ دفع ہو کر ذکر تمام اعضا میں جاری ہو اور محبت اور عشق الہی ظہور کرے۔

طریقہ مراقبہ کا یہ ہے کہ دوزانو نمازی کی طرح سر جھکا کر بیٹھے اور دل کو غیر اللہ سے خالی کر کے حق سبحانہ تعالیٰ کی حضوری میں حاضر رکھے اَوَّلُ عَوْنِ لِسْمِ اللہ پڑھ کے تین بار اللہمَّ حَاضِرِی اللہمَّ نَاطِرِی اللہمَّ مَعِی یعنی زبان سے تکرار کر کے پھر مراقبہ ہو کے اُن کے معنوں کا دل میں ملاحظہ کرے اور تصور کرے یعنی جانے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ حاضر ناظر میرے پاس ہے اس جاننے میں اس قدر غوص کرے اور مستغرق ہو کہ شعور غیر حق کا نہ رہے یہاں تک کہ اپنی بھی خبر نہ رہے۔ اگر ایک آن بھی اسی سے غافل ہو تو مراقبہ نہ ہوگا۔

مراقبہ دوسرا۔ اللہ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ۔ انوار الہی کو کہ ہر زبان و مکان میں موجود ہے جیسا کہ وجود ہستی اس کی کابرجگہ ثابت ہے ملاحظہ کرے اور مستغرق ہو جائے۔

طریق ذکر اسم ذات جو متعلق لطائف ستہ سے ہے وہ یہ ہے کہ زبان کو تالو سے لگا کے اور انگلیں بند کر کے بزبان خیال دل صوبری سے اللہ ۱ اللہ ۲ کہے اس طرح سے کہ اس اسم کو غیر ذات نہ جانے اس خشیت کو بمقدور اپنے اٹھتے بیٹھتے ترک نہ کرے اسی طرح چھینوں لطیفوں کو ترتیب مذکور کے ساتھ جاری کرے یہاں تک کہ خود اُن کے ذکر سے واقف ہو۔ اے عزیز جان تو کہ جسم انسان میں چھ لطیفے ہیں یعنی چھ مقام ہیں کہ فیضان و برکات اور انوار الہی سے لبریز ہیں۔

اول لطیفہ قلبی ہے کہ مقام اس کا دو انگشت نیچے پستان چپ کے واقع ہے اور نور اُس کا سرخ ہے دوسرا لطیفہ رچی ہے۔ جگہ اُسکی دو انگشت نیچے پستان راست کے ہے اور نور اس کا سفید ہے۔

تیسرا لطیفہ۔ نفسی ہے کہ مقام اس کا زیر ناف ہے اور نور اس کا زرد ہے۔

چوتھا لطیفہ۔ سری ہے کہ جگہ اس کی مابین سینے کے ہے اور نور اس کا سبز ہے۔

پانچواں لطیفہ۔ خفی ہے۔ ٹھکانا اس کا پیشانی ہے نور اس کا نیلگوں ہے۔

چھٹا لطیفہ۔ اخفی ہے۔ موضع اس کا ام الدماغ ہے نور اس کا سیاہ ہے مثل سیاہی چشم کے۔ پس طالب کو چاہیے کہ ان چھودوں لطیفوں کے ذکر اور شغل میں اس نذر مشغول ہو اور مشق کرے کہ اثر ذکر ظاہر ہو۔ باقی اذکار اور اشغال اور مراقبت بہ تفصیل تمام مع سلوک کامل ضیاء القلوب میں لکھ چکا ہوں۔ دوبارہ لکھنے کی حاجت نہیں۔ اللہ جل جلالہ تقدس و تعالیٰ ہم کو اور تم کو اور سب کو خاص فضل و کرم

۱۷ فائدہ۔ یعنی جنبش لطائف میں پیدا ہو کر زکریا ہوا دلزلت اور محویت اور انوار الہی قوت پکڑیں اور نسبت اور حضوری مذکور سبحانہ تعالیٰ کی حاصل ہو ۱۲۷ منہ عنی اللہ عنہ

اپنے سے بہت اور توفیق اور استعداد کامل عطا فرمائے کہ شب و روز ہر حال میں ہر دم اسی کے ذکر و شغل عبادات طاعات مرضیات میں رہیں اور ایک دم اس سے غافل نہ ہوں اور غیب اللہ کو دل میں جگہ نہ دیں اور محبت اور معرفت اور حضوری دائمی اس کی کہ جو خلقت انسانی مقصود اور مطلوب ہے۔

حاصل کریں اور اپنی حقیقت کو پہنچیں اور اسی سے جئیں اور اسی پر مریں اور اسی میں اٹھیں۔
 آمین آمین یا رب العالمین وصلى الله تعالى على سيدنا ومولانا شفيعنا محمد وآله وصحبه
 وبارك وسلم برحمتك يا ارحم الراحمين
 نمرہ ۲ جماد الاولیٰ ۱۲۹۳ھ

شجرات و سلاسل شجرہ چشتیہ

بدانکہ فقیر امداد اللہ عنی اللہ عنہ نسبت بیعت و اجازت از مولانا و مرشدنا حضرت میاں جیونور محمد چغتائی و الیشان را از حضرت حاجی عبدالرحیم از شاہ عبدالباری از شاہ عبدالہادی از شاہ عضد الدین از شاہ محمد کی از شاہ محمدی از شیخ محب اللہ الہ آبادی از شیخ ابوسعید از شیخ نظام الدین از شیخ جلال الدین از شیخ عبدالقدوس گنگوہی از شیخ شمس الدین از محمد عارف بن احمد از شیخ عبدالحق رودلووی از شیخ جلال الدین پانی پتی از شیخ علاؤ الدین صابر از شیخ فرید الدین از شیخ قطب الدین از خواجہ معین الدین از خواجہ عثمان از خواجہ حاجی شریف زندانی از خواجہ مودود از خواجہ ابویوسف از خواجہ ابو محمد محترم از خواجہ احمد ابدال چشتی از خواجہ ابی اسحاق شانی از خواجہ ممشاد از خواجہ ابومہبیرہ بصری از خواجہ حذیفہ مرعشی از خواجہ سلطان ابراہیم از خواجہ فضیل از خواجہ عبدالواحد از خواجہ امام حسن بصری از امیر المومنین علی رضوان اللہ علیہم اجمعین از حضرت خاتم النبیین محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و صحابہ وسلم

شجرہ قادریہ

حضرت عبدالقدوس گنگوہی را اجازت و خرقہ از پیر خود درویش محمد بن قاسم از سید بڑہن بھٹرا پٹی - از سید اجمل از مخدوم جہانیاں جہاں گشت از سید جلال الدین بخاری از شیخ عبید بن عیسیٰ از شیخ عبید ابن ابوالقاسم از شیخ ابوالکلام فاضل از شیخ قطب الدین ابوالغنیث از شیخ شمس الدین علی فلح از شیخ شمس الدین جد از امام الاولیاء شیخ عبدالقادر جیلانی از شیخ ابوسعید خدری از شیخ ابوالحسن قرشی از شیخ ابوالفراح از شیخ عبدالواحد بن عبدالعزیز از شیخ ابوبکر شبلی از شیخ جنید بغدادی از شیخ سری سقطی از شیخ معروف کرنی از شیخ داؤد طحطاوی از شیخ حبیب عجمی از شیخ امام حسن بصری از حضرت علی

کرم اللہ وجہہ از حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

شجرہ نقشبندیہ

و نیز حضرت سید اجل بھڑاچی را از مرشد خود شاه عبدالحق از خواجہ عبید اللہ احرار از خواجہ مولانا یعقوب چرخ از خواجہ علاؤ الدین عطار از خواجہ بہاؤ الدین نقشبند از خواجہ سید امیر کمال از خواجہ محمد با ساسی از خواجہ عزیزاں علی را میتنی از خواجہ ابوالخیر فغوی از خواجہ محمد عارف ریوگری از خواجہ عبدالحق از خواجہ ابوالقاسم نصیر آبادی از خواجہ ابوعلی قارمدی از خواجہ امام ابوالقاسم قیشری از خواجہ ابوعلی وقاق از خواجہ ابوالقاسم نصیر آبادی از خواجہ ابوبکر شبلی از سید لطفہ جنید بغدادی از شیخ سری سقطی از شیخ معروف کرخی از شیخ داؤد طائی از خواجہ حبیب عجمی از امام الادلیاء حسن بصری از امیر المؤمنین علی رضوان اللہ علیہم اجمعین از سر عالم صلی اللہ علیہ وسلم -

شجرہ سہروردیہ

و نیز سید اجل بھڑاچی را اجازت از سید جلال الدین بخاری از شیخ رکن الدین ابوالفتح از والد خود صدر الدین از والد خود شیخ بہاؤ الدین ذکر یا متانی از شیخ امام الطریقہ شہاب الدین سہروردی از شیخ منیا الدین ابوالحبیب سہروردی از شیخ وجہہ الدین عبدالقادر سہروردی از شیخ ابوالمحمد بن عبد اللہ از شیخ احمد و نیوری از مشاود علی و نیوری از حضرت جنید بغدادی از شیخ معروف کرخی از شیخ داؤد طائی از شیخ خواجہ حبیب عجمی از خواجہ امام حسن بصری از امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ تا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم و نیز فقیر را در سلسلہ نقشبندیہ اجازت از مرشد سابق از مولانا مرشدنا نصیر الدین مجاہد و بلوی و او نشان را از شاه محمد آفاق و بلوی از خواجہ ضیاء اللہ از خواجہ محمد زبیر از خواجہ حجتہ اللہ محمد نقشبند ثانی از خواجہ محمد معصوم از حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی از خواجہ باقی باللہ از خواجہ انگلی از مولانا درویش از مولانا زابد از عبید اللہ احرار تا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم و اصحابہ وسلم باقی کیفیت سلاسل بہ تفصیل و تحقیق تمام در رسالہ ضیاء القلوب نوشتہ شد از ازل بگزینند -

تمام شد

		شجرہ پیران چشت اہل بہشت رضی اللہ عنہم	
	تو اگر چاہے قبولیت دعا کے واسطے	عرض کرنا شاہ یوں اول خدا کیواستے	
	حمد ہے سب تیری ذات کبریا کے واسطے		
	ہے درود و نعت ختم الانبیاء کے واسطے	اور سب اصحاب و آل مصطفیٰ کے واسطے	
	فضل کریم پر الہی	مجتبے کے واسطے	
	در بدر پھرتی ہے خلقت النجا کے واسطے	آسمان پر ہے پرچہ بے نوا کے واسطے	
	رحم کرچہ پر الہی اولیا کے واسطے		
	آن بزرگوں کو شفیع لایا ہوں میں ہو کر طول	کیجو یہ عرض میری ان کی برکت سے قبول	
	ہاتھ اٹھاؤں جب ترے آگے دعا کے واسطے		
	پاک کر ظلمات و عصیاں سے الہی دل مرا	کر منور نور عرفان سے الہی دل مرا	
	حضرت نور محمد پر ضیا کے واسطے		
	ایسے مرنے پر کروں قربان یارب لاکھ عید	اپنی تیغ عشق سے کر لے اگرچہ کو شہید	
	حاجی عبدالرحیم اہل عزا کے واسطے		
	کردہ پیدا دردِ غم میرے دل انگار میں	بار پاؤں جس سے اے باری ترے دربار میں	
	شیخ عبدالباری شہ	بے ریا کے واسطے	
	شرک عصیان و ضلالت سے بچا کر لے کریم	کر ہدایت مجھ کو اب راہِ صراط المستقیم	
	شاہ عبدالہادی پیر ہدنی کے واسطے		
	دین و دنیا کی طلب عزت نہ سرداری	اپنے کوچہ کی عطا کر ذلت و خواری مجھے	
	شاہ عضد الدین عزیز دوسرا کے واسطے		
	دے مجھے عشق محمد اور محمدیوں میں گن	ہو محمد ہی محمد و درمیرات درن	
	شہ محمد اور محمدی القبا کے واسطے		
	حُبِ حق حُبِ الہی حُبِ مولا حُبِ رب	الغرض کر دے مجھے محبت سب کا سب	
	شہ محبت اللہ شیخ باصفا کے واسطے		
	گرچہ میں عرق شفاوت ہوں سعادۂ سجد	پر توقع ہے کرے مجھ سے شفیق کو توسعید	

			ابوسعید اسعد اہل ورا کے واسطے	
	قال اتر حال اتر سب مرے اتر میں کام	لطف سے اپنے مرے کر ملک دیں کا انتظام		
		شم نظام الدین ملحق مقتدر کے واسطے		
	ہے یہی بس دین میرا اور یہی سب ملک و مال	یعنی اپنے عشق میں کر گنج کو با جاہ و جلال		
		شم جلال الدین جلیل اصفیا کے واسطے		
	جب دنیاوی سے کر کے پاک گنج کو اے حبیب	اپنے باغ قدس کی کر سیر تو میرے نصیب		
		عبد قدوس شمس قدس و صفا کے واسطے		
	کر معطر روح کو بوئے محمد سے مری	اور منور چشم کر روئے محمد سے مری		
		اے خدا شیخ محمد رہنما کے واسطے		
	کر عطا راہ شریعت لئے احمد سے مجھے	اور دکھا نور حقیقت خوئے احمد سے مجھے		
		شیخ احمد عارف صاحب عطا کے واسطے		
	کھول دے راہ طریقت قلب پر یا حق مرے	کر نئی حقیقت قلب پر یا حق مرے		
		احمد عبدالحق شمس بقا کے واسطے		
	دین و دنیا کا نہیں درکار کچھ جاہ و جلال	ایک ذرہ درد کا یا حق مرے دل میں تو ڈال		
		شم جلال الدین کبیر الاولیاء کے واسطے		
	ہے مکر ظلمت عصیاں سے میرا شمس دیں	کر منور نور سے عرفاں کے میرا شمس دیں		
		شیخ شمس الدین ترک شمس الضحیٰ کے واسطے		
	اے مرے اللہ رکھ ہر وقت ہر لیل و نہار	عشق میں اپنے مجھے بے صبر و بے تاب و قرار		
		شیخ علاؤ الدین صابر بارضا کے واسطے		
	دے ملاحمت مجھ کو حق نمکینی ایمان سے	اور حلاوت بخش شمع شکر عرفان سے		
		شم فرید الدین شکر گنج بقا کے واسطے		
	عشق کی راہ میں ہوئے جو اولیا اکثر شہید	خیر تسلیم سے اپنے مجھے بھی کر شہید		

		خواجہ قطب الدین مقتولِ ولا کے واسطے	
	بے ترے ہے نفسِ شیطاں پہ امانِ دین	جلد ہو آ کر مایا رب مددگارِ دمعین	
	شمِ معین الدین حبیبِ کبریا کے واسطے		
	یا الہی بخش ایسا بے خودی کا مجھ کو جام	جس سے جز عشقِ نبیؐ کچھ کونہ ہو اور کام	
	خواجہ عثمانؒ با شرم و حیا کے واسطے		
	دُور کر مجھ سے نعمِ موت و حیاتِ مستعار	زندہ کر ذکرِ شریفِ حق سے اے پروردگار	
	شمِ شریفِ رندِ نئی با انقیاء کے واسطے		
	آتشِ شوقِ اس قدر دل میں مرے بھراے و در	ہر بنِ موسے مرے نکلے تری الفت کا درود	
	خواجہ مودودِ چشتی پارسا کے واسطے		
	رحم کر مجھ پر تو اب چاہِ ضلالت سے نکال	بخش عشق و معرفت کا مجھ کو یارب ملکِ مال	
	شاہِ بو یوسف شہِ شاہِ وگدا کے واسطے		
	مست اور بے خود بنا بولے محمدؐ سے مجھے	محرم کر خواری کوئے محمدؐ سے مجھے	
	بو محمد محرمِ شاہِ ولا کے واسطے		
	صدقہ احمد کے یہ ہے امید تیری ذات سے	کہ بدل کر دے مرے عصیاں کو تو حسنات سے	
	احمد ابدالِ چشتی با سخا کے واسطے		
	حد سے گذارِ بیخِ فرقت اب تو اے پروردگار	کر میری شامِ نزاں کو وصل سے روزِ بہار	
	شیخ ابواسحاق شامی خوش ادا کے واسطے		
	شادی و غم سے ددِ عالم کے مجھے آزاد کر	اپنے درد و غم سے یارب دل کو بے شاوگر	
	خواجہ مشادِ علوی بوالعلا کے واسطے		
	ہے مرے تو پاس ہر دم لیک ہیں اندھا ہوں پر	بخش وہ نورِ بعیرت جس سے تو اُدھے نظر	
	بو بہیرہ شاہِ بھرئی پیشوا کے واسطے		
	عیش و عشرت سے ددِ عالم کی نہیں مطلب	چشمِ گریاں سینہ بیاں کر عطا یارب مجھے	

		شیخ حذیفہ مرعشی شاہ صفا کے واسطے		
		نے طلب شاہی کی نے خواہش گدائی کی مجھے	بخش اپنے دژ تک طاقت رسائی کی مجھے	
		شیخ ابراہیم ادہم بادشاہ کے واسطے		
		راہزن میرے ہیں دو قزاق باگز گراں	تو پہنچ فریاد کو میری کہیں اے مستعل	
		شم فضیل ابن عیاض اہل دعا کے واسطے		
		کمرے دل سے تو اے طحطاوی کا حرف دور	دل میں اور آنکھوں میں بھر دے سبز محبت کا نور	
		خواجہ عبدالواحد بن زید شاہ کے واسطے		
		کر عنایت مجھ کو توفیق حسن اے ذوالمنن	تا کہ ہوں سب کام میرے تیری رحمت سے حسن	
		شیخ حسن بصری امام اولیا کے واسطے		
		دُور کر دل سے حجابِ جبلِ غفلت میرے رب	کھول دے دل میں درِ علم حقیقت میرے اب	
		ہادی عالم علی مشکل کشا کے واسطے		
		کچھ نہیں مطلب دو عالم کے گل و گزار سے	کر مشرف مجھ کو تو دیدارِ پُر انوار سے	
		سرور عالم محمد مصطفیٰ کے واسطے		
		آپڑا در پر ترے ہیں ہر طرف سے ہو ملول	کر تو ان ناموں کی برکت سے دعا میری قبول	
		یا الہی اپنی ذاتِ کبریا کے واسطے		
		ان بزرگوں کے نہیں یارب غرض ہر کار میں	کر شفاعت کا وسیلہ اپنے تو دربار میں	
		مجھ ذلیل و خوار و مسکین و گدا کے واسطے		
		اس روئی نے کر دیا ہے دورِ وحدت سے مجھے	کر روئی کو دور کر پُر نور وحدت سے مجھے	
		تاہوں سب میرے عمل خالص رضا کے واسطے		
		کر دیا اس عقل نے بے عقل و دیوانہ مجھے	کر ذرا اس ہوش سے ہیوش مستانہ مجھے	
		یا حق اپنے عاشقانِ با وفا کے واسطے		
		کشتش ناامیدی کی ہوا ہوں میں تباہ	دیکھ مت میرے عملِ کر لطف پر اپنے نگاہ	

نصائح متفرقہ

منقول است از امیر المومنین یعسوب الدین امام المشارقی والمغارب حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ من دوازده کلمہ از تورات اختیار کرده ام و ہر روز سہ نوبت در آن تأمل میکنم و آن این است کلمہ اول: حق جل و علا می فرماید اے پسر آدم کہ البتہ نہ ترسی از بیج شیطان حاکمی ما و ام کہ سلطانی من باقی است۔

کلمہ دوم: اے پسر آدم نہ ترسی از قوت و زنتی ما و ام کہ خزائن من پر بانی و خزائن من ہرگز باقی است کلمہ سوم: اے پسر آدم باید کہ در ہرچہ درانی مرا بخوانی کہ البتہ بیانی کہ اجابت کنندہ ہمہ بادیکیو کار آئم کلمہ چہارم: اے پسر آدم بد رستی کہ من ترادوست می دارم پس تو مرا باش و مرادوست دار۔ کلمہ پنجم: اے پسر آدم از کرمین امین مباش ما و ام کہ صراط نہ گذشتہ باشی۔

کلمہ ششم: اے پسر آدم ترا آفریدم از خاک و لطفہ علقہ و مضغہ و عاجز نہ شدم در آفریدن تو کمال قدرت پس چگونہ عاجز شوم کہ دو گردہ نان بتو رسانم چرا از غیر من می طلبی۔

کلمہ ہفتم: اے پسر آدم آفریدم ہمہ اشیاء را برائے تو و ترا آفریدم از جہت عبادت خود و تو خود را بخدائے چیزے کردی کہ برائے تو آفریدہ ام و خود را از من دوری کنی جہت غیر من۔

کلمہ ہشتم: اے پسر آدم ہمہ چیز و ہمہ کس مرا می خواہد از برائے نفس خود و من ترا می خواہم از جہت نفس تو و تو از من می گریزی۔

کلمہ نهم: اے پسر آدم تو ہشتم میگیری بر من جہت نفس خود و ششم نمی گیری بر نفس خود از جہت من۔

کلمہ دهم: اے فرزند آدم مراست بر تو فریضہ و تراست بر من روزی اکثر تو مخالفت کنی در فریضہ من و من مخالفت نہ کنم در دادن روزی تو بتو۔

کلمہ یازدہم: اے پسر آدم تو طلب روزی فردا از من می کنی و من فریضہ فروا از تو نمی طلبم۔

کلمہ دوازدهم: اے پسر آدم اگر راضی بشوی بچیزے کہ من ترا قیمت کردہ ام و راحت افتادی

آسودہ شوی در ہمہ حال و دوست دارندہ شدی و اگر راضی نہ شوی با پنجہ ترا کردہ ام مسلط گردانم بر تو دنیا را تا ترا در بدر گرداند و چون سگ بر در با

خوار گردی و تو نیایی مگر آنچه مقدر کردہ ترام

جہاد اکبر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابھی تو بے وحدہ لا شریک
سیاں آب و گل میں پھنسیا یا مہیں
کری ہم پہ نازل یہ روشن کتاب
رہے اپنی غفلت سے ہم نے تمیز
ہے روشن اگرچہ ہدایت کا نور

بنایا ہے تو نے ہر اک شے کو ٹھیک
ضعیفی سے ہم کو توانا کیا
کیا اس میں امر و نہی کا خطاب
رہی وہ ہی ہم پر کرم کی نظر
و لے کیا ہو حاصل کہ ہیں ہم تو کور

عدم سے توستی میں لایا مہیں
تھے نادان ہم تو نے دانا کیا
نہ کی نیک اور بد میں ہم نے تمیز
وہ نور ہدایت رہا جلوہ گر
عطا کروہ بینائی ہم کو آلہ

مناجات بجناب قاضی الحاجات

ابھی ابھی ابھی
گناہوں سے بے حال بدتر مرا
ابھی مجھے ہے یہ شرمندگی
کہ غافل رہا جو رہ وصل سے
خرد وہ کہ خوش تجھ کو رکھے مدام
بھلا اس سے زیادہ ہو کیا ظلم صاف
ابھی مری عمر دشمن تے لی
نہ افسوس کوئی کیا۔ نیک کام
ابھی میں بھٹکا بہت در بدر
کرد جس سے جا التجا کون ہے
ابھی نہ جانی تیری قدر آہ
جوانی تو کیا زندگانی چلی
ابھی ہے کیا تری رحمت کا جوش
ابھی بہت اس سے خجالت میں ہوں
بیاں کیا کروں اپنی شرمندگی
ابھی بہت ہی بُرا بندہ ہوں

میں ہوں اپنے اعمال بد سے تباہ
ابھی سراپا ہوا میں گناہ
کہ بن آئی مجھ سے نہ کچھ بندگی
خرد وہ کہ جو بندہ یار ہو
رہے حکم میں تیرے وہ صبح و شام
رہا میں سدا بخر غفلت میں غرق
رہی شہوت اور حرص باقی وہی
ابھی نے کی گرچہ کوشش بڑی
ترے در پہ آخر پڑا آن کر
ابھی نہ تیرے سوا کون ہے
کری عمر ہو و لعب میں تباہ
کرے میرے تو ٹکڑے ٹکڑے اگر
کہ دیکھئے گناہ اور ہو پردہ پوش
ابھی ہر اک آن حاضر ہے تو
کہ دیکھے ہے تو یہ مری زندگی
ابھی خبر لے مری تو شتاب

ابھی میں عاجز ہوں بندہ تیرا
ہوئی مجھ سے گم آہ نیکی کی راہ
میں شرمندہ ہوں اپنی اس عقل سے
بجز یا ر آنکھوں میں سب خار ہو
کیا عمر بھر میں ترے برخلاف
نہ سمجھا کبھی نیک اور بد میں فرق
ہوئی حرص زیادہ ہوا میں تمام
و لے ساری تدبیر اٹھی پڑی
کہاں جاؤں تیرے سوا کون ہے
نہ ڈھونڈے تجھے پھر وہ ڈھونڈے کسے
ہے افسوس عمر جوانی چلی
ابھی میں لائق ہوں اس کے مفر
ابھی میں پر صحن غفلت میں ہوں
میں کرتا ہوں جو فعل ناظر ہے تو
ابھی گنہگار و شرمندہ ہوں
ہو ا حد سے زیادہ بس اب تو خراب

اُہی ہوا ہوں سرا پا خطا
ترے در پہ آخر سراغ مندہ ہوں
نہ مجھ سا گنہگار شرمندہ ہو
وہیں رزق دیتا ہے شام و لپکاہ
اُہی عجب تیری رحمت ہے آہ
کروں میں گنہ شاد کرتا ہے تو
اُہی ہے تیرے کرم سے امید
اُہی تری ہے نظر عفو پر
ترے عفو کے آگے میرے گناہ
تو ہوں سنگین بڑے بھی رشک قمر
گناہ میرے اور تیری بخشش بھلا
کہاں تیرہ خاک اور کہاں آسمان
مرا عذر سوا اب اُہی قبول
اُہی ترے در پہ رکھا ہے سر
کرے میں گنہ جہل اور سہو سے
بدی کے عوض مجھ کو نیکی ملے
نہ رسوا کیا ہے جو تو نے یہاں
ہے کیا چیز آگے ترے میرے رب
کہاں جاوے اب بندہ تیرا بتا
الہی کروں عرض پھر کسی سے جا
تیرے بندے ہیں مجھ سے بے انتہا
تو بس ہو چکا میں اُہی تنباہ
کیا میں جو لائق مرے کار تھے
کرم عفو بخشش ترا کام ہے
اُہی بحق محمد رسول

نہ بخشے تو گر ہو میرا حال کیا
ہوں اس بندہ کہنے سے شرمندہ محنت
خدا پاک کا پاک ہی بندہ ہو
کرے میں گناہ آہ بے خوف و ڈر
عجب علم ہے تیرا اے بادشاہ
کرم تیرا اگر دشمن گری کرے
سیاہی کو میری کرے تو سفید
خس و خار سے تیرہ ہو بجر کب
شب تار جوں پیش خورشید و ماہ
کیا میں گناہ گر بڑے سے بڑا
برابر کہاں ہو سکے اے خدا
کہاں ظلمتِ شب کہاں آفتاب
مجھے خوار در سوانہ کرا اور ملول
نہ سر کو جھکاؤں کہیں جا کے میں
اور اس حرص نفسانی و لہو سے
گنہ میرے جانے ہے تو علم سے
اُہی تو رکھیو مری شرم داں
بڈارے مجھے یا بلا دے مجھے
کسے ڈھونڈے جو بندہ تیرا بتا
اُہی بُرا یا بھلا ہوں تیرا
مرا ہے بتا کون تیرے سوا
بڈارے مجھے اپنے در سے تو گر
تو دہ کر جو تجھ کو سزا دار ہے
بدی جہل و غفلت مرا کار ہے
دعا ہو وے ابرار کی اب قبول

ہوں گز نیک یا بد تیرا بندہ ہوں
شہ نیک کا بندہ ہوں نیک بخت
اُہی تو دیکھے ہے میرے گناہ
رہی وہ ہی رحمت کی تجھ پر نظر
میں غافل مجھے یاد کرتا ہے تو
تو پھر کیوں نہ بندہ امیری کرے
گناہوں پہ بندوں کے کب ہے نظر
ہو چشم فلک گرد سے خیرہ کب
تو دہ خور ہے تیری پڑے گر نظر
وے تیری بخشش کے آگے ہے کیا
اُہی کہاں جرم بخشش کہاں
کہاں ہے سیاہی کہاں ماہتاب
بہت پھر پھرا کے میں اب آن کر
سوا تیری درگاہ والا کے میں
وے تیری رحمت سے امید ہے
کرے پردہ پوشی سدا علم سے
اُہی ہمارا بد و نیک اب
اُہی نہ چھوڑوں گا در کو تیرے
نہ تو نے سنی گری التجا
سوا تیرے ہے کون بتلا مرا
نہ کی تو نے گرا اب کرم کی نگاہ
اُہی بتا پھر میں جاؤں کدھر
گنہ جرم و عصیاں مرا کام ہے
مجھے عفو بخشش سزاوار ہے
اُہی یہ عاجز ہے تیرا غلام

الہی تو کر رحم اس پر مدام
تو فتاح وغفار و رزاق ہے
الہی یہ بندہ ہے تیرا ذلیل
الہی تو ہے شاہ اور یہ گدا
تو ہے دادگر اور یہ مظلوم ہے
الہی یہ طالب تو مطلوب ہے
بجی محمدؐ شہ دوسرا

الہی غنی تو ہے اور یہ فقیر
یہ بدکار و فجار و فساق ہے
الہی تو رازق یہ مرزوق ہے
الہی تو مولیٰ یہ بندہ ترا
الہی یہ عبد اور تو معبود ہے
الہی محب یہ تو محبوب ہے
الہی دعا سوا پ اس کی قبول

نعت شریف

محمدؐ ہے ممدوح ذات خدا
اسی کا طفیل ہے میان جون ہے
محمدؐ خلاصہ ہے کونین کا
محمدؐ کی طاعت سے جادو کا مرض
گرفتار تھے نفس و شیطان کی ساتھ
کہ تا ہم بچیں نفس و شیطان سے
محمدؐ کی طاعت کر آٹھوں پہر
محمدؐ محمدؐ کہہ ہر آن میں
محمدؐ کے ہیں خاص حق کے ولی

محمدؐ کا ہو وصف کس سے ادا
نہ پیدا اگر ہو تا احمدؐ کا نور
محمدؐ وسیلہ ہے دارین کا
پڑے کفر اور شرک میں ہم بھی سب
محمدؐ نے دی ہم کو ان سے نجات
بتاتے ہمیں ایسے وہ داؤ گھات
کہ تامل سے حق کے ہو بہرہ در
محمدؐ کی الفت سے اور چاہ سے
ابو بکرؓ عمرؓ اور عثمانؓ علیؓ
ہر اک ہے ہدایت کا بدرِ کمال

الہی قوی تو ہے اور یہ حقیر
الہی تری ذات رہے بس جلیل
الہی یہ عاشق تو معشوق ہے
الہی تو راحم یہ مرحوم ہے
الہی تو ہی اس کا مقصود ہے
الہی تو کر اس کی حاجت روا
بجی صحابہ اور آلِ رسولؐ

محمدؐ سا مخلوق میں کون ہے
نہ ہوتا دو عالم کا ہرگز ظہور
محمدؐ کی طاعت جہاں پر ہے فرض
محمدؐ سے ہم کو ملی راہ رب
خبر دی رہ دین و ایمان سے
کیا ہم نے جس سے عددوں کو مات
محبت محمدؐ کی رکھ جان میں
لے گا تو امداد اللہ سے
محمدؐ کے اصحاب انوار و آل

افسوس اور ندامت کرنا اس پر کہ عمر غفلت میں چلی جاتی ہے اور تنبیہ کرنا نفس سرکش اپنے کو
سبر شکی حکم اللہ تعالیٰ کی سے اور رجوع کرنا اُس کو فرمان برداری معبود حقیقی اپنے
کی اور جواب در جواب اس کے

سند و ستون گوش دل سے ذرا
رہے جنگ ہے نفس اور روح کا
سناؤں تمہارا تمہیں ماجرا
رہو تم خبر دار دنوں کے اب
کہ اندر وجود آدمی کے سدا
نہیں تو پڑے تم پر آخر غضب

علاج اُس کا خوب ہی بتاتا ہوں میں
 رہو گے بچہ نفس و شیطان سے
 مجھے آگیا جو خیال ایک رات
 سدا کو سرحلت بجاتی ہے عمر
 نہ سو یا شب اس فکر میں ایک دم
 شمش و پنج کرتا رہا تا سحر
 کہا نفس کو آخرش میں نے رات
 کہ آیا تھا یاں کس لئے اے لعین
 بتا تجھ سے کیا حق کو منظور تھا
 بتا اس میں یاں آکے کیا کیا کیا
 تجھے آہ اپنی خبر کچھ سنیں
 کہا اُس نے وہ تھا خزانہ چھپا
 محبت کا جامہ پنہایا مجھے
 کہا میں کہ اے نفس بد زشت خو
 تری بات ہرگز نہ رکھے فروغ
 جو ایمان و الفت میں صادق ہے تو
 نہیں تجھ کو اُس کی محبت نصیب
 کروں میں گناہ پھر تو بہ کروں
 دغا کی ہو تو بہ سے کیا فائدہ
 تو اس جہل اور کمرہ ہی سے نکل
 میں ناچار ہوں حق کی تقدیر سے
 کہا میں وہ ہے حجت بے فروغ
 کہ ہے عیب اور نقص نہج میں چھپا
 مت اس پر نواتنا اب اصرار کر
 تو وہ جہل سے بھاگے بے گفتگو

میں راہ سیدھی دکھاتا ہوں میں
 بیاں حال اب اپنا کرتا ہوں میں
 لگا سوچنے اپنے دل میں یہ بات
 مجھے فکر کل کا ہوا آج یوں
 رہا رات بھر اس میں چشمِ نم

تنبیہ کرنا اور ڈانٹنا نفسِ مردود کو

خبر حال کی تجھ کو اپنے سنیں
 کہ صحرائے کس پہ شیدا ہوا
 تجھے جس لئے حق نے پیدا کیا
 نہیں کرتا وہ کام تو کس لئے
جواب دینا نفس کا
 یہاں مظہر اپنا بنایا مجھے
 ہے توحید سے اس کی دل شلکام
 بناتا ہے کیوں تو یہ باتیں دروغ
 کہاں ہے وہ تجھ میں مجھ دے نشان
 کرے ہے کب عاشقِ خلافِ حبیب
 گنہ میرے سب بخشدے گا ضرور
 کہا میں فریب اب مجھے دے ہے کیا
 فریب حق کو دیتا ہے تو اے شقی
 کہا تنگ مت کر تو اتنا مجھے
 نصیحت سے تیری ہوا ب کیا حصول
 ظلو ما جہول حق نے تجھ کو کہا
 کہ تا تو گناہوں سے بچتا رہے
 کسی کو اگر کیٹے جاہل ہے تو
 پڑھوں کسی طرح علم کاہل ہوں میں

کہ کیا ہو گیا تجھ کو اے بد صفات
 کیوں آیا ہے یاں کیوں تو پیدا ہوا
 یہاں آکے کیا کام تو نے کیا
 کیا حق نے پیدا تجھے جس لئے
 مرے کہنے کا بھی اثر کچھ نہیں
 یہی آدم آئینہ اُس کا ہوا
 میں ایمان اُس پر رکھوں ہوں دلم
 ہے دشمنِ حقیقی مرے دل کا تو
 محبت کہ ہو جس سے دل خادماں
 تو بچ کیوں گناہوں پہ عاشق ہے نو
 کہا اس نے ہے وہ رحیم و غفور
 دیں پل میں مقبول ہوگا ہوں
 گناہوں کی ہے دل میں الفت بھری
 طریقِ شریعت پہ چل اے دغل
 کہا حق نے مجھ کو ظلو ما جہول
 مرے سامنے لاتا ہے اے دروغ
 کیا تجھ کو آگاہ اس واسطے
 نہ مغرور ہو کام کا کار کر
 نہ تجھ سا کہیہ یہ کہ جاہل ہوں میں

گنہگار کے جو چاہے لگے خوب چست
اشارہ سے چلتا ہے وہ مثل باد
جو اس باب سے اُس کو دیکھا خاموش
کہ شاید یہ آوے کہیں راہ پر
وہ بولا جو بے حکم تقدیر کا
نصیبوں میں ہر اک کے دوزخ بہشت
نہیں مٹا جو کچھ قلم لکھ چکا
جو تقدیر بد ہو تو کیا ہوئے سود
نہ سمجھا تو کچھ بھی اب اے حلیہ گر
مقدر کا ہووے عمل ہی نشان
دیا جس کو شہوت کے اندر پھنسا
عمل بد میں جو ہو گیا مبتلا
کہا حق نے کب تجھ سے اے بے شعور
رضاک کی نشانی ہے اچھے عمل
بے تف تیری عقل اور فہمید پر
جو تقدیر بد تھے سو کافر مرے
اگر عمر ساری عبادت کرے
اسی کفر سے عقل ہے میری ضبط
ہو عمر میں اُن سے جو اک قصور
کیا اک گنہ سے انہیں یوں تباہ
ہزاروں نبی اور ولی بے حساب
ہوئے حق کے مقبول اور کاملین
نہ ان سب کے کی فائدوں پر نظر
لگا کرنے بے خوف اعمال بد
ہزاروں کرے حرم شام و سحر

تو وہ اور چلنے میں ہوتا ہے سست
یہ سن کر وہ شرمندہ ایسا ہوا
میں جانا کہ کچھ اس کو آیا ہے جوش
کہا میں ہوئی تجھ پہ حجت درست
ہے کب اُس میں دخل عقل و تدبیر کا
لکھا جو گیا حق کی تقدیر سے
تو چاہے سو کر اب بُرا یا بھلا
کہا میں کہ اے نفس بد بے حیا
اٹھایا ہے پھر تو نے غفلت سے سر
عمل نیک پر جس کو قائم رکھا
خدا کا غضب اُس پہ نازل ہوا
نہ جانے تو گر حق کی تقدیر کو
کہ دوزخ میں رکھوں گا تجھ کو ضرور
کہا تھا خدا نے جو کچھ تجھ کو یار
خیالِ عبث پر جو باندھے کمر
کرا بلیس و بلعم کے اوپر قیاس
جو آوے قضا بد شقاوت کرے
کہا میں اسی سے تو رکھتا ہے ڈر
کہا حق نے درگاہ سے اُن کو دور
سمجھ لے یہ ہے بے نیازی کی شان
عبادت سے حق کی ہوئے کامیاب
بہت عابد و زاہد و متقی
گیا تو دود عابد کے نقصان پر
کرے تو گناہ اور چاہے نہ بات
سمجھتا ہے پھر آپ کو راہ پر

اور سووے اگر اسپ نیک نہاد
گو یا اُس کے تن سے ہوئی جاں ہوا
اب ایک اور چاہے لگا جلد تر
تو طاعت میں اب کیوں نہیں ہوتا چست
کری حق نے کچھ کچھ سے پہلے نوشت
مٹا کب سکے کوئی تدبیر سے
کرے گرچہ شیطان کی جو تو سجود
یہ مکرو فریب اور لایا نیا
عمل بھی تو تقدیر سے سب ہیں جاں
سمجھ لے کہ حق اُس سے راضی ہوا
ہو اور رحمت سے وہ بر ملا
رضا کا نشان ڈھونڈ کر نہ ہو
کہا ہے وے حق نے یہ بے خلل
ہو اُس سے گمراہ تو زینہار
کہا سیکڑوں نے عمل خوش کرے
اسی سے مرے دل میں سو ہراس
مرے کفر میں اور عمل ہووے ضبط
کہ کی تو نے دو عبادوں پر نظر
نہ کی کچھ عبادت پہ اُن کی نگاہ
کرے ایسے بندوں کو جو بے نشان
کر وڑ مسلمان طاعت کریں
ہوئے نیک اعمال سے جنتی
پکڑ کے دو ملعون کی تو سند
عجب ہے حق تیرا اے بد صفات
اگر اس کی ہے بے نیازی کی شان

نہیں تجھ کو کس لئے خوفِ جان
خفا ہو کے بولا وہ غفار ہے
وہ بیشک ہے ربِّ اُروفِ الرحیم
گناہوں سے اپنے نہیں مجھ کو ڈر
کہ حیلہ یہاں کام آتا نہیں
کرے بخشش اور قہر بھی بے گماں
اور ہو جائے تجھ سے خطا گاہ گاہ
ہے تو اک طرف اپنے آرام کو
گناہوں پہ کرتا ہے اصرار تو
جو ایسا ہو گمراہ و سرکش کہیں
خدا کے لئے مت پڑا ندر خلل
یقین جان اُس وقت وہ ہے کریم
تو کب اور کھیتی کا چھوڑی گے رنج
کہا اُس نے مجھ پر نہ کر تو جفا
ہوں غفور کرم اس کا پہچان تا
گنہ میرے بخشش سے زیادہ نہیں
وہ مجھ سے بھی بدرجہ بخشے گناہ
بلا شک وہ ایسا ہی غفار ہے
برا بر نہ ہو سکتی ہے بے گماں
جو ہو ایسا سنِ ارحم الراحمین
نکو دوست عافی ہے اور نیک ذات
جو ہو ذاتِ ایسی غفور اور حلیم

ترے آگے درندہ ہو شیر گر
غفور اور حلیم اور نیکو کار ہے
گنہ میرے ہوں گرچہ بے انتہا
وہ غفلت ہے بخش دے گا مگر
ہے اللہ بیشک غفور اور حلیم
جہاں اور جلال اس کی ہیں دونوں شان
تو بخشے تجھے وہ کہ غفار ہے
نہ سمجھا وے اس کے انجام کو
کرے بے گناہ آہ بخوف و ڈر
خدا کی وہ بخشش کے قابل نہیں
کراچھ عمل یار شام و پگاہ
کہ یہ اُس کی عادت ہے جاری قدیم
بھلا جہل ہو اس سے زیادہ کسے
تری خود ہے اس میں سراسر خطا
گنہ میرے گرچہ ہیں کوہِ گراں
وہ اللہ ہے اکرم الاکر میں
کہا میں کہ یہ تو کہا تو نے بیج
کریم اور رحیم اور ستار ہے
وے حیف ہے ایسے غفار کو
وہ آزر دہ کرنے کے قابل نہیں
وفادار تجھے کرے پھر گناہ
وہ لائقِ عبادت کے ہے اے لیئم
وہ گردن زنی کے ہے لائقِ سنو

نہ بھاگے نو دے جان اسکو مقرر
ہے قرآن میں ہر جا غفور اور حلیم
پراس سے ہے سزا درجہ رحمتِ سوا
کہا میں تو نازاں نہ ہوا لے لیں
ولیکن ہے قہار بھی اے لیئم
کرے سہو غفلت سے گرنو گناہ
نہ بخشے اگر چاہے قہار ہے
کرے جہل و طغیاں سے یہ کار تو
نہیں عجز و زاری کا تجھ میں اثر
ذرا کرے تو بہ کراچھے عمل
اگر ہو گیا تجھ سے کوئی گناہ
ملا ایک کو گر خزانہ میں گنج
بس اب چھوڑ حیلہ رہ راست لے
میں نیک عادت اس کی گوہوں جانتا
وے اُس کی بخشش ہے جوں آسمان
مجھے کس لئے تنگ کرتا ہے آہ
وے ایسے باطل ارادہ سے بیج
گنہ تیرے اور اُس کی بخشش میاں
کہا تو نے آزر دہ اے زشت خو
جو جانے ہے توفیق ہے نیک و صفات
خطا پر خطایہ تو کرتا ہے آہ
کرے ذاتِ ایسی کو آزر دہ جو

نفس سے عاجز اور تنگ ہو کر جانا اپنا طرفِ سلطانِ روح کے اور مردِ چاہنی اس سے

<p>کری عرض جا کر کہ اے نیک بخت پہنچ بہر حق میری فریاد کو کہا یہ کیمنہ کہاں میں کہاں کہ بیوے یہ باغی ترے ملک کو کرے ہفت اقلیم تن میں مرے رعیت کو کر دے گام میں تباہ ترے سب امیروں کو مہکا کے وہ دکھادے بہت سی وہ ذلت تجھے تو ملک بدن کا ہے حاکم اگر کرو ایسی تدبیر اے شاہ دیں مری عجز و زاری کو سن کر ہوش کہا میں مٹانا ہوں میں اُسکا راگ یہ سنتے ہی آیا وزیر عقل کا وزیر خسر دہی ہوا چشم تر کہ ہوتا کے اقبال سے دم میں گم کہ ہوں مستعد جنگ کو مثل موج جو ہو جائے عاجز نو پھریوں کریں</p>	<p>کیا آخرش میں طرفِ روح کی خلیفہ ہے اس ملک میں حق کا تو پکڑ جلد اور مار گردن اسے کہا میں کہ کیا چاہتا ہے یہ تو زمین بدن میں پڑے شر و شور اگر تخت دل پر گیا بیٹھ آہ کرے قتل یا کتھے اُن کو اسیر رہے کب یہ پھر شان و شوکت تجھے یہ کیوں بادشاہی کا رتبہ دیا وزیر خسر کو بلا کر کہیں رہے ملک تنی پھر ہمیشہ کو شاد بن میں لگی اُس کے غیرت کی آگ کہ تدبیر اس کی بتا دے وزیر مرا حال سن اور افسوس کر کہ یہ فتنہ اتنا نہیں کچھ بڑا یہ ہو حکم آویں امیران فوج غرور اس عین کا وہیں جائے ٹوٹ رکھیں شرع کی بند زنجیر میں</p>	<p>جو دیکھا کہ ہے اُس کی حجت قوی تجھے ملک تن کا ملتا تاج و تخت کیا تنگ ہے اس شقی نے مجھے مقابل ہوں اُس کے مری کیا ہے شان رعیت سے محصول لیوے بزور تصرف تسلط بہت ظلم سے یکا یک وہ لے توڑ تیرے امیر کرے ملک تن میں عمل آکے وہ تجھے حق نے کیوں ہے خلیفہ کیا ذرا مجھ سے مظلوم پر کر نظر کہ ہو درحس سے یہ فتنہ فساد شر و روح کو آگیا وں ہی جوش کیا حکم تا جلد آوے وزیر سب آداب شاہانہ لایا بجا یہ سلطانِ روح سے کہا اُس نے جا رکھو اپنی خاطر کو اب جمع تم کریں قتل لیں اس کا اسباب لوٹ</p>
--	--	--

خبر کرنی جا سوس و سواس کی کہ طرف سے ملک تن میں رہنا ہے نفس کو

<p>سنی چپ کے بنو یہ حکایت تمام شہ ملک دل و مہ پر فتوح کوئی دم میں بیوے کا تجھ کو پکڑ اسی فکر میں جان کو کھو دیا</p>	<p>کہ تھا نفس سے ملک تن میں دم کہا کیا تو سووے کہ سلطانِ روح تمام اپنے لشکر کو آراستے یہ سن کر خبر نفس نے رو دیا</p>	<p>تھے اس میں کہ جا سوس و سواس نام کری نفس سے جا شکایت تمام کرے تری ہے قتل کے واسطے شہ بخت کی زنجیر میں لے جکڑ</p>
--	---	---

<p>ولیکن بمقدور کوشش کروں عدوؤں سے اپنے جگرٹنے کا فکر جو اپنی شجاعت دکھاؤں اُسے میں روزِ ازل سے ہوں قابض یہاں غنیمت نہیں جانتا ہے وہ کیوں تماشا اسے دم میں دکھلاؤں میں کیا ہے اگر اس نے سامانِ جنگ پڑا میرے اوپر یہ اب سخت کام جو شیطان سنگہ ہے قدیمی وزیر کہ جس بات میں ہو ہماری فلاح کہا لطف سے تیرے اے نامدار کہ جس سے تو ایسا دل افکار ہے ترے پاس لا کر کے اے ارجمند کرے کام سلطانِ روح کا تمام میں بھجوں اُسے تا تپا سی کرے روانہ کیا ملک کو روح کے رہ چشم سے آگیا ناگہاں</p>	<p>کہ تا ہاتھ سے اس کے جتنا رہوں کروں میں بھی اب اس سے ٹٹن کا فکر جسے دیکھ فوج اس کی ہو جائے ننگ بھلا ملک تن چھوڑ جاؤں کہاں فساد اور فتنہ مرا کار و بار جو اس دقت اپنے پر آجاؤں میں کروں ملک کو اس کے زیرِ وزیر یہ کہہ کر لگا سوچنے پھر وہ خام نہیں لڑنا اس سے کچھ آسان ہے بلا کر کے اُس سے کرو وہ صلاح بجلا یا آدابِ شاہانہ سب یہ اتنا نہ کچھ کار دشوار ہے پکڑ اس کو لاؤں میں ہر حال سے امیر ہے تری فوج میں حرصِ نام خرابی کو اُس کے وہ دانی ہے بس شہ نفس نے دیکھے خلعت اسے کیا ہر طرف راہ کو اُس کے بند لئے ساتھ غصہ کی فوج گراں</p>	<p>کہا بائے تدبیر اب کیا کروں کہ تا اُس کے صدمہ سے بچتا رہوں کروں اس طرح میں بھی سامانِ جنگ عدم کا میں رستہ بناؤں اُسے سنو رہزنی کا ہے میرا شعار کہ میں چھوڑ رکھا ہے اس کو جو یوں مچاؤں فساد ایسا اور شر و شر تو یاں بھی نہیں جنگ سے کچھ درنگ کہ سلطانِ روح کی بڑی شان ہے کہ ہر کام میں ہے ہمارا مشیر یہ سنتے ہی ابلیس آیا ادب ہماری ہو مشکل سب آسان کا ہو آسان سب تیرے اقبال سے کروں حرص کی قید میں اس کو بند وہی بخشی ملک کافی ہے بس سپیدی کو اُس کی سیاہی کرے جو تھے ملک تن کے نگہبان چند</p>
--	--	--

نمبر ہونی وزیرِ عقل کو اس معرکہ سے اور بھینجا امیرِ قناعت کو مقابلہ حرصِ سنگھ کے

اور حلم کو غصہ کے اور فتح ہونی اُن کی

<p>امیروں کے لشکر کو لے کر تمام کہ آئے ہیں لڑنے کو یہ ہم سے اب کہا عقل نے اے شہ نامدار</p>	<p>ہو افکار اُس کے اُس کو خیال کہاں حالِ حرص اور غصہ کا سب کہ جو قتل اُن مفسدوں کو کریں</p>	<p>وزیرِ خرد نے سنا یہ جو حال کیا روح کے پاس با احترام کہا شہ نے شکر سے وہ چنانچہ لیں</p>
--	---	---

مقابل میں ان کے پے کار زار اگر فوج غصہ کی ہے اُس کے سنگ کہ ہوں جس سے یہ دونوں مفسد تباہ	امیر قناعت کو تو بھیج دو کرے لشکر حلم جا اُس کو تنگ جو سونے لگی دونوں جانب سے جنگ	کرے حرص کو دم میں ناپید جو کہ مستعد ایسی جنگی سپاہ ہو احرص و غصہ پہ میدان تنگ
---	---	---

امیر قناعت سے اور حلم سے + غضب حرص مغلوب دونوں ہوئے

آنا شہوت سنگھ کا مقابلہ وزیر عقل کے مع فوج فسق و فجور کے

وہ شیطان جو نفس کا تھا وزیر کہ ان دو سے ہو گا نہ یہ فتنہ رد ہے تجویز شہوت کی جاوے سپاہ	تبہ دیکھ لشکر کو ہو کر حقیر وہ اب چاہے بھیجی فوج سخت کرے عقل کے ملک کو جا تباہ	کہا نفس سے اُن کی ہووے مدد کہ ہوئے شہ روح سے تاج و تخت جمع کر کے سب فوج فسق و فجور
کہو اس کے ہمراہ تم بے قصور کرے عقل کو جا کے زیرو زبر تو ہو روح کا ملک سارا تباہ	لگا بے حیائی ہتھیار سب ہمارا وہ ہے دشمن سخت تر کہا لاؤ دیکر کے خلعت اسے	چلے شہوت سنگھ بہہ حرب جو ہو عقل شہوت سے مغلوب آہ روانہ کریں جنگ کو روح کے

بھینا وزیر عقل کا امیر تقویٰ کو مع افواج شرم و حیا و صلاحیت کے مقابلہ شہوت سنگھ کے اور فتح ہونا امیر تقویٰ کی

وزیر ہنر و رشتہ روح کو کہ تقویٰ ہے جس کا لقب بھیج دو سپہ تیغ شرم و ثقاہت کی لے	خبر پہنچی اس حال کی یا رجو ہو فوج صلاحیت اس کی مدد خبر جا کے اہل شقاوت کی لے	کہا خاص اُس بخشنی ملک کو کہ ہو فوج فسق و فجور اس سے رد حیا جنگ اُس کا جو ہے اک و کیل
کہو اُس کے ہمراہ اسے بے دلیل غرض آ کے میدان میں قائم ہوئے نہ نہیں آسمان رہ گئے دیکھ دنگ	شہ روح کا حکم پھر اُن کو ہو لڑائی کو آپس میں برہم ہوئے کبھی یہ تھے غالب و غالب تھو گاہ	کریں لشکر نفس کو قتل جو لگی ہونے آپس میں جس وقت جنگ لگا ہونے یوں ملک تن کا تباہ

پھر آخر ہوئی غالب عقل بصیر کیلا کے شہوت کو اپنا اسیر

غصہ کرنا نفس کا شیطان وزیر پر اور آپ سوار ہونا نفس کا واسطے لڑائی شیطان روح کے سب لشکر بیکر

سنی نفس نے یہ خبر جس گھڑی سیہ کار شیطان مکار کو کری تو نے سستی جو اے روسیہ شہ روح کو جس سے کر لیں اسیر جوان میں سے ہوں سخت تر بیدارنگ پکڑ کر کے لاوے مرے پاس جو عزازیل بولا کہ اس جنگ میں میں ہوں اور ہو لشکر بے شمار ہے کیا روح کیا عقل دونوں کو میں ہو جنگ کے واسطے خود سوار لیا نیزہ گسری اپنے ہاتھ	وہیں جان پر اُس کے آفت پڑی کہا تجھ پہ لعنت ہو اے مسست کار ہوئی فوج شہوت کی ساری تباہ بلا پہلوانوں کو لشکر کے اب شہ روح سے وہ کریں جا کے جنگ میں دے کر بہت خلعت و مال و زر کروں گانہ ہرگز قصور اب کے میں تو بچر دیکھنا اس صف جنگ کو کروں قتل یا قید دیکھو تو میں لی گردن میں تو اغفلت کی ڈال ہوئی فوج فسق و فجور اس کے ساتھ چلا مستعد ہو پئے کارزار	بلا با وزیر تبہ کار کو کیا تو نے لشکر مرخوار و زار کر اب ایسی ندمیر تو اے وزیر پھر اُن میں سے لے چھانٹ اہل حرب وزیر خسرد اور شہ روح کو بٹھاؤں برابر اسے تخت پر اگر ہو شہ نفس بھی خود سوار کروں پانی میں اُس دل سنگ کو یہ سن کر شہ نفس خوش ہو کے یار رعونت کا خود اور شرارت کی ڈھال وہ مستی کے گھوڑے پر ہو کر سوار
--	---	---

اگاہ ہونا سلطان روح کا اس معاملہ سے اور بھیجنا وزیر عقل کو مع لشکر دین اور تقویٰ کے اور برابر رہنا دونوں لشکروں کا

جو سلطان روح نے خبر یہ سنی لے خنجر و تیغ و تیرو تفنگ نکل آوے سب لشکر دین و داد وزیر اس کا شیطان ہے راہزن مکر باندھ لڑنے کو تیار ہو لڑائی کا تم بھی کرو اہتمام وزیر خسرد نے زمین چوم کر	کہ آیا ہے لڑنے کو نفس دنی وزیر خسرد کو بلا جلد تر زمین جسد سے اکھاڑے فساد کسی طرح ان دو کے کٹوا کے سر کرو ترک جو کچھ تمہیں کار ہو مجھے بھی ہے اب کوچ کرنا ضرور کیا عرض یہ اے شہ والا قدر	اور ہے لشکر بیکراں اس کے سنگ کہا کھول دے سب خزانوں کے در ہے تکلیف میں نفس سے ملک تن جہنم میں داخل کرو سر بسر جمع کر کے سب فوج و لشکر تمام کہ تا ملک تن سے ہو یہ فتنہ دور کہ یہ کام لائق نہیں شاہ کے
--	--	---

غصہ کرنا نفس کا شیطان وزیر پر اور آپ سوار ہوتا نفس کا واسطے لڑائی شیطان
روح کے سب لشکر لیکر

سنی نفس نے یہ خبر جس گھڑی سیہ کار شیطان مکار کو کری تو نے سستی جو اے روسیہ شہ روح کو جس سے کر لیں اسیر جوان ہیں سے ہوں سخت تر بیدارنگ پکڑ کر کے لاوے مرے پاس جو عزازیل بولا کہ اس جنگ میں میں ہوں اور ہو لشکر بے شمار ہے کیا روح کیا عقل دونوں کو میں ہو جنگ کے واسطے خود سوار لیا نیزہ گسری اپنے ہاتھ	وہیں جان پر اُس کے آنت پڑی کہا تجھ پہ لعنت ہو اے مسکت کار ہوئی فوج شہوت کی ساری تباہ بلا پہلوانوں کو لشکر کے اب شہ روح سے وہ کریں جا کے جنگ میں دے کہ بہت خلعت و مال و زر کردن گانہ ہرگز قصور اب کے میں تو بچہ دیکھنا اس صف جنگ کو کروں قتل یا قید دیکھو تو میں لی گردن میں تو غفلت کی ڈال ہوئی فوج فسق و فجور اس کے ساتھ چلا مستعد ہو پئے کارزار	بلایا وزیر تنہا کار کو کیا تو نے لشکر مرخوار و زار کر اب ایسی ندمت تو اے وزیر پھر اُن میں سے لے چھانٹ اہل حرب وزیر خسراور شہ روح کو بٹھاؤں برابر اسے تخت پر اگر ہوشہ نفس بھی خود سوار کردن پانی میں اُس دل سنگ کو یہ سن کر شہ نفس خوش ہو کے یار رعونت کا خود اور شرارت کی ڈھال وہ مستی کے گھوڑے پر ہو کر سوار
--	--	---

اگاہ ہونا سلطان روح کا اس معاملہ سے اور بھیجنا وزیر عقل کو مع لشکر دین اور
تقویٰ کے اور برابر رہنا دونوں لشکروں کا

جو سلطان روح نے خبر یہ سنی لے خیر و تیغ و تیرو تفنگ نکل آوے سب لشکر دین و داد وزیر اس کا شیطان ہے راہزن مکر بانڈھ لڑنے کو تیار ہو لڑائی کا تم بھی کروا ہتمام وزیر خسراور دے زمین چوم کر	کہ آیا ہے لڑنے کو نفس دنی وزیر خرد کو بلا جلد تر زمین جسد سے اکھاڑے فساد کسی طرح ان دو کے کٹوا کے سر کو ترک جو کچھ تمہیں کار ہو مجھے بھی ہے اب کوچ کرنا ضرور کیا عرض یہ اے شہ والا قدر	اور ہے لشکر بیکراں اس کے سنگ کہا کھول دے سب خزانوں کے در ہے تکلیف میں نفس سے ملک تن جہنم میں داخل کرو سر بسر جمع کر کے سب فوج و لشکر تمام کہ تاملک تن سے ہو یہ فتنہ دور کہ یہ کام لائق نہیں شاہ کے
---	--	--

مرے ملک کا ہے وہ دیوان کل ہے وہ جو اُس پر عمل کیجئے رہو دل سے مصروف اسلام پر کہ روشن ہو جس سے بدن کی زمین بہم ہو کے جا کر لڑو اس قدر پکڑ لاؤ زندہ مرے رو برو	مدد سے مٹے اُس کی یہ شور و غل رکھو اس کو شامل طرائفی میں تم کہ جو جی قذا اپنا اس کام پر مٹا کر کے کفر اور بدعات کو کہ ہونفس کا کارزیر و زبر مرے پاس لاؤ اُسے تم پکڑ	صلاح اُس کی چل کر کہ اب لیجئے کہ ہو دشمن شوم تائیاں سے گم کہ واپسی بہمت کہ ہو زریب دیں شریعت کی ظاہر کرو بات کو نہ چاہوں کہ ہو قتل وہ زشت خو شریعت کی زنجیریں یوں جکڑ
رکھوں اُس کو قابو میں اپنے مدام	میں ڈرواؤں جس طرف چاہوں مدام	

آگاہ کرنا جاسوس نفس کا شیطان وزیر کو اس سے اور بھیجنا شیطان کا طول اہل
سنگھ کو واسطے قتل کرنے عقل اور پیر کے زہر دے کر اور نا امید ہونا اُس کا

جو جاسوس نے نفس کے یہ سنا کوئی دم میں ہو نفس اور تو اسیر وزیر خرد کو کیا اس کے سنگ کہ اس فتنہ کا تو بھی کچھ فکر کر ہے لشکر میں اس کے وزیر خرد کہ جو کاٹ سرا اس کا لادے مجھے خرد اپنے قابو میں ہو دے اگر کروں قید دونوں کو میں بے محن وہ دیدیکے وعدہ بہت خوب تر کہ مرنے سے جس کے یہ فتنہ ہو دور	تو شیطان کے جا پاس سر کو دھنا شہ روح نے یہ کیا اہتمام کہ تادشمنوں کا کرے کارنگ بہ شیطان نے سُن کو دلا سادیا میں بھیجوں اُسے جو کر اس کو رد نہ دیوان تن سے ہے مطلب مجھے تو وہ پیر بے کار ہو سر بسر میں بھیجوں ہے طول مل جس کا نام کرے پیر کا کام زیر وزیر چھپا کر کے ایسا اُسے زہر دے	کہا جا کے بیٹھا ہے کیا اے وزیر کہ دیوان تن پیر ہے جس کا نام شہ نفس کو جا کے کہہ یہ خبر کہا شہ سے کہنے کی حاجت ہے کیا مقابل میں اُس کے میں بھیجوں اسے ہے منظور قتل عقل کا اب مجھے وزیر خرد اور دیوان تن کہ ہو پیر کا کام جس سے تمام کرے قتل پھر عقل کو وہ ضرور کہ شیطان و نفس اُس کے شر سے بچے
ہو ارضت اس سے جو طول اہل + پڑے پیر کے کام میں تا خلل		

مطلع کرنا جاسوس دین کا کہ جو مفتیان یقین کے ہیں سلطان روح کو اس امر سے

اور نگہبانی پیر اور عقل کی روح کو طول امل کے شر سے

<p>ہیں حاسوس دین مفتیان یقین اسے تیرے ہر کام میں دخل ہے وزیر اور دیوان تن کو مگر پھر اُس وقت لیں ملک کو تیرے چھین ہے کار اُس کا پوشیدہ دشمن کشی نگہبان رہیو تم اُن سے سدا کہ اب کوئی تدبیر کرتی ضرور بلا کر کہا اُس کو اے خوش سناد رہو عقل اور پیسے ساتھ تم نگہبان رہیں عقل کے ہر زماں رہے تیرا یاد تنگئی گور یہی چار کافی ہیں در انتظام یہ چاروں رہیں جس کی ہمراہ یار رہے اس سے طول امل دور دور بہت گرد راہ حسد سے پھرا عدو کا نہ اس پر ہوا کچھ گزار ولیکن جو وہ عقل کے پاس بخفا عدووں سے رکھتے تھے شام و بگا</p>	<p>لو حاسوس دین نے سنا بر ملا کہ یہ آپ کا جو وزیر عقل ہے عدو کے نہ پھنس جاکیں جال میں نہ دیکر کے زہرا، کو مارے کہیں کہ طول امل نام ہے اُس سے ڈر ہے دشمن وزیر اور دیوان کا تو اس بات کی فکر ہیں وہ لگا تھا جس جس کا سلطان کو اعتماد وزیر خرد اور دیوان کی کیا حکم تا چار شخص پاسبان اور ہو دسرایا مرگ اے جوان ہے جو بھتی رہے یاد روز قیام رہیں یاد جس کی یہ شام و سحر رہیں جو کہ یہ بچا جس کے حضور کہ نا ڈالے اندر خرد کے خلل جو چاروں طرف تھے نگہبان چار کہ تالے حسد سے کچھ اس کی خبر وہی پاسبان چار اُس کو نگاہ</p>	<p>جو رخصت ہو طول امل سنگھ چلا خبر دی یہ جا کر کہ اے شاہ دین خبر رکھو اس کی تم ہر حال میں نہ پہنچا وے صدمہ کوئی حیلہ گر ہے لشکر میں اک نفس کے حیلہ گر کرے غم الم داں جہاں ہو خوشی شہ روح نے جب یہ قصہ سنا کسی طرح یہ فتنہ ہو یاں سے دور رکھو تم نگہبانی ہر آن کی کر و اس سوا اور نہ کچھ بات تم رہے ایک یا دِ نزع جنگ خاں خرد پیر کے ہوں نگہبان بغور نزع موت اور قبر اور روز حشر نہ طول امل کا ہوا اُس پر گزار غرض آیا چپ کر کے طول امل کہ تا عقل کو زبردے بر ملا طرف پیر کے پھر گیا عزم کر عدو کا نہ اُس پر بھی قابو چلا</p>
--	--	--

نا امید ہو کے پھر نا طول امل سنگھ کا اور بھیجنا نفس کا حسد سنگھ اور بخل سنگھ اور ریاست سنگھ
اور عجیب سنگھ کو واسطے لڑائی وزیر عقل اور دیوان پیر کے

غرض نا امید ہو کے طول امل
گیا پاس شیطان کے بے خلل
کہا گرچہ میں خوب کوشش کری

<p>نہ آیا مرے کوئی پرداؤ میں نہ اُن دو سے آیا مرے ایک ہاتھ لو میدان میں چل کے اُن کی خبر نہ رکھ مجھ سے امید کچھ اب مگر کرو جا کے روح و خرد کو تباہ حسد سے تھا پردہ وزیر سیاہ ہماری بھلا جاں بری ہو لے کب گلے میں رسن ڈال کتے کی جوں مر اور تر کچھ نہ ہوئے نشان کیا نفس باغی نے پھر انتظام لڑائی بغیر اب تو چارہ نہیں حسد سنگھ اور نجل سنگھ کبر خاں ہوئے جمع میدان میں آ کر تمام لڑائی کو تیار سارے رہو ہوا آ کے میدان میں جنگ جو کہا عجب کو مستعد یاں رہو تو پھر ملک میں اس کے ڈالو خل</p>	<p>کے سیکڑوں چیلے اور داؤ میں ولے میزان پر چلا کچھ نہ بس نہیں مار سکتے انھیں چپ کے پر ولے میرا بس کچھ نہ اُن پر چلا جمع کر کے سب فوج و لشکر سپاہ گیا ہاتھ ملتا طرف نفس کی کہ بے رنج اور جان بازی کے اب مجھے اور تجھے شہ کرے یوں ذلیل رہے ملک تن میں وہ نت کامراں غم دل کو اشکوں سے دھونے لگا کہا ذات ہم کو گوارا نہیں لڑائی کا سامان ہو جمع سب غرور اور طمع اور فضول کلام لڑائی میں شیطان کے ساتھ ہو نکل کر کے شیطان وزیر عدو ریا کو کہا کر عمل کو تلف رہے روح کے جب نہ حسن عمل</p>	<p>چھری میری لیکن نہ خون میں بھری میں کیں گر چھپ چھپ کے تدبیر دس کہ تھے ہر گھڑی پاسباں اُن کے ساتھ میں کرنا تھا جو کچھ کہ سب کر چلا تو تدبیر سے اپنی چاہے جو کر جو یہ بات شیطان سنگھ نے سنی یہ دی نفس کو جا صلاح تباہ جو اس جنگ میں کچھ ہوئی اب کے ڈھیل جہڑ چاہے دوڑاے ہم کو زبوں یہ سن کر خیر نفس رونے لگا بلائے مددگار اپنے تمام اکٹھے ہوں میدان میں اہل حرب ریا سنگھ اور عجب خاں پہلوں ہوا حکم سب کو کہ اے جنگجو بنو چست و کال نہ ہائے رہو حسد نجل قائم کئے اک طرف رہے اس سے باقی تو اُس کو کہو</p>
--	---	--

یہی چار امیر اب کریں جا کے جنگ + خرد پر ہر اک سوسے برس اوں سنگ

آگاہی پانی وزیر عقل کی اس واقعہ سے اور بھینا امیر سخاوت کو مقابلہ میں نجل کے
اور نصیحت اولیاء کو حسد کے اور صدق و اخلاص کو ریا کے اور خوف و رجاء خدا
کو عجب کے اور فتح ہونی اُن کی

وزیر خرد نے سنی یہ خبر کہ پھر مفسدوں نے اٹھایا ہے سر جمع ہو کے سب دشمنان و غل

<p>لگے ڈال نے ملک جاں میں خلل امیروں سے اپنے کئے انتخاب نخل سنگھ کی لے نو خبر اس زماں نصیحت کہ ہے خصلت اولیا اور سو خان و مال سب حسد سے خراب ریا سے تو ہو خوار اور مستمند کرے جا کے خوف در جائے آئے اگر ہوئے خوفِ خدائی تجھے جو طاعت کرے تو تو ہے لطف رب تو کیوں عجب پر پھر مرتا ہے تو ہے لازم یہ شکر عبادت تجھے غرض آکے چاروں ہوئے گرم جنگ ندری نالے خوں کے مہانے لگے ہوئی گرمی جنگ یہ کیا کہوں کہ ہر جا پہ کشتوں کے پشتہ ہوئے جو اک لشکر دیں نے حملہ کیا لگی کفر کی فوج سب بھاگنے لڑے ایسے میدان میں پاؤں گاڑ نہ لے گا کبھی پھر لڑائی کا نام</p>	<p>غرض سوچ کر اس نے بالا ہنتمام یہی چار سردار والا جناب سخاوت سے ہو تو حبیب خدا حسد سنگھ پر اس کو قائم کیا ریا سنگھ مردود کے قتل کو کرے صدق و اخلاص درجہ بلند اگر قہر حق سے تو ڈرتا رہے تو پھر کیوں ہو اپنی بڑائی تجھے خدا کی عنایت ہے تجھ پر میاں عبادت پہ کیا ناز کرتا ہے تو نہ کر کا ر حق کو قیاس آپ پر چلے دونوں جانب سے تیر و فنگ شجاعانِ دین جب ہوئے جنگجو لگا بہنے ہر طرف دریائے خوں غرض غالب آیا وزیرِ خسرد گئے بھاگ یک نخت بغض دریا کیا جب کہ مردانِ دیں نے ہجوم دیا کفر و بدعت کو جوڑے اکھاڑ جو دیکھا یہ شیطان ملعون نے حال</p>	<p>کیا جمع لشکر کو اپنے تمام امیر سخا کو کہا اے جواں اور ہو نخل سے رنج میں مبتلا نصیحت سے مردوں کی ہو قتیاب جواں صدق و اخلاص تیار ہو کیا حکم تا عجب سنگھ کو تباہ تو پھر عجز کا کار کرتا رہے سمجھ لے کہ حق سے میں یہ کام سب جو دی نیک توفیق تجھ کو سیاں خدا نے دی توفیق طاعت تجھے خدا کی طرف سے ہے سب خیر و شر شجاعت کو اپنی دکھانے لگے پڑی نفس کی فوج میں ہائے ہو یہاں تک تو لڑے کشتہ ہوئے ہوئے دونوں مغلوب بغض و حسد کیا نہ رجب لشکر پاک نے کیا بھاگ سب لشکرِ نفس شوم شکست ایسی دشمن نے پائی تمام لگا اس کی چھاتی پہ تیر ملال</p>
--	---	--

چھپائی گو اس نے بہت یہ خبر + ولے شہرہ اس کا ہوا در بدر

خبر ہوئی نفس کو اس شکست کی اور بھیجنا ہر اول طمع کو اور جب جاہ اور حب دنیا

اور فضول کلام کو واسطے لڑائی و زیر عقل کے

پھر آخر کو جب نفس نے یہ سنا تو سیر کر کے حسرت سے سر کو دھنا کہا لاؤ دستور بے نور کو

<p>کیا تو نے کیا جو ہوئی یہ شکست نہ تجھ سے ہو اکام کوئی درست میں جا کر پڑوں روح کے زیر پائے شہِ روح سے شاہ والا جناب میں مرنے اے شاہ عاجز نہیں شجاع اور سپہدار خونخوار ہیں کروں لاکے اُس کو ہی تیرا مطیع کروں لشکر عقل و روح کو تمام عدو پر تجھے حکم ہو اس گھڑی غرض پھیر آیا بمیدان جنگ سواروں کو اپنے تو جابلہ لا طمع کرتی ہے عقل مندوں کو کور کہ دشمن ادھر سے نہ آجا کہیں فضول کلام اب مدد کو رہے ادھر جلد جا دے وہیں کر کے جست</p>	<p>غضب سے کہا شہ نے اے خود پرست کیا فوج ساری کو تو نے نباہ اگر ہے یہی سستی اے حسرت رائے میں اب حکم میں اس کے ہر دم رہوں یہ سن بولا شیطان وزیرِ لعین بہت ان کو اتے ہیں لڑنیکے طور نہ کھانم نہ ہو جاکے اس کا مطیع اب اس رنج و غم سے چھڑاؤں تجھے زمین چوم کر الغرض عرض کی میں دوں عقل اور روح کو جاداب ہر اول طمع کو بلا کر کہا طمع کا غبار ان کی آنکھوں میں ڈال کیا تجھے قائم غم و رعبیں اور ہو حب دنیا کی بائیں سپاہ جدھر دیکھے لشکر کی ہوتی شکست غرض اس طرح سے کیا بندوبست</p>	<p>کہ تادوں سزا خوب اس زور کو کیا کار کیا تو نے اے روسیاد ہمیشہ رہی تیری تدبیر سست تجھے چھوڑا اُس کی اطاعت کروں کہ جس کی اطاعت سے ہے فتیاب مرے پاس حاضر ہیں سردار اور مرے تیرے وہ سب مددگار ہیں شجاعت کو اپنی دکھاؤں تجھے ترے آگے لاؤں پکڑ ان کو عام کہ لڑ کر کے اے نفس والا حسب کرے تاخر و روح پر عرصہ تنگ کہ کمر سارے لشکر کے آگے جہاد طمع سے پڑیں جال میں مرغ و مور طرف دہن ہو لشکرِ حبِ جاہ جدھر چاہئے جادھر دوڑ کے</p>
---	---	---

غرض اس طرح سے کیا بندوبست : شہِ روح کو تاکہ دیوے شکست

بھینجا وزیر عقل کا امیر تو کل کو مقابلہ طمع کے اور خضوع کو واسطے غرور کے اور زبرد
 تقویٰ کو حب دنیا کے اور علم فنا کو واسطے جاہ کے اور خموشی کو واسطے فضول کلام کے

<p>کہ جنگِ عظیم آیا ہے پیش اب لڑائی کو بھیجے ہیں سب نامور کہا شاہ نے اس کی تدبیر کیا یہ ہے عرض اے شاہ روشن ضمیر علماء کرو ان میں جو مرد ہوں</p>	<p>کیا مصلحت کو شہِ روح کے پاس شہِ نفس نے فوج سے چھانکر وہ آنے میں لیکر کے فوج گراں بجا لاکے آداب بولا وزیر شجاع اور دلیر اور اہل حرب</p>	<p>وزیرِ خرد سن کے یہ بے ہراس عدو نے سپہدار بھیجے ہیں سب کہ جو جو تھے اس کے چھٹے سپہاں کہو جلد تر اب ہے تاخیر کیا کہ لو لشکرِ خاص سے چھانٹا ب</p>
---	---	---

<p>مقابلہ کر دیک کے اک جوان کہا شاہ نے ہے یہ رائے صواب ہر اول کو جو سخت مضبوط ہو امیر خضوع کو ہو حکم حضور کہ تاوے مشاہد دنیا کی کھوج کہ ہے یعنی علم فنا جس کا نام ہے تدبیر اس کی یہ اس وقت پر ملے جس جگہ پر فضول کلام جواناں شجاعت دکھانے لگے تختے تختے زخموں کو باغ و بہار نہ مرنے سے کچھ اپنے ڈرتے تھے وہ گیا پاؤں اٹھ فوج پر کین کا</p>	<p>نکال اپنے لشکر سے تم پہلو نہ ہو دفع کرنے میں دشمن کی ٹھیل کہا عقل نے اپنے لشکر سے لو طمع کے مقابل میں آگے کرو طرف بائیں جازہ و تقویٰ کی فوج کرے جا کے جو حسب جاہ کو اسیر فضول کلام اس طرف ہے اگر سخن بیہودہ کو کرے قتل جو لڑائی کی ہونے لگی دھوم دھام لگے کرنے میدان میں جان کو نثار گل و غنیمت ہوتے تھے زخم بدن ہوا حملہ جب لشکر دین کا</p>	<p>شجاعت کے احکام میں فرد ہوں کو مستعد جنگ کو بے دلیل امیروں سے اپنے تو کو انتخاب امیر تو کل سپہدار کو کرے دفع پیچھے سے فوج غرور طرف دہنے جاوے امیر کبیر کرے جاہ و عزت کو دم میں تمام امیر خموشی کو قائم کرو سوا آکے میدان میں پھر اڑ دھام امنگ اپنے دل کی مٹانے لگے لڑائی تھی مردوں کو سیر چہن قدم پر قدم آگے دھرتے تھے وہ</p>
--	---	---

گئی بھاگ فوج عدو اس زمان + ہوں پرہوئی اس کے دشمن کی جان

بھینجنا نفس کا آخر کار بخشی تکبر کو واسطے جنگ کے اور مقابل ہونا تواضع کا تکبر سے اور
فتح پانی اسلام کی اور بھاگنا شیطان کا اور پکڑا جانا نفس کا نہ

<p>بلا بخشی کبر کو سچہ دیا تو خود جا کے لشکر میں آیا فتور تکبر اٹھا جیسے غرانا شیر امیر تواضع ہوا جنگ خواہ کمند ایک گردن میں ڈال اور حکم ہے مغلوب غالب ہے فوج نکو کہ تاہو وے آوارہ دشمن تمام مٹانے لگے نفس و شیطان کا نام</p>	<p>وہ مرنے سے پہلے گویا مگر گیا کہا اب تو امداد کرنی ضرور مرے حکم کی اب اطاعت تو کرو ادھر لشکر روح سے با سپاہ تکبر پہ آخر ہوا عرصہ تنگ خرد نے جو دیکھا کہ کار عدو کرے حملہ جس سے ہوا ارگی غرض کر کے ہر طرف سے اڑ دھام</p>	<p>شہ نفس یہ دیکھ کر ڈر گیا سپر تیغ و زہر مال بے انتہا ہے لازم کہ جا کر اعانت تو کرو کہ فوج خرد کو کرے تاکہ زیر ہوا واقع جس وقت دونوں میں جنگ تکبر کو لایا تواضع پکڑ کہا لشکر اسلام یکبارگی کر رہی جلیسا جا میں پھر ہم انتظام</p>
---	---	---

<p>کیا حملہ ہر طرف سے آن کر تبر خنجر و نیزہ و ہم سناں ہوئے قتل سردار لشکر فرار سیہ بخت و مکار و غدار کو شہِ روح کے لاکے آگے کیا کریں قتل یا قید میں دیجئے بدی کی بنا کر کے صورت بھلی چلا جا طریقِ شریعت پہ تو</p>	<p>برسنے لگے اُن پہ تیر و تسر برسنے لگا مینھ سا چاروں طرف عزازیل بھی بھاگا ہو بے قرار لگے پاؤں میں طوق و زنجیر ڈال کری عرض حاضر ہے یہ بے حیا بُرانی کا بدلہ بُرائی ہے یار دکھا دے اگرچہ یہ نفسِ دنی یہ مکر شیطاں نہ آوے بکار</p>	<p>چھری گرز و شمشیر تیر و کماں عدو کا لگا ہونے لشکر تلف پکڑ لائے نفسِ تنہا کار کو بنا کر کے اس کا بہت زشت حال یہ حاضر ہے جو چاہئے کیجئے نہ کڑا ہر اور باطن اک تو شمار نہ کر تو خیال اُن پہ اے نیک خو ہو تو حشر میں آخرش خوار و زار</p>
---	--	--

حکم کرنا سلطانِ روح کا واسطے قتلِ نفس کے اور چھپانا وزیرِ عقل کا نفس کو قتل سے اور زنداں میں رکھنا اس کو

<p>غرض آیا جب نفس پکڑا ہوا لگا سجدہ شکر کرنے ادا ہو ا قیدِ نفس اور لشکرِ تمام ہو الملک میں تن کے فرخندہ فر وزیرِ خرد کر کے مردوں کا کام تو یہ شاہ نے حکم اس کو دیا و جو دایسے مفسد کا اندر جہاں کرے کا فساد اور فتنہ بپا وزیرِ خرد نے بجا کر ادب خدا عفو کے حکم کو بر ملا کو اب معاف اس کی تقصیر کو رہے حکم کے طوق میں روزِ چند جو سرکش ہو گھوڑا بڑا قیمتی</p>	<p>شہِ روح کے پاس جکڑا ہوا خدا کی طرف سے یہ ساماں ہوا ہے شکرِ خدا فی فتحِ ہم کو عام ہو ا شرع کے حکم کا خوب زور شہِ روح کے یاں ہو انیک نام کہ حاضر ہو جلا د تقویٰ شتاب فساد اور فتنہ کا ہے گانِ نشان تو پھر دفع کرنا ہو اس کا محال کیا عرض اے شاہ والا حسب نہیں مارنا اس کا اب خوب ہے مگر حکم ہو طوق و زنجیر کو رکھو اپنی خدمت میں اس کو سدا نہیں مارنا اس کو بہتر کبھی</p>	<p>شہِ روح جا کر کے پیشِ خدا کہ یہ دشمنِ بد پیشماں ہوا وزیرِ خرد نفس کو زیر کر گیا کفر اور فسق کا شر و شور غرض نفس کو جب کہ آگے کیا کرے قتل اس بد کو با صعدِ عذاب رہا زندہ گریہ تو پھر وقت پا ہے بہتر کہ دو مار کر یاں سے ٹال ہے قرآن میں فرما دیا جا بجا نہ قتل اس کا البتہ اسلوب ہے ہو زنجیرِ شرعی میں یہ پائے بند سفر کے لئے اپنا خادم بنا مگر گھاس اور دانہ کم اس کو دے</p>
--	--	---

<p>وہ حکم میں تیرے جس سے رہے غرض اس کی تقصیر کے معاف لکھ عجز کا طوق ڈالو مگر لگا رہنے زنداں میں بار در دوز پھر آیا ہے کیوں تو نے جنت سے رو بس اب توبہ کر اور ہوش کے ساتھ عبادات و طاعات اللہ کی وگرتہ ہمیشہ رہے گا توقیر ہمیشہ رہے تیرا برگشتہ بخت تو ناچار ہو کر کے کہنے لگا رہا شاہ کا لطف مجھ پر مدام جو نیکی کا میں نے ارادہ کیا مخالف ہوں گشتہ کا کافر ہوں میں کہ سلطان دے مجھ کو کچھ ملک اب ملے قلعہ ہے نام جس کا دماغ اگر بہ شہنشاہ نہ رکھے قبول مجھے حکم رہنے کا ہو دے وہاں مجھے شاہ ان دو سے دے اے مقام یہ پیغام جا کر مرانشہ سے کہہ مقتدر ہے سپر بھی اندر دماغ تجھے اس سے کیا جو کرے رد و کد وزیر خرد نے کیا عرضی جا کہ صحر ہے تری عقل اب اے وزیر کہ تاملک میں جا شرارت کرے اسے پانی اور دانہ دیں بیش و کم</p>	<p>جو مارے اسے تیرا نقصان ہے تو پھر پشت پر اس کے ہو دے سوار ریاضت کی زنجیر پاؤں میں کر ہمیشہ رہے قید میں یہ شقی کہا عقل نے نفس سے اے عمر گنہ کر کے کیوں دور عقل سے ہوا تو کر ساتھ ہو کر کے اب شاہ کی چھڑاؤں تجھے قید سے میں ابھی شہ روح دے تجھے کو تکلیف سخت ہو ا قید میں روح کے ناگزیر ہوں روز ازل سے میں شہ کا غلام مرے کام سیدھے کو اٹا کیا اُسے چھوڑ کر اب تو حاضر ہوں میں ولیکن کروں تجھ کو اپنا شفیع مجھے ملک سے شاہ کے باقراغ رہوں شہ کی خدمت میں مثل غلام کہ روح طبعی کا ہے وہ مکان تو کچھ کام میرا نکلتا رہے اطاعت کروں اور رہوں اس جگہ سخن کو نہیں تیرے ہرگز فروغ کہا نفس نے اے وزیر خرد جو ہو حکم مجھ کو خبر دیجیے لگا کہنے یوں شاہ روشن ضمیر امیری اُسے دی ہے پھر اب بھلا ہے بہتر کہ رہیں سدا قید ہم</p>	<p>کہ نہ تاملک میں تیرے ہر دم رہے کرے پہلے اس پر عطا شہر بار دیا حکم رہنے کا زنداں میں صاف زید جنگ اور بندگی بیگ کی ہوا اس میں یہ اتفاق ایک روز ترے حق میں جو وعدہ وصل تھا کہ تیری ہے اس میں سراسر نجات رہ حق میں ہو جست تو اے غبی نہو چھوٹنے کی کبھی پھر امید یہ جب نفس نے جانا اب تو اسیر وزیر خرد سے کہ اے خوش ادا عز ازل نے مجھ کو پر کھو دیا وہیں اُس نے آنجھ کو گمہ کیا ہوا اب تو سلطان کا میں مطیع کہ اس صوبہ میں میں رہوں باطرب تو ہو یہ عنایت تو پھر میں مدام تو ملک جگر میں کروں میں نزول جو روح طبعی ہو تاج مرے کروں جا کے واں اپنا میں انتظام کہا عقل نے نابکار دروغ رکھے بادشاہی کی بوائے کلاغ بجلا شاہ سے عرض تو کیجیے یہ سنتے ہی شہ ہو گیا بس خفا کیا سو مصیبت سے قید اس کو لا ملک کر قلعہ پھر بغاوت کرے</p>
--	--	---

ضرورت کی وقت اس سے لیں خوب کام
جدہر چاہوں دوڑاؤں میں اُسکو سخت
نہ یہ مگر بھی نفس کا جب چلا
قبول بدل راہ حج و زکوٰۃ
ولے وقت بے وقت پا کر کے راہ
تو کرتا شرت کچھ اس وقت پر
کرو نفس کے ساتھ اپنے جہاد
کہیں اُس کو شرع میں اصغر جہاد
میں تفصیل اور شرح اس کی تمام
نبی نے کہا اس کو اک حرف میں
یہ جو میں نے تجھ سے بیان کر دیا
چلا جاوے جنت میں تلے خلل
رہے تیرا دشمن تری گھات میں
تو رکھ اپنے لشکر کو آراستے
کہ جو شاہ لڑنے میں کال ہے ہو یا نہ
کہ ہے مستعد وہ ترے قتل پر
لیا نفس سے ک حساب ہر گھڑی
خبردار دونوں کے رہ حال سے
جو غفلت میں تیر گئی عمر سب
ڈرا اس خواب غفلت سے ایجاں شتاب
کو دہر گھڑی حق تعالیٰ کو یاد
مثال دے تو خواب غفلت کا حرف
رہے موت ہر دم تری گھات میں
اس عالم سے آخر گزرنا تجھے

سفر اور حضر میں رہے پھر غلام
وہ ملکوت و جبروت اور لات میں
تو ناچار یا وحق کی کرنے لگا
غرض قیدیوں کی طرح سے سدا
طرف دوسرے اپنی کرتا نگاہ
اسی واسطے ہے نبی نے کہا
کہ ہے گا جہاد اکبر اس سے مراد
میں سے نبی نے رجعت کہا
بیاں کی ہے کر غور اے نیک نام
کہا میں جو کچھ کر عمل اس پہ تو
نہاں راز کو اب عیاں کر دیا
سدا اپنے دشمن سے ہشیار رہ
تو رہ تو بھی اس کی خرابات میں
ریسان لشکر کی تو رکھ خبر
وہ کب اپنے لشکر سے غافل ہو یا نہ
تو ہشیار رہ لحظہ رہنا ضرور
نہیں تو سمجھ تجھ پہ آفت پڑی
جو ان دو سے تجھ کو نہیں کچھ خبر
ہو دشمن کے ادھر تجھے فتح کب
حساب اس سے ہر آن لیتے رہو
رہو نفس پر کرتے ہر دم جہاد
کسی کو جو پیش دشمن سے جنگ
تو مشغول اُس کی ہے ہر بات میں
تو غافل ہے پھر کس لئے اے عزیز

مددگار ہو میرا طاعت کے وقت
رہے میری خدمت میں بالراس معین
لگا کرنے طاعت صوم و صلوٰۃ
وہ کرتا تھا ناچار ذکر خدا
کبھی داؤ لگتا تھا اُس کا اگر
کہ ہے نفس دشمن تمہارا بڑا
جو مومن کریں کافروں پر جہاد
بیاں کر دیا اس کا میں مدعا
کری عمر تفصیل میں صرف میں
کہ تار و زخمشر میں ہو سرخ رو
کیا کرتا اس پر ہمیشہ عمل
نہ سو خواب غفلت میں بیدار رہ
کھڑا ہے عدو جنگ کے واسطے
کہ تپا وے دشمن کے اوپر ظفر
نہیں اپنے دشمن کی تجھ کو خبر
محاسب ہو اس نفس کا بے قصور
امیروں سے تو نفس اور روح کے
تو اس جنگ میں تو ہے عاجز مقرر
یہ بس نفس ہو روح پر فتیاب
بدی پر سزا اس کی دینے رہو
تو کرباں میں حق کی ہر سانس صرف
رکھے مستعد فوج کو بیدار نگ
جو ٹھہرا ہے اے یار مرنا تجھے
نہیں تجھ کو اس بات کی کچھ نمیز

یہ سب ہو گا معلوم مرنیکے کے وقت
نہ آوے گا کچھ کام اُس وقت وال
اسی واسطے ہے نبیؐ نے کہا
تو غافل ہے کیوں اس سے دُرات میں
تو کر قتل نفس تباہ کار کو،
نہ غافل ہو اک دم نہ اک آنہ سُست
کہ اک لحظہ مرنے سے غافل نہ ہو
کر اس خار سے ملک کو تن کے صفا

الہی آہی آہی آہ
لعین نفس و شیطان مکار نے
مرا ملک جاں خالی ہو غیر سے
ملاقات کا تیری جو بندہ ہوں
ترا حسن اک شبہ آفاق ہے
شرابِ محبت کا پیتا ہے جام
سوا تیرے تباہیاں کون ہے
طرف اپنے کوچہ کے دے مجھ کو راہ
خصوصاً گنہ گنہ کا رکے
رہا خوابِ غفلت میں میں بے خلل
کرم سے مرے کام آسان کر
تو راضی ہو جس میں وہ لے مجھ سے کام
مرا دل غمِ عشق سے ریش کر
کہ دل سے قرار اور جاسر سے ہوش
مرے دل کو رکھ اپنی جانب رجوع

مجھے اس جہاں سے گذرنیکے وقت
تجھے چار و ناچار مرنا ضرور
جہاد اپنے تو نفس سے کر سدا
مخالف جو ہو یار کی راہ میں
اور اُس کے تمامی مددگار کو
بس اک نکتہ پر ختم کی میں کلام
کبھی کمر دنیا پہ مائل نہ ہو
آہی بحق نبیؐ پاک ذات
اٹھا کر اب امداد و ستِ دعا
دعا مانگ حق سے بصدالتجا

مری نفس و شیطان نے مری ہے راہ
ذرا لشکرِ عشق کو حکم ہو
ہو آباد جاناں کی نت سیر سے
ترے در سے ہے سب کو غم و نیاز
ہر اک تیری صورت کا مشتاق ہے
نہ کیوں کر ہوں ہم تیری جانب رجوع
عیان اول آخر یہاں کون ہے
الہی گنہ سب کے اب بخشدے
فقیر اور حقیر اور تباہ کار کے
نہیں نیک عمل کچھ مرے پاس آہ
نظر مجھ پہ رحمت کی ہر آن کر
مے عشق سے اپنے اک جام دے
یہ دردِ المِ بیش سے بیش کر
رہے دل میں یوں آتشِ عشق یار
کرے ہر روتیرا اُسی میں طلوع

سوا حسرتِ افسوس کے اے میاں
سفر کے لئے توشہ کرنا ضرور
رہے ہے یہ دشمن تری گھات میں
اُسے ڈال دے قہر کے چاہ میں
لڑائی میں رہ اسکی دن رات چست
بقول محمدؐ علیہ السلام
ہمیشہ تو کر نفس کے برخلاف
مجھے بھی ہو اس نفسِ بد سے نجات

لیا گھیر اب فوجِ اغیار نے
کرے قتل گر فوجِ اغیار کو
الہی میں عاجز ترا بندہ ہوں
کرم تیرا ہر اک کا ہے چارہ ساز
ترا ذکر ہر اک کرے صبح و شام
تیرا ہر وحدت سے سب پر طلوع
الہی آہی براے آہ
چھپے یا کھلے سب کے سب بخشدے
کہ مجھ سے ہوا کچھ نہ اچھا عمل
سوا تیرے فضل و کرم کے آہ
شرابِ محبت کا دے مجھ کو جام
اسی درد سے مجھ کو آرام دے
کرے عشق آجھ میں جوش و خروش
کہ گرمی سے اس کی نہ پاؤں قرار
ہو روشن ترے نور سے شمع جاں

کہ دیکھوں ترانا جمال ہر زماں
میں دیکھوں نظر کو اٹھا کر جبر
بحق نبیؐ اور آلِ رسولؐ
بحق علیؑ اور عثمانؓ نہ پاک

مجھے اپنی صورت میں یوں محو کر
سو اتیرے آوے نہ کوئی نظر
بحق ابو بکر صدیقؓ نہ دیں
رہے مجھ میں مری جان پاک
ہزاروں درد اور ہزاروں سلام

رہے مجھ کو اپنی نہ اصلاً خبر
ابھی دعا میری ہووے قبول
بحق عمرؓ شاہ والا یقین
پڑھان سب پہ انداز تو صبح و شام

خاتمۃ الرسالۃ

بس اب ہو چکا یہ رسالہ تمام
سچے نفس و شیطان سے وہ بے خلل
غرض جیب ہو ایہ رسالہ تمام
کسی مرد حق نے بصد پر ضیا
سن و سال سحری خیر الانام

پڑھو اس کو اے دو تو صبح و شام
مرے بھی لئے کیجیو اب دعا
جہاد اکبر اس کا رکھا میں نے نام
کیا میں نے ہندی ملا کر کچھ اور
تھے بارہ سواڑ سٹھ ہو جب تمام
ابھی تو کر رحم شناس و سحر

پڑھے اور کرے جو کہ اس پر عمل
کہ ہوں نفس و شیطان کے شر میں پھنسا
یہ مضمون تھا فارسی میں لکھا
کہ تا خاص اور عام سمجھیں بغور
مولف و کاتب و خواہ نندہ پر

نَمَہ

مستند علماء کی مستند کتابیں شائع کرنے والا ادارہ دارالاشاعت
مولوی مسافر خانہ کراچی علی

اصل ہے سوائے عشق ہے اسکی تمام کیا ملک کیا انس نہیں کیا خوش و طیر مست انسان ہے شراب خاص سے مست جام عشق ہے بن عشاق مومنان مخموراز جام ظہور صومع و مجرکشت و دریر میں گر نظر ہے ہر اک کا یار اور ہے جمال حق سے بدل آشنا سارے عالم کا وہی معبود ہے رابطہ اسکو ہے سب کی جان سے ایک جرم سے ہوا بیہوش ایک مغرق ہیں دریا میں سب جو بے تاب میں عجب بیخود تماشا ہے عجیب منظر بادی شہ آگاہ ہے میں اسی خوش شیر کے سائے تمام چھوڑ سائے خور کی ہر جانب رواں جب تلک رکھے نہ دریا میں قدم رکھو تو فرق مراتب پر نظر ہوش لڑکے ہوش سے بیہوش ہو عرض کر اس سے کراے جان جہان اے مرے معبود اے میرے الہ اے مرے مطلوب دل مطلوب جہاں بچے زیادہ مصیبت کچھ نہیں کیونکہ جو جان واصل جانان نہیں یا الہی مجھ کو مجھ سے دور کر	سب درخان جہاں قصاں ملام عشق نیکی ہے ہر اک کی حسین سیر عشق میں دیتا ہے جل اخلاص فانی و باقی ہیں اس سے عارفان کافران ہیں مست بیکر آب شور شہر جنگل جادو و خیر میں پر ہے باطن میں ہوی کیجیے جو غور بر لقب میں کرتا ہے اسکی شنا سب کو ہر شے سے وہی مقصود ہے بانو اسہرک ہے اس کے خوان سے کر گیا دریائے کونوش ایک مست ہیں مستی میں اور نگلیں شراب در بدر پھرتے ہیں اور گھر میں حبیب منظر اسم مفضل گمراہ ہے بر حجر بر شجر بود بر دیوار دام تاکہ ہو سر یقیں تجھ پر عیاں مار اس مسئلہ میں تو ہرگز نہ دم تانا ہو ایمان میں تیرے ضرر اپنی ہستی سے ذرا خاموشی ہو	کوہ دشت و بحر و بلاد پست جملہ عالم کیا عقل و کیا وحوش انبیاء و مسرور جام وصل سے اہل باطن جام وحدت سے ہیں مست زائد اسکے جام سے گم کروہ ہوش مومن و ترساور و مغر و خوار اس کا جو با ہے ہر اپنے طور پر ہے ہر اک کا ذکر اور تسبیحات اور ہے ہر اک کو مستی دل شوق اور ایک سے اک گھونٹ سے گم کردہ ہوش الغرض ہر اک بانداز خمار مغرق ہیں پانی میں اور بیا سے پی آہ ہر کوئی ہر اسم سے ہے فیضیاب کر چاک دریا کی میں کو جو میں خور عارضی ہیں چند مدت کو میاں کر نظر دریا میں موجوں کو گذار یعنی مبت بچال اس میں قال کر بس نہ کر امداد تو زیادہ کلام ہرٹ ادھر سے اور اٹھا کر تھک تو	سب شراب ہوش سے اسکی میں مست میں شراب عشق سے سب مدوش اولیاء مخمور بارہ اصل سے اہل ظاہر و دروغ کثرت سے ہیں مست زندہ اور او باش اسکے درد نوش عاشق اسکے میں نہاں و آشکار ایک سے ہے دوسرا میں بیخبر ڈھونڈتا ہے اسکو ہر اک اپنے طور رکھتی ہے ہوں جان اسکا ذوق اور کر گیا ہے دوسرا دریا کونوش بیخود و سر مست ہے جو بے یار بیخود و سر مست ہیں اور بارہ خواہ کوئی آسودہ ہے اور کوئی خراب ایک رنگارنگ ہے ان کا ظہور ہونگے آخر اصل میں اپنے نہاں تاکہ ہو معلوم تجھ کو سر یار حال ہو کر تو کشادہ بال کر تاخرا بی میں نہ چڑھا فہم عام کو طلب اس سے اب اسکی ذات تو بے تر ہے ہرگز نہیں ہے جان میں جہاں ہے تو ہی مقصود دل بے اشتباہ
---	---	---	---

مناجات بجناب الہی تعالیٰ شانہ

اپنے ملنے کا بتا کوئی نشان اس سے بہتر ہے کہ چراؤں کہیں جان ہے جاں ایک جانیں جان نہیں تاکہ دیکھوں تجھ سے تجھ کو اک نظر	اے مرے محبوب اے میرے حبیب جو نہ دے تو جان کو راہ وصال کہ بتلگ یارب نہیں تجھ سے جدا دو جہاں ہے کچھ نہیں تجھ کو طلب	ہوں غم دوری سے مرے کچھ قریب جان ہے تجھ ہی ہے جان تجھ پر وبال جلوہ گر ہو مجھ کو کر تجھ سے جدا تجھ سے کرتا ہوں دلے تجھ کو طلب
--	--	--

مناجات دیگر

دو ذوق عالم سے نہ مجھ کو کار ہے یا الہی تو ہے رحمان و رحیم یا الہی تو ہے خلاقِ جہاں گرچہ در عالم ہے تو بے نیاز مونس غمخوار گاں ہے تیری ذات ہے مریض لا دوا کی تو دوا ہے مرے ہر درد کی تو ہی دوا مرا مونس بیکی میں ہے تو ہی تو ہی خالق تو ہی رازق تو ہی رب ایک صد حسرت بایں لطف و عطا ہے یقین گر عمر بھر عصیاں ہو اب ہو بطورع تیرا اگر ماہِ نجات لطف و احسان کیا کروں تیل و رقم گھر میں مومن کے مجھ پیدا کیا یعنی دارالکفر سے مجھ کو نکال تھا گناہوں کی نجات میں بھرا اپنی رحمت کے پیادے بھیج کر لایا اگر گلشن میں خارستان سے ہوں پڑا اگرچہ برا ہوں یا بھلا مگر نگاڑا تو نے اے شاہِ جہاں یوں ہوں ہے اب تو بے پروردگار ہے مجھے شاہی گدائی میں تری عزت و ذلت تمامی شکرو صحو الغرض پھر بھر کے آخر در بدر یونہی آنکھوں کو بھی میری سر بسر	مالک دارین شاہ انسِ جہاں ایک بیچاروں کا نوچہ چارہ ساز چارہ بیچار گاں ہے تیری ذات ہے ہر اک حاجت کا تو حاجت روا ہے تو ہی مرہم مرے ہر زخم کا میرا حافی بے بی بی ہے تو ہی دوسرا تجھ بن ہے میرا کوئی کب میں کروں ہر دم تری جرم و خطا پیش خورشید کرم ہوں محو سب ظلمتِ عصیاں ہو نو صالحات کرتا ہے جو جو کہ تو مجھ پر کرم عقل و علم و نور دیں مجھ کو دیا لایا بیت اللہ میں بے قبل و قال ظاہر و باطن میں سر سے تا بپا کھینچ بلوایا مجھے یاں سر بسر دور منت کیجو اباسِ بستان سے چھوڑا اس دیکو کہاں جاؤں بھلا پھر بنا میرا ٹھکانا ہے کہاں یہ تیرا کوچہ ہوا در میرا اخبار ہے نوا سب مینوائی میں تری ہے ضاد و ناز میں تیری نحو اب تو آ رکھا ہے تیرے در پہ سر جلوۂ دیدار سے روشن تو کر	تو ہے سلطانِ دو عالم سب فقیر دستگیرِ بیکساں ہے تیری ذات ہے پناہ ہے پناہاں تیری ذات آسر اے آسروں کا ہے تو ہی ہے انیس و حشتِ فرقت تو ہی رنج و غم میں ہے مرا غمخوار تو الغرض ہر کام کا میرے کفیل پر کروں کیا آہ تیرے علم و دیر گر تری بخشش کا نکلے آفتاب گر تر دریا رحمتِ جوش کہا قطرہ ناپاک سے مجھ کو بفضل پھر کرم پر یہ کرم مجھ پر کیا گرچہ میں لائق نہ تھا دربار کی کی نہ میرے جرم و عصیاں پر نظر کر دیا اپنے مشرف دار سے گرچہ میں نالایق دربار ہوں منہ مرا اس در کے گر قابل نہیں اس سے زیادہ اب تمنا کچھ نہیں کچھ نہ دو عالم سے خواہش ہے مجھے خواری و صوائی و ذلت مری تو ہے گراخی تو ہے عزت مری موجو سر کو مرے اے سرفراز کر مرے کانوں کو اسرارِ ناکا گھر	پرتو ہی تجھ مجھ درکار ہے صاحبِ جو دو کرم فضلِ عمیم تو ہے نذر آور تو ہی اور سب حقیر مستغنیٰ علیاں ہے تیری ذات ہے غمخوار گناہاں تیری ذات بے سہاروں کا سہارا ہے تو ہی ہے رفیقِ شدتِ غربت تو ہی تنگی و سختی میں حافی کا رتو ظاہر و باطن تو ہی ہے بے دلیل کرتے ہیں مجھ کو گناہوں پر دلیر سہو شبِ جرم و خطا روزِ ثواب مثلِ خس دے سب گناہوں کو ہا کر دیا پاک و لطیف و خوب شکل اپنے گھر سے بھی مشرف کر دیا پرتی رحمت نے کی غمخوار کی کر کے اپنے لطف احسان پر نظر رکھو مت محروم اب دیدار سے پراسی گلشن سے ہوں کوخار ہوں پر کروں کیا دوسرا بھی در نہیں آستانِ تیرا ہوا در میری جہیں جو تری خواہش ہے خواہش ہے مجھے تیرے کوچہ کا ہے پی عزت مری تیری نازاخی ہے بس ذلت مری گر کیا سجدے سے اپنے سرفراز سر بسر میں ہوائے شوق بھر
---	--	---	--

چشم کو گرچہ آید زلال	بجز ناہوشی ذوق وصال	پاک ہونے سے مراد دے داغ	ہونے دہرے معطر کرد داغ
محو کر بینی کو اندر بوئے یار	جس سے پہنچوں تاباغ روئے یار	گرمی و صفت سے لب کر بلب	محو ہوں جس سے خیال غریب
دو جہاں سے کر کے مجھ کو بے نیاز	دولت دیدار سے اپنے نواز	غفلت و سستی و ظلمت کر کے دور	کر عطا چستی و چالاکی و نور
دور کر کر وریا عجب غرور	بخش غم و سکنت اخلاص نور	بخش گنج فقر و درویشی مجھے	سکر و مستی محو بے ہوشی مجھے
دے شراب نسبتی کا مجھ کو جام	روح دل سے محو کر سستی کا نام	دھو مرے دل سے درونی کا حرف نام	تا تیز ما و تو اٹھ جا تمام
اے دعا گو ختم کر کے یہ دعا	سود جو عجب اب جانب خیر اورا	کر وسیلہ اسکو اے انداز تو	وصل سے حق کے ہوتا دلشاد تو
گر تو طالب ہے وصول اللہ کا	چل پکڑ دامن رسول اللہ کا	جو کہ اے انداز اللہ کا وصال	بے وسیلہ اسکے چاہے ہے محال
ختم کر کے یہ مناجات نکو			
حامد و محمود و مدوح خدا			
زینت تاج رسالت ہے وہ ذات	روشنی تحت نبوت ہے وہ ذات	ہے وہ آئینہ جمال خدا جل جلالہ	محرم خلوت سرائے لایزال
بے وسیلوں کا وسیلہ ہے وہی	بلکہ ساروں کا وسیلہ ہے وہی	ہر باں مثل پدر سب پر میاں	مردن و محشر شافع خور و کلاں
عزت شاہی و فخر سردری	شان بخشش مسند پیغمبری	ہنرتی کے لک کا ہنر ہے تو	بہتری کے بحر کا گہر ہے تو
ہے امین فخر افلاک وہ	تا جدار کشور بولاک وہ	روشنی معرش نور لامکان	شمع بزم عالم کون و مکاں
روشنی گلزار محبوبی ہے وہ	عشق کے بازار کی خوبی ہے وہ	شہ سوار عرصہ چرخ و سما	باز خوش پرواز معراج و علا
راحت و روح دان کائنات	زندگانی پروردہاں حیات	باعث ایجاد عالم ہے تو ہی	موجب بنیاد آدم ہے تو ہی
گر نہ ہوتا پیدا وہ شاہ نکو	یہ نہ ہوتا وہ نہ ہوتا میں مذتو	ہے وہ سوا یہ وجود کائنات	دونوں عالم ہے بے قصور کی ذات
ہے وہ بیشک بالیقین نخل وجود	اول و آخر وہی اصل وجود	ہے یہ سب اکٹھے اے نیک بخت	واسطہ پیل کہی بوتے میں درخت
گر ہو آخر میں وہ شاہ جلیل	پر ہے ظاہر اس کے سبقت کی دلیل	گر ہے پیچھے انبیاء کے ظاہراً	پر حقیقت میں ہے سبکا پیشوا
گرچہ آخر ہے ثمر اول شجر	کب شجر ہوتا نہ ہوتا اگر ثمر	جب ثمر سے یہ شجر ظاہر ہوا	پس ثمر ہی اول و آخر ہوا
کیا کمال مہوہ میں نقصان ہے	جو وہ اول سابق بستان ہے	مہوہ کو سبقت ہوئی جب باغ پر	ہے وہ اول وہی آخر سرسبز
بس سمجھ لے اس سے تو لے نہ ہوں	رمز سخن الاخر و السابقتوں	ہے وہی شاہ مناسب اسکے خیل	ہے وہی مقصود کل باقی طفیل
پر محمد تو اول اس پے صلوة و سلام			
چار بار اس کے میں چاروں خلعت حق			
میں ابوبکر و عمر و عثمان علیؓ			
زیب ایوان شریعت ہیں یہ چار			
دوست پیغمبر کے اور حق کے ولی			
روشنی باغ طریقت ہیں یہ چار			
چاروں پیغمبر کے ہیں برحق وزیر			
میں یہ ملک معرفت کے شہر یار			
ہی حقیقت کے ہیں کی یہ بہار			

نعت شریف پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ہے وہ آئینہ جمال خدا جل جلالہ
ہر باں مثل پدر سب پر میاں
ہنرتی کے لک کا ہنر ہے تو
روشنی معرش نور لامکان
شہ سوار عرصہ چرخ و سما
باعث ایجاد عالم ہے تو ہی
ہے وہ سوا یہ وجود کائنات
ہے یہ سب اکٹھے اے نیک بخت
گر ہے پیچھے انبیاء کے ظاہراً
جب ثمر سے یہ شجر ظاہر ہوا
مہوہ کو سبقت ہوئی جب باغ پر
ہے وہی شاہ مناسب اسکے خیل

در مدح چار یار کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

دوست پیغمبر کے اور حق کے ولی
روشنی باغ طریقت ہیں یہ چار
چاروں پیغمبر کے ہیں برحق وزیر
میں یہ ملک معرفت کے شہر یار

قطرہ دیک کی ہیں یہ دیوار چار	ملت حق کی ہیں یہ بہار چار	پس طریق حق کے چاروں رہنمویں	پس بیلیوں غفلت کے ستون
ہے یہ ملک اسلام کی سرحد چار	جو ہو باہر ان سے ہم درود خوار	بحر وحدت میں ہیں چاروں غولان	ہے حقیقت یک ظاہر چار تن
جو کہ دو بجھ انہیں احوال ہے وہ	دو جہان میں بے شبہ بیکل ہے وہ	جو کوئی ان سے ہو ابد اعتقاد	ہے وہ دو عالم میں بیشک نامراد
جو ہیں اہل بیت اور آل رسول	در مدح اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین		
ہے ہر اک ان سب کا بیشک یقین			
جس قدر سوانے الفت میں کمی	اس قدر ہے دین ملت میں کمی	ایک کا بھی ان سے ہو مد خواہ ہو	راہ حق سے بے شبہ گمراہ ہو
جتنے ہیں اصحاب پیغمبر تمام	ہے ہر اک انجم ہدایت والسلام	اک صحابی سے بھی گرو سوظن	ہے وہ بیشک لائق گردن زدن
بیچے تو ان سب چالوت و سلام	در بیان باعث نظم و تصنیف این		
ہو گیا اے دوستو یوں اتفاق	مثنوی مسمی بہ تحفۃ العشاق و مدح		
رہتا تھا مسجد میں اپنے متصل	عشق و قدح عقل جزوے		
ایک دن پڑھتا تھا میں نغاث انس			
جوش پر تھا بحر علم عارفان			
۴ حاضر کے دلیں وہاں اے شائق	کھل رہا تھا گلشن عرفان حق	اولیا کا حال سن مسرور تھے	ماسوائے تجھ غرق نور تھے
رفتنہ رفتہ حضیۃ تحفہ کا ذکر	آگیا اس عاشق شستہ کا ذکر	سن کے ان کی شان شوکت چاہ عشق	بہت مردانہ اندر راہ عشق
بول اٹھا ہر اک بصد زدن سرور	ہے یہ قصہ نظم کے لائق ضرور	خاص کہ قطب زمان شاہ وفا	آفتاب معرفت بحر صفا
کامل اکمل ولی بے بدل	عاشق ذات خدائے لم یزل	صاحب ارشاد و تلقین سبق	عاشق صادق شہید راہ حق
برگزید و جہان مقبول رب	منشرب حقیقی و فاروقی نسب	یعنی شیخ حافظ محمد ضامن آپ	مجھ کو فرمانے لگے کہ خطاب
نظم کر اس قصہ پرورد کو	گرم کر اک بار ہر دل سرور کو	مثنویاں میں مجازی عشق میں	پر بہت کم میں حقیقی عشق میں
قصہ تحفہ اگر منظوم ہو	رتبہ عشاق حق معلوم ہو	ریختہ میں نظم کو اسکو تمام	تاکہ سمجھیں اسکو سارے خاص عالم
جان لے تا ہر کوئی بے قیل و قال	عاشقان حق کا یہ ہوتا ہے حال	دعویٰ جو کرتے ہیں جھوٹا عشق کا	سہوٹی میں ہوں سنگے رتبہ عشق کا
تا بش گھٹا عشق حق سے گرم	ہر کہ بس دل سنگ ہو چون موم شام	عاشقان صادق بھی منکر چاہ عشق	چاق اور چونید ہو اندر راہ عشق
جان لین تا عشق کی سب ہم راہ	چاہتے کو اپنے کرتا ہے تباہ	عاشقان سستہ میں سرخیل پر دم	ہے یہ راہ عشق نے نانی کا گھر
عشق ہے جہاں اک بلانے جا گلدار	ہے ازل سے دورست کش دشمن نواز	عشق کا سب آگاہ ہے رنگ و دو	ہے ازل سے عقل میں اور سب جنگ
عقل چاہے کہ جو عیش و فراغ	عشق ہے چارچ غم سینہ پر داغ	عقل چاہے غربت جاہ جلال	عشق و لذت خواری دور و طلال
عقل چاہے عیش و ملک و سلطنت	عشق عجز و فقر و فاقہ نمکنت	عقل چاہے عیش و عشرت خرمی	عشق درد کلفت و رنج و غمی

عقل چاہے ہے کہ توشیر و شکر	عشق کہتا ہے کھا خون چکر	عقل کہتی ہے کہ چل گلزار میں	عقل کہتا ہے کہ چل گلزار میں
عقل چاہے ہے تباہ و برباد	عشق کہتا ہے سامان کفن	عقل کہتی ہے کہ عیش و طرب	عقل کہتی ہے کہ عیش و طرب
عقل کہتی ہے کہ چل بازار میں	عشق لیجا جنگل و کہسار میں	عقل چاہے دولت مسروہاں	عقل چاہے دولت مسروہاں
عقل لیجا گلشن و گلزار میں	ڈالتا ہے عشق جلتی نار میں	عقل چاہے ہے حیا و نام و ننگ	عقل چاہے ہے حیا و نام و ننگ
عقل میں اور عشق میں ہستی ہے لاگ	عشق جب آیا تو جاے عقل بھاگ	ہو بکھڑ عشق کا جسم ظہور	ہو بکھڑ عشق کا جسم ظہور
عشق کیا ہے درد غم کی کان ہے	غیر دلبر کا عدوئے جان ہے	کیا کہوں میں عشق کی نیرنگیاں	کیا کہوں میں عشق کی نیرنگیاں
نار کو گلزار کر دیتا ہے عشق	دار کو دلدار کر دیتا ہے عشق	خاک میں جس کو ملا دیتا ہے عشق	خاک میں جس کو ملا دیتا ہے عشق
درد میں اس کے دوا ہے سرسبز	مرض میں اسکے شفا ہے سرسبز	مارنا اس کا جلا دیتا ہے جان	مارنا اس کا جلا دیتا ہے جان
رنج میں اس کے گنج بیکراں	مرگ ہے اس کی حیات جادواں	عشق کے برعکس ہیں سب کار و بار	عشق کے برعکس ہیں سب کار و بار
اس کی دیرانی کو آبادی سمجھ	خاک کو گل غم کو تو شادی سمجھ	کلفت و تکلیف کو راحت تو جان	کلفت و تکلیف کو راحت تو جان
عشق کی ذلت کو تو عزت سمجھ	خواری و زاری کو حرمت سمجھ	عشق کی تعریف ہو کس سے بیاں	عشق کی تعریف ہو کس سے بیاں
تہ صورت رحمت پنہاں ہے عشق	اد و طبیب درد بیدار ہے عشق	اول آفرین ظاہر و پنہاں ہے عشق	اول آفرین ظاہر و پنہاں ہے عشق

الرجوع بقصہ

ہے بیان عشق تو بس بے بدل	انکے فرما نیکیوں نے بے عذر	اب کر و ارشاد حافظ پر عمل	رکھ لیا سرمد سعادت جان کر
گرچہ جگو شعر کوئی میں نہ تھا	بلکہ ان کے گوہر ارشاد کو	پر نہ دینا تھا مجھے فرصت زماں	ہو گئے پس حضرت حافظ شہید
خوش مذاقی اس چہا کی رنگ و بو	وہ تو ہاں جام شہادت پی رہے	ناز و نعمت میں ہیں وہ مشغول دماں	آپ تو جا کر کیا جنت میں گھر
آپ تو بے رنج و غم مثل عروس	عیش و عشرت میں ہوئے مشغول دماں	دعویٰ حب و قرابت کر گیا	دعویٰ حب و قرابت کر گیا
دھڑکے جگو شعر کوئی میں نہ تھا	بلکہ ان کے گوہر ارشاد کو	پر نہ دینا تھا مجھے فرصت زماں	ہو گئے پس حضرت حافظ شہید
خوش مذاقی اس چہا کی رنگ و بو	وہ تو ہاں جام شہادت پی رہے	ناز و نعمت میں ہیں وہ مشغول دماں	آپ تو جا کر کیا جنت میں گھر
آپ تو بے رنج و غم مثل عروس	عیش و عشرت میں ہوئے مشغول دماں	دعویٰ حب و قرابت کر گیا	دعویٰ حب و قرابت کر گیا
دھڑکے جگو شعر کوئی میں نہ تھا	بلکہ ان کے گوہر ارشاد کو	پر نہ دینا تھا مجھے فرصت زماں	ہو گئے پس حضرت حافظ شہید
خوش مذاقی اس چہا کی رنگ و بو	وہ تو ہاں جام شہادت پی رہے	ناز و نعمت میں ہیں وہ مشغول دماں	آپ تو جا کر کیا جنت میں گھر
آپ تو بے رنج و غم مثل عروس	عیش و عشرت میں ہوئے مشغول دماں	دعویٰ حب و قرابت کر گیا	دعویٰ حب و قرابت کر گیا

مگر چہ ہم لائق نہ تھے دیکھ کے کفش برداری میں رہنے شاہ کے شاہ کو زیبا ہے کب تنہا روی گو بہت خادم نہیں تھوڑے سی

در بیان محرومی و ندامت بر حال خود حسرت مفارقت بزرگان و یاران طریقت و اظہار غم جدائی ایشال

آہ وادیلادریغا حسرتا
ساتھ کا اپنے ہر اک واصل ہوا
صاف تھے جو چلے صاف لڑکے
بلبلوں نے گھر کیا گلشن میں جا
گھر کیا طوطی نے شکرستان میں
شیر حق کا آہوئے عرفان شکار
نرگس و ریحان کو جا آہوئے
مرغ آبی نے کیا دریا میں گھر
مرد باہمت ہوئے شہ پر نشانہ
گو ہر مطلوب ہر اک نے لیا
غم کا اپنے کون ہے غمخوار آہ
ہو گئے وہ محو نعمت اسقدر
آہ وادیلکوئی مہدم نہیں
دلکی دلمیں رکھ کے چپ رہتا نہیں
بعد مدت کے اب آئی المراد
حسب ارشاد ان کے میں لیکر فلم
عشق کی باتیں سنا ناہوں نہیں
گر نہ عاشق ہے تو عشق کا ذکر
عشق کی باتیں ہیں وہ نہ وہ
ہوش سے ہوش ہو کر ہوش کر
تا مزا دیوں مری باتیں تجھے
وے وہ پہنچا شہر الفت میں تجھے
معدا دل کا اسے حاصل ہوا
مثل تلچٹ رگیا میں زیر خاک
بوم ویرانہ میں مکرنا رہا
زراغ و نہر گر ہے خارستان نہیں
سگ ہے بہر استخوان کو چو نہیں غار
اور شریاں خار بن جرتے رہے
مرغ خاک کی لٹتا ہے خاک پر
ہم سے دوں میں نفس کے ہاتھ غور
غور غور میں بحر حیاں میں رہا
حال دل جس سے کروں اظہار آہ
خواب میں بھی تو کم آتے ہیں نظر
جو سے میری مصیبت کے تیش
پہنچا ہر اک منزل مقصود رہا
جو کہ نوری تھے گئے افلاک پر
گھر کیا قمری نے شاخ سرور پر
ماہی حق نے تولی دریا کی راہ
جاملا دیا سے آب سیل بار
دست شہ پر جاملا شہباز پر
پر تھے جن کے سوئے بستان اٹکے
حیف ہے صریح یاران طریق
آہ صد افسوس حسرت آہ آہ
جو کہ تھے غمخوار اپنے چل گئے
دور سفر و مل کے چلتے ہیں داں
نہ مرا مہدم نہ کوئی ٹنگار
نہ افسوس حسرت آہ آہ
زیر پائے رنج ہم کو مل گئے
آتش فرقت میں جلتے ہیں یاں
غم مر غمخوار ہے میں غم کا یار
قصہ تراخہ کو اب کہتا ہوں میں
حضرت حافظ کی وصیت تجھ کو یاد
قصہ تحفہ کون یار و رقم
حق سے ملنے کا سچا اے راہ جو
گر چہ تجھ سے بھی بدلی بخت تر
خشک مغز و ناکا ہو جس سے ماغ
جمع کر کے کھڑی باتوں پہ دھیان
کھینچ لیا تجھ کو بوتا کوئے عشق
سنے سے تجھی خود بوتا ہے عشق
راہ اس رہے کوئی بہتر نہ ہو
عاشقوں کا ذکر کرتا ہے اثر
ہے وہ سیراب عشق کی باتوں کا باغ
سب طرف سے بند کر کے کھول کان
تجھ کو بھی آجاکہ شائد بولے عشق
دیکھنے ہی سے نہیں ہوتا ہے عشق

مقدمہ شروع داستان حضرت بی بی تحفہ

|| مغینہ قدس سرہا ||

مگر ہی سے راہ پر لاتا ہوں نہیں
دور کر کے ماسوا کا اس سے مکر
مردہ دل زندہ ہوا نہر کو رتن
گوشت سے بیگوش ہو کر گوش کر
عشق کی معلوم ہوں گاتیں تجھے
غرق کر دے بحر وحدت میں تجھے
راہ اس رہے کوئی بہتر نہ ہو
عاشقوں کا ذکر کرتا ہے اثر
ہے وہ سیراب عشق کی باتوں کا باغ
سب طرف سے بند کر کے کھول کان
تجھ کو بھی آجاکہ شائد بولے عشق
دیکھنے ہی سے نہیں ہوتا ہے عشق

میں بہت عاشق کرے دیکھے جمال
بلکہ کال عشق ہے عشق شنید
کیونکہ ہر عشق خبر دل سے حصول

در بیان نمبر عشق حقیقی و عشق مجازی و ذم عشق مجازی

دیر تاج دل کے ہے نہ دل تنج
حسن محبوبانہ عالم سر بسر
دیدم تا اسکو تہ دل ہوتا جودل
اس سے زیادہ چاہئے تفصیل کر
کس نے دیکھا ہے خدا کو آشکار
تاگل اوصاف حق عاشق نے
راحم و رحمان رحیم و برد بار
عاشق و معشوق محبوب جہاں
ہے وہ اول ہے ہر بات اسکی ذات
۹ ہے ازل سے نابود وہ ایک سا

سوچہ اس نکتہ کو کر کے دل جمع
عکس حسن حق ہے بیشک جلوہ گر
چھوڑ سایہ اصل سے جاتا ہے مل
آئینہ دل صاف کر اور کر نظر
سن کہ وصف امکا کرے بہن جاں نثار
دل میں پھول اسکی تمنا کے چنے
رائیگاں بخشندہ نعمت بیشمار
طالب و مطلوب مرغوب جہاں
ہے وہ آخر ہے نہایت اسکی ذات
ہے ہر اک صورت میں وہ جلوہ نما
جلوہ گر ہر دم بہر رنگ و مثال
نافی غیر اور مثبت ذات میں
لے برد تا پردہ عزت تیرا
ماسوا کو ترک کر اور حق سے مل
اور امام اور اولیا اقطاب سب
وہل حق کی چارہ سازی کیلئے
ہیں پڑے چاروں طرف تجھ پر حجاب
مل نہیں سکتا کہ پاوے حق کی راہ
تا تب غفلت کو کر دے سر عشق

یومنون بالغیب ہے مقبول حق
اصل کو کر ترک سایہ دیکھ کر
گر ہے دل پر گل سے کم کب مل ہو
سر کی آنکھیں دکا پردہ ہے مقرر
انبیاء اس واسطے آئے یہاں
یعنی ہے وہ ذات بیشک و یقین
عالم الاسرار ستار العیوب
اول اور آخر وہی اور جزو کل
ہے وہ ظاہر بالکمال استتار
ہے وہ اک شان اور ہزاروں شانیں

فرد مطلق لا الہ الا ہو
کیوں ہے اسی گمراہ غافل سدا
حق سے باہر ص و ہوا تو کب ملے
حضرت آدم سے تا آخر نبی
وہ صفات و حال و خوبی جناب
تا کہ تو یہ دیکھ سکر حال و قال
نے تو کر سکتا ہے آنکھوں سے نظر
مکرب تو بہ عصا نہ راہ لے
میل سے غفلت کے کرانوں کو پاک

ہے منور بالکمال و با جمال
لاوہود و نون فی اثبات میں
تا کہ بخشند لاوہود قوت ترا
کیوں تباہ ہوتا ہے انداز بگو
بعد پیغمبر کے آل اصحاب سب
سب میں تیری عشق بازی کے منہ
ایک صرافہ فکری حیرت بے حساب
پھنس گیا دلدل میں تو غفلت کے ہاتھ
کر تو پھیرا دل میں پانے در عشق

گوش دل سے من سری سقطی سے نقل
نقل اپنی کرتے ہیں حضرت سری
کہتے ہیں اک شب ہوا یہ اضطراب

شروع داستان و بیان حال حضرت
سری سقطی رحمہ اللہ تعالیٰ

سکے پانی عشق سے بس گوشمال
ناقص و بے اعتبار ہے عشق دیدر
عشق بصورت گاہے دیدہ سے نزول

یومنون بالعیین ہے مغرور حق
عاشق ناقص نے دی جاں عکس پر
عکس پر جو اصل سے ماثل ہے وہ
کھول دیکھ آنکھ سر کی بند کر
تا کریں اوصاف حق تمپر عیاں
خالق و رزاق و رب العالمیں
غالب و قبار غفار الذنوب
ظاہر و باطن وہی معبود کل
ہے وہ باطن تحت ظاہر آشکار
جلو کر لاکھوں طرح ہر آن میں ۹

بیچوں بیکف روشن چار سو
لاو کو کر تو درد دل سدا
ترک جب لاو کر تے تب تو ملے
وصف حق کرنے چلے آئے سبھی
جس میں تصنیف ہو گئیں صدائے
عشق کی راہ میں کرے حاصل کمال
اور نہ سن سکتا ہے کانوں سے خبر
پھر نکل دلدل سے اپنی راہ لے
بعد ازل سن یہ حکایت دردناک
جسکے سننے سے تجھ آوے کچھ عقل
ایک شب کی جو کہ تھی غم سے بھری
نے راہ و دو ظائف اور نہ خواب

مضطرب ایسے رہے وہ رات بھر	سب عبادت کا ہوا دیران گھر	قبض ایسی ان کے دل پر آگئی	مہر خاں پر گھٹا سی چھا گئی
نے راہ وہ شوق نے راز و نیاز	لذتِ سجدہ نہ کیفیتِ نماز	فوجِ بینا بی نے کر کے اژدہام	لوٹ لی پو بجی عبادت کی تمام
نے رہا درد و طائف نے درود	نے تہجد کی تلاوت کی نمود	مخفی نہ بیہوشی نہ غفلت نہ بہار	لیک تھا بے صبر بیتاب و قرار
گو عبادت سے رہے سب بے نصیب	لیکہ کیفیتِ مخفی اک دل میں عجیب	ظاہر اچھوٹا اگر وردِ نماز	تھا گر بول میں عجب سوز و گداز
بجھر کی لذت کو عشاقانِ رب	وصل کی لذت سے کم جانے میں کب	عاشقانِ حق وصال اور ہجر میں	ایک سالذتِ مزاد و نومیں لیں
اضطرابی اور بیتابی کا لطف	کیا کہوں اس شب کی بخوابی کا لطف	لطفِ بخوابی کا بخجور نے پوچھ	حظِ بیتابی کا بیتابوں سے پوچھ
ذوقِ بخوابی کا تو چاہے اگر	کوئی بخجوروں میں کرک شب گزر	لطفِ بخوابی کا ہے مطلوب گر	عاشقِ بیتاب کے رکھ پاس سر
چاہے گر کیفیتِ سوز و گداز	خدمتِ عشاق میں رکھ تو نیاز	کرتا ہے روشن و چشمِ طالبان	سر نہ گردِ قدم عاشقان
اضطرابی بے قراری کا مزا	جانا ہے جس نے دل میں ہے رکھا	لذتِ دردِ قلقِ رنج و بلا	وہ ہی جانے جو ہے اس میں مبتلا
لوٹنے کی خاک پر آرام کو	عاشقِ بیتاب جانے میں نہ تو	جانے کیا بیدار لذتِ درد کی	دردِ رنج و غم غذا ہے مرد کی
درد سے نامرد کی نکلے بے جاں	مرد کے حق میں حیاتِ جادواں	زہر مارا دروں کو ہے گرچہ مہمات	سانپ کے حق میں ہے پراجمیات
جو پڑے آتش میں ہو چکے فنا	ہے سمندر کی وہی عیش و بقا	سورشی خورشاخ تر کو دے ثمر	خشک کو دے آگ میں کر نشک تر
خون ہو فرعونوں کو آبِ میل	قومِ موسیٰ پر ہو آبِ سلسبیل	نار ہو گلزارِ ابرہہ پر	لیک ہو نمود پر تہر و شر
زخمِ گرز و تیغ و تر آبدار	ہے شہیدوں کے لئے باغ و بہار	درد و غم ہے زندگی عاشقان	مرتے ہیں اسی زندگی سے فاسقان
کیونکہ ہے دردِ بلا مطلوبِ یار	اس لئے عاشق کر یں غم اختیار	جانے ہیں عاشقانِ بے قرار	رنج میں گنج اور خزاں میں نو بہار
خدا میں گل گل میں	غم میں شادی اور شفا ہے دردیں	رنج میں راحتِ فقیری میں غنا	مسکت میں سلطنت و بے غنا
بے گلہ میں صبر بے صبری میں تاب	اگر یہ میں خندہ ثواب اندر عذاب	رحمت ہے رحمت میں اور ظلمت میں ظلم	ذلت و خواری میں عزت ہے حضور
نستی میں سستی پتی میں علو	زندگی مرنے میں گھٹنے میں نمو	موت میں جینا بقا اندر فنا	عاشقِ جانناز کو بے بے غنا
بخودی نستی غم کی سہار	دیکھتے ہیں عاشقانِ جاں نثار	خاکساری رنج و عادتِ ناسزا	عاشقوں سے پوچھ ان سب کا مزا
بے گھری و بے زری و بے پیری	بخودی و بخودی و بے بری	آہِ سرد و رنگِ ند و چشمِ تر	بے قراری انتظارِ دردِ سر
نستی دیتی و مرگ و فنا	ذلت و رسوائی و رنج و عنا	لذت اور کیفیتِ ان سب کی ذرا	عاشقانِ با وفا سے پوچھ جا
پوچھ رو نے کا مزا یعقوب سے	کلفت و زحمت کا حظِ ایوب سے	سر کے کٹے کا مزا یحییٰ سے پوچھ	لطفِ نبیِ چرنیکا ذکرِ یاس سے پوچھ
سر کے رکھوئے کا نیچے تیغ کے	پوچھ اسماعیل سے کیا لطف ہے	آہِ وزاری کا مزا آدم سے پوچھ	دردِ زہ کے لطف کو مریم سے پوچھ
جن گلوں میں ٹھوکرین کھانیکا لطف	اور سپاہوں بیچ مگر انیکا لطف	فرش سے ناعرش پھر نے کا مزا	پوچھ عیسیٰ اور موسیٰ اور احمد سے جا
زخم کھا کر خاک و خونیں ہو مگر	جان دینا بے خطر با ذوق تر	پوچھ سب کا شہیدوں سے درد	لذت و کیفیتِ ذوقِ مزا

سہو کے بیجاں جاں فدا کر نیک لطف	پوچھ جان بازو نہ وہ مر نیک لطف	پوچھ لے ہر تخم سے بستان میں جا	خاک میں ملنے سے کیا تم کو ملا
روشنی سے شمع کے جلنے کو پوچھ	شمع سے جاموم کے جلنے کو پوچھ	سیم وزر کے خاک میں رلنے کو پوچھ	کیسا سے سس کے جالنے کو پوچھ
ابر سے رونے کو خور کے سوز کو	باغ و انماں جہاں سے پوچھ تو	گریہ ابر اور سوز آفتاب	باغ عالم اس سے ہے آب مہتاب
گرمی دل چشم تر ہووے نہ گر	باغ جاں کس طرح ہو سیراب تر	عشق سے دل گرم کر اور دیو تر	گلشن جاناں تر ہو تازہ تر
عشق کی باتوں نے مجھ کو لے عزیز	کر دیا اب ایسا بے عقل و تمیز	سر بسر بکواسکی حالت میں چھوڑ	عشق بھکوں کیسا کس طرف موڑ
عشق نے اٹکے کیا مجھ پر اثر	نقل سے ان کی ہوا میں بیتبر	ذکر ان کا بھولا ان کو دیکھ کر	جس طرح ہوا ہو پیش شیر نر
عشق کی باتوں کا سن کر شور غل	خواب غفلت سے گئی بس بکھل	یاد آئی ہے مجھے جب انکی بات	یعنی فرماتے ہیں وہ یوں نیک ذات
ہندوئے شب کا جو گزرا حد سے جوڑ	ترک خود اس کا ہوا قاتل بزدل	الغرض کی رات اس طرح بسر	ہو گئی جب صبح ظاہر سر بسر
اٹھ ہنو کر کے بصد غم و نیاز	کی ادا جوں توں فجر کی میں نماز	صبح کا جسم ہوا روشن چراغ	نکلا جل بل گھر سے لے سینہ پہ داغ
چل کہیں موقوف ہوتا یہ ملال	گھر سے نکلا کر کے یہ دل میں خیال	چل کہیں ایسی جگہ تا ہووے کم	اضطرابی اور بیتابی و غم
آخر نش گھر سے نکل پھرنے لگا	در بدر صحرا یہ صحرا جا بہ جا	ماہ کی جوں کو بکولا گھر بہ گھر	شہر و جنگل میں کیا میں نے گذر
گذرانا بازار میں ہو غم بسر	اور دل مضطر تھا چون کو نہ میں نر	گر گیا گلشن میں جو گل کی کلی	معتی زیادہ اور دل کو بیکی
جو گیا سحر میں تسکین کے لئے	اور اٹھ دے بگولے آگ کے	سیر دریا کی کم کم ہوا اضطراب	جوش پر تھا اور بحر سوز و تاب
گر تسلی ہو گیا اندر پہاڑ	اور غم کا آٹھ اس پر پہاڑ	اور مزار اہل دل پر بھی گیا	پر ہوا ہرگز نہ عقدہ دل کا وا
جس جگہ جاتا تھا مثل آفتاب	تھا ترقی پر جلن اور اضطراب	آتش درد فراق بیدلاں	کب بچھے بے آب وصل دہراں
غنیچہ دل کب کھلے عاشق کا یار	بے ہوائے حمل کب یار گلخندار	کب ہو کظم زندہ کا اضطراب	جب تک دیکھ نہ روئے آفتاب
ہوئے بے گل کے ببل کو قرار	باغ میں ہووے اگر چہ سو بہار	ہووے کب قمری کا کو نہ غم دراز	گلشن و گلزار سے بے سرو ناز
دیدہ حیران نہ ہو کیوں اشتکبار	بے نظارہ نر کس بیمار بار	جائے کب عاشق کے دلکا پینچاں	ہو نہ گزلف صنم کا سایہ یاب
ہو فغاں بیدل کے دے دور کب	تا نہ ہو دلبر سے اپنے لب بلب	لوٹنا موقوف عاشق کا نہ ہو	تا نہ وہ ہم بستر جانا نہ ہو
جو کوئی ہو عشق کا بیمار یار	کب علاج اسکا ہو جزو بیدار یار	الغرض تدبیر کہیں میں سو بہار	پر نہ آیا دل کو میرے کچھ قرار
مرض ہبک نے جو گھیر اجان کو	دلیں آیا چل بیمارستان کو	کیونکہ ہوں میں بھی جو بس بیمار دل	دیکھ ہمہ دردوں کو نکلے کا ردل
دیکھ کر ہمہ درد ہم محضوں کا حال	ہو دل انگیں مر اشاید سجال	نقل سے کھلتا ہے جب آپس میں دل	جبکہ دو دیوانے بیٹھیں ساتھ مل
جنس اپنی جنس سے ہو فیضیاب	غیر جنسیت سے ہو اندر عذاب	ہے مراد ہم جنس سے ہم جنس یار	جنس ظاہر کا مہنیں کچھ اعتبار
آری ہم جنس میں صورت میں ایک	مختلف اوصاف رکھنے ہیں ولیک	جنس ظاہر کا جو ہوتا اعتبار	فرقے کیوں ہوتے بہتر آشکار
ہو گئے اوصاف جو سب رنگ بزمگ	اسلئے ہے راہنم آپس میں جنگ	نہ کریں اوصاف کو مستغنیما	پھر ہے کا ہیکو ایسا اختلاف

<p>آتش دلیں یہ اپنے ٹھان کے جا کے داروغہ سے میں اس کے کہا تاکہ دیکھوں اپنے بیماروں کو ٹمک</p>	<p>رجوع بقصہ و کیفیت بیمار خانہ مقولہ سری سقطی رحمہ اللہ</p>	<p>در پہ جانکلا بیمارستان کے کھول در بیمار خانہ کا ذرا ہو تسلی دیکھ بیماروں کو ٹمک</p>
<p>دیکھ کر پہلے تو بس تعظیم کی دیکھ کر احوال اہل ابتلا کوئی کوٹھے اور کراہتا ہے کوئی کوئی تڑپے ہے کوئی بے خواب میں سہو رہا بمل بمل نالوں کوئی کوئی پیکر داروئے تلخ فراق سینکتا ہے درد پہلو کو کوئی ہو تنہا دلوزہ سے کوئی بیقرار ہو کے مرض لا دوا سے بے اماں دیکھ حال نیک ظاہر میں خراب</p>	<p>ہا ادب اٹھ کر مجھ تسلیم کی غیچہ دل میرا کچھ بارے کھلا صبر کو اپنے بتاتا ہے کوئی کوئی حیران کوئی پیچ و تاب میں مثل بمل خاک میں غلطان کوئی زندگی سے کرتا ہے کڑوا مذاق سایں دل سے لکھ آہوں کی دوی پتی رہا ہے شربت زار و نزار جان بلب کوئی ہے کوئی نیم جان ہو گیا موقوف میرا اضطراب</p>	<p>بعد ازاں اسنے دیا جو در کھول دیکھا ہر اک کو ہے کہ زار و نزار کوئی روتا ہے کوئی کرتا ہے آہ ہے کوئی گل کی طرح سے جامہ چاک کوئی رکھتا ہے بعد زار و نزار اشک سے دھوتا ہے کوئی ریش دل درد سر پہ کوئی بیتابی کا لپ کوئی ہمیش سے شکم کی ہوتا تباہ زندگی سے نا امید ہو کر بہوش غیچہ دل کھل گیا دیکھ ایک بار</p>

ملقات شدن سری سقطی از حضرت بی بی تحفہ و بیان حالت غلبہ عشق و قدس سرہا

<p>تھا اسی میں جو گئی اک سو نظر چہرہ اس کا ہے گویا شمع حرم چشم اسکی چشمہ ہے فتنہ کا باز بیٹھی ہے ایک طرف کو چوں شیر مست قید میں بھی تھی یہ اس پر آب تاب دیکھ اسکے شعلہ رخ کی آب تاب دیکھ یہ الفت بھری صورت حبیب اور بندہ ہیں ہاتھ زنجیروں سے یوں دست بردل نغمہ خوشی بر زبان</p>	<p>دیکھتا کیا ہوں کہ اک ٹمک قمر قامت اسکا گلبن باغ حرم خال اسکا تخم شوق پاک باز دیکھ اسکو ہو گئے غم میرے پست کوہ کے اندر ہو جیسے لعل و تاب کھاتا تھا ناظر سو پیچ و تاب ڈرتے ڈرتے میں ہوا اس کے قریب شاخ طوبی سے ہی لپٹا سانپ جوں عاشقانہ غمی غزل منہ سے عیان</p>	<p>تازہ و پاکیزہ رو صاحب تمیز زلف اسکی دلم راہ سالکان بیٹھنا اسکا وہ باہمی دو قار دیکھ کر کہ جس کی جس کے بہار تھی دو آنکھیں لمکی چوں شمشیر چرخ بوئے خوشی اس سے مرے اندر داغ اور درد مضبوط ہو پہ کھڑے فلج کو دیکھا تو اسنے اس گھڑی روئی اور در کر کے ہجر آراہ سرد</p>
---	--	--

اسکے عشق اور ذوق مستی کا اثر ہے کسی فرزانہ کی دیوانہ یہ کیا خطا اس بیخطانے کی کہو کوئی بیماری نہیں ظاہر اسے ہو گیا اسکو جنوں تقدیر سے جملہ زنداں چونکہ در زنداں نشوند قید آب و گل میں آدم کو کیا بند ہو قطرہ صدف میں چند گاہ تخم کو ڈالیں زمیں کی قید میں حرص جو قید فزاعت میں ہو بند بخل کو اندر سخاوت کے چھپا بند یاد مرگ میں کر طول امل کر تواضع میں تکبر کو تو بند عشق حق میں بند کر تو جب غیر کر خودی کو تو خدا میں جو نیک تاکہ ہوان کو بایں قید نکول بند کر کے تاکریں اسکا علاج جو یہ داروغہ سے لوٹری نے سنا اے مسلمانوں نہیں مجنوں میں سکے اس سے ظاہری یہود قال نقل ہے جاتے تھے موسیٰ طور پر کر رہا تھا یوں بصد زاری وادہ ہے کہاں تو جلوہ کرتلا مجھے رات دن میں تیری خدمت میں رہوں تیل ڈالوں سرمیں ادھک لکھی کروں	پڑتا تھا دل پر مرے جوں تاب خور بے شنبہ ہے عاشق جانانہ یہ قید میں ڈالا ہے اس یوسف کو جو بے بھی چنگی کہو کیوں بند ہے اسلئے یہ بند ہے زنجیر سے منتقی وزا بدوق خواں شونند جو ہر انسان حب ظاہر ہوا تب وہ موتی ہوئے بانو بی جاہ تاکہ اس سے پھول پھل حاصل کریں ہو غنا قلی وہی اے ارجمند تاجیب اللہ ہو تو بر ملا تار ہے اکدم نہ تو بے نیک عمل تاکرے حق مرتبہ تیرا بلند تابو باغ وصل حق میں بجگو سیر تاکہ معلوم ہو نہیں جزوات ایک گوہر مقصد زرق مقصد حصول تاحصت پر ہوئے یک اسکا مزاج روٹھی اکبار اور سر کو دھنا اپنے دلبر کی ہوں پر مغنون میں ہو گئے نغمہ نہ دیکھا دلکا حال	تاش گری دلے اس کے میں پوچھا داروغہ سے میں اس گھر کی جا کیوں کیا زنجیر وطوق اس شاہ کو بولا داروغہ یہ سکر اے عزیز اس کے ملک نے کیا بند اسلئے طفل نادان کو کریں مکتب میں بند نطفہ زنداں رحم میں جب ہو بند کان میں جب قید ہو یوں زرو سیم نفس سگ زنجیر تقویٰ میں ہو قید طمع کو محو تو کل کر شتاب بولنے کو بند چپ رہنے میں کر حکم میں حق کے چھپا تو عجب کو کریا کو محو تو اخلاص میں کوصفات حق میں کم اپنے صفات اسلئے درویش فقر اہوش مند اسکے مالک نے بھی اس امیدیں ہوئے شاید عقل و ہوش اسکا بجا دردناک اک کھینچ کر کے دل سے آہ سمجھو تم موسیٰ کا چروالہ مجھے یونہی جگھو بھی دیوانی جان کر	اجانا یہ اتنی جو ہے بے صبر و حسیں کیوں کیا ہے قید میں یہ دلربا ابر میں کیسے چھپا یا ماہ کو اتنی یہ ایک مولیٰ کی شالستہ کنیز تاکہ شاید عقل و ہوش آجا اے عالم ودانا ہوتا اور ہو شمند شکل انسان تب بہ خوب اور پسند پاویں جب قیمت گراں رونق عظیم اہر عرفان کو جب کرنا ہے قید تاجیب اللہ کا پاوے خطاب ہمکلام حق سے ہو نوتا اے پسر ظاہر و باطن ترا تا ایک ہو تاکہ موتی کے بندگان خاص میں ۱۳ ماسوا سے پاوے تو تاکہ نجات چلے عزت میں ہو یوں آپ بند اس کنیز کو کیا ہے قید میں نافع لے اس سے وہ بے انتہا بولی میں ہوں اے عزیز و بے گناہ جس کے دل سے بیخبر موسیٰ رہے کر دیا قید اور نہ لی دلی خبر
--	--	---	--

تمثیل بیان چرواہہ موسیٰ علیہ السلام

تیرا دوری نے دیا تڑپا مجھے ایک دم نگین تجھے ہونے دوں چلیں میں تیرے پیچھے اچھی سیوں	ہے بتا کس جاتاوے جان جہاں خوب سال لے کے نہلاؤں تجھے ٹھونڈ کر ڈونکی تری ماروں جو بیں	تاکروں قرباں تری خدمت میں جاں اور اچھے کپڑے پہناؤں تجھے اور کھلاؤں ہر طرح کی نعمتیں
--	---	---

ہو اگر بیمار تو اے کردگار	جان و دل سے ہوں ترا میں غمگسار	ہو کچھ تکلیف اور زحمت تجھے	کر کے خدمت خوب دوں راحت تجھے
پاؤں دابوں اور چوموں ہاتھ کو	اور کروں سونیکو بستر رات کو	اے مرے رب جان مری تجھ پر نذر	اور سب اولاد گھر بار مرا
ہے کہاں تو ناتاری خدمت کروں	سینوں کپڑے تیرے اور بچہ کروں	دیکھ پاؤں میں ترے گھر کو اگر	دو دو گھی لاؤں ترے شام و سحر
مرد غنی روٹی پکا کر اور کھیسر	اور بہت لھی دہی مسکہ پنیر	لاؤں میں تیار کر آگے ترے	روز ہو کھانا تر اگھر سے مرے
اور کاہر گز نہ کھاتے دوں طعام	اپنے ہی گھر سے کھلاؤں میں مرام	رنج و غم ہرگز تجھے ہونے نہ دوں	تیری راحت کے لئے محنت بھروں
تیری خدمت سے نہ ہو فرصت تجھے	میرے خدمت سے ہونے نہ دے راحت تجھے	اے خدا تجھ پر ہو قربان میرے بجاں	اور سب بکریاں اور خانماں
اس طرح بیہودہ کہتا تھا شبستان	پوچھا چہ والہ سے موسیٰ نے کہ ہاں	اسکو کہتا ہے یہ تو مجھ کو بتا	بولا وہ جس نے مجھے پیدا کیا
اولئے جس نے زمین و آسمان	عرش و کرسی دوزخ و جنت عیاں	اور کئے جن و بشر اور دو جہاں	ہے اسی سے عرض یہ میری بجاں
بولے موسیٰ ہائے تو نے کیا کیا	ہو گیا کافر مسلمان کب رہا	ہے بیکیا بیہودہ ہر زبان کفر و جہل	بند کر نہ کر مجھ کو سمجھ اسکو نہ سہل
اس ترے کہنے سے اے بیہودہ گو	ہو گئی عالم میں ظلمت چار سو	کفر سے تیرے ہوا عالم سیاہ	کفر نے تیرے کیا دیں کو تباہ
کھانا پینا پھر بنا تیرا ہے کام	اور یہ کب خوشید کو زبیا ہے کام	گر نہ روکا اس سخن سے خلق کو	آگ آ کر بھونکے گی خلق کو
گر کہے تو حرم کرنے میں سمجھی	آگ آتی ہے نہ جلتا ہے کوئی	گر نہ آئی آگ کیسا ہے دھواں	ہو گیا کیوں دل سیاہ مرد و دیاں
۱۴۷ جو تو جانے ہے کہ حاکم ہے خدا	پھر یہ گستاخی ہے کب تجھ کو روا	دوستی بے عقل کی ہے دشمنی	ہے خدا پاک ایسی خدمت سے غنی
کس سے یہ کہتا ہے کیا خالو سے تو	یا کہ باپ اپنے سے یا عمو سے تو	جسم تن حاجات بشری تو قرار	دیتا ہے اندر صفات کردگار
کھانا وہ کھائے جو رکھتا ہو شکم	کپڑا وہ پہنے کے ہو جس کے جسم	وہ پئے شیر ہو جسے نشو و نما	چلیں پہنے جو کے ہو محتاج پا
وہ منہ ذات حق دانا ہے راز	پاک ہے ہر چیز سے اور بے نیاز	بلکہ جو بندہ فنا فی الذات ہو	صفت اسکی صفت حق میں بات ہو
اسکے حق میں بھی نہیں کہنی روا	اس طرح کی گفتگوئے نامسرا	نے کہہ در حق جناب کبریا	بے بدل بے مثل بچوں و چرا
اولیا کو کہنا ہے ادبی کی بات	دل کو کرتی ہے سیاہ اور جان کو تباہ	گر کہے اک مرد کو تو فاطمہ	گر چہ ہیں ایک جنس مرد و زن ہمہ
وہ کریگا قصد تیرے قتل کا	گر چہ ہو خوش و خرم و حلیم و یار سا	فاطمہ ہے عورتوں کے حق میں مدح	مرد کو بولے نوہ ہو رنج و قدح
ہاتھ و پاہیں بھکوا آسائش تمام	اور خدا کے حق میں آلائش تمام	لم یلد لم یولد اسکی ہے سزا	ہے وہ خالق والد و مولود کا
ہے وہ پیدائش کہ آیا جسم جو	جو ہو پیدا ہے اس عالم سے دُ	کیونکہ جو اس عالم فانی سے ہے	خلق ہے اور خالق اسکو چاہئے
بولا چہ والہ کہ تم نے یا نبی	سی دیا منہ میرا لب پر میری	اور پشیمانی کی آتش سے بھلا	جان و دل میرا دیتا تھے جلا
کہہ کہ یہ اور بھر کے دل سے بیک آہ	چھڑ کر گرے یا جہنم کی راہ	بہ خود و سر مسیت با آہ و فغان	نالہ و ناری ہو کر تارواں
آئی موسیٰ کی طرف وحی خدا		میرے بندے کو کیا مجھ سے جلا	
میرے ملنے کے لئے آیا تھا تو			
عقاب الہی بر موسیٰ علیہ السلام در مقدمہ چہرہ			
یا جدائی ڈالنے آیا تھا تو			

ہو سکے جب تک نہ لے نام فراق	رکھتا ہوں مکروہ میں لفظ طلاق	ہر کسی میں سیرت اک رکھی ہے میں	ہر کسی کو اصطلاح بخشی ہے میں
ہند یوں کی اصطلاح ہند مرج	سند یوں کی اصطلاح سند مرج	معنی دو ہوں اور ہو دے بات ایک	ہو ترے حق میں بری اور اسکو نیک
حق میں اسکے تیرے حق میں دم	حق میں اسکے تیرے حق میں سم	حق میں اسکے نور تیرے حق میں نار	حق میں اسکے پھول تیرے حق میں خار
حق میں اسکے نیک تیرے حق میں بل	حق میں اسکے خوب تیرے حق میں رد	پس بری ہے پاک ناپاکی سے ہم	اور اگر انجانی و جالاکي سے ہم
نے کیا میں حکم تالوں فائدہ	بلکہ سو بخشش کروں بندوں بہتا	اگلے کسب تسبیح سے کچھ ہوں میں پاک	بلکہ خود آپ ہو جائیں پاک
میں نہ کیوں کھولوں زبان کے نقل کو	دیکھتا ہوں اسکے دل اور حال کو	دیکھتا ہوں دلکامیں سوز و گداز	لفظ بیجا سے زبان ہو گرجہ باز
ہو زبان یاد دل حقیقت یا مجاز	چاہتا ہوں سب سے میں سوز و گداز	دل میں اپنے عشق کی آتش لگا	سر بسر فکر عیادت کو جلا
موسیا آداب والے اور ہیں	اور سوز و تاب والے اور ہیں	سوز و غم میں کرتے ہیں عشاق راج	کان ویران پر نہیں عشر و خراج
گر گناہ ان سے ہو مت عاصی کہو	جو ہوا پر خوں شہدا اسکو نہ دو	ہے وہ خون پانی سے افضل بے شبہ	سو تو اہوں سے ہے بہتر بہ گنہ
گم ہو رسم قبلہ جب کعبہ میں ہو	پارہ نہ غم ہے کیا خواص کو	رہبری منت ڈھونڈ رہے متون سے تو	جامہ چاکوں کو نہ کرو اتور فو

عذر نمودن موسیٰ علیہ السلام بخد مت شبان یعنی چروالہ

ملت عشق از سہمہ دین با جدا	یہ عتاب حق جو موسیٰ نے سنا	اس کے پاؤں کے نشانوں پر چلے	رفتہ رفتہ آخرش وہ مل گیا
اب تو ترتیب و ادب پر کچھ نہ رہ	اے معاف لعل اللہ را مایشاد	مارا کوڑا تو نے گھوڑے کے سرے	کیا کہوں کچھ کہہ نہیں سکتا ہوں اب
مژدہ دیکر اس سے موٹی نے کہا	جو ترادل سوختہ چاہے وہ کہہ	بے محابہ تو زبان کو کھول جا	اگر گیا وہ عرش سے اوپر پرے
کفر ترا دین ہے اور دین نوجاں	بولا اے موسیٰ نہیں میں وہ رہا	پا گیا میں گو گو کی بات کو	حاکم میرے کہاں پہنچے کلام
ہو گیا ہے تجھ کو اب حکم خدا	ہو گیا کچھ اور حال عالی مرا	آفرین تجھ کو بہ تیری بات کو	اس سے چپ رہنا ہے بہتر والسلام

رجوع بقصہ مقولہ حضرت بی بی تحفہ مغنیہ و بیان زور شور و غلبہ عشق حضرت تحفہ

قدس سرہا

گرچہ بھید اپنا نہ کہنے دے ہے عشق	ہو سکے کب بند عاشق کی زبان	بے کئے معلوم میرے دل کا بھید	رہزنی سے عشق کی گمراہ ہوں	لیگیا ہے وہ ہی میرا عقل و ہوش
گرچہ بھید اس کا نجانیں مردماں	کر دیا جنوں کچھ کر مجھ کو قید	سب سے غفلت اس سے پر آگاہ ہوں	وہ ہی بلاتا ہے اب مجھ سے خروش	
جبکہ تمہیں انبیا کم راز عشق	ہوں نہ دیوانی نہ میری عقل پست	عشق سے اسکے ہونہیں مست و خراب	ہوں کسی دانا کی میں دیوانی آہ	
لیک کب غلاموں رہنے دے ہے عشق	کس طرح ہوں عام چہرہ ہر از عشق	لیک ہونہیں اپنے متنا کی مست	مست چہ متی سے جسکی یہ شراب	شمع روئے یار کی پروانی آہ

مست ہوں پردل مرا ہشیار ہے	جان آسودہ مگر تن خوار ہے	ہو گیا البتہ مجھ سے گناہ	جان کی خاطر کیا تن کو تباہ
بے گناہ بس یہ کہیں بکھتی ہوں چاہ	غیر خوبی کیا ہے یوسف کا گناہ	گر گناہ ہے تو یہ ہو مجھ پر گناہ	اپنا س مجھ کو بکھیتی ہوں چاہ
عشق نے اسکے کیو جاں میں گھر	تن بدن سے ہو گئی ہوں بیخبر	شمع رو کا اسکا جب آتا ہے دھیاں	اندر اندر جلتی ہوں پروانہ ساں
آتا ہے جب زلف دل بر کا خیال	نوحی ہوں اس لئے میں سر کے بال	جبکہ یاد آتی ہے پیشانی یار	پھوڑتی ہوں سر کو دیوار سے مار
چہرہ گلگون کا اسکے کر خیال	میں طمانچوں سحر ہوں منہ کو لال	خیر ابرو کو اس کے یاد کر	کرتی ہوں قربان اسپہ اپنا سر
یاد کر وہ خال روئے گلغزار	داغ دل سے ہوتی ہوں باغ و بہار	چشم میگوں اسکی جب یاد آگئیں	جھٹ مری آنکھیں وہیں پتھر آگئیں
نوک مژگاں کا خیال ہوا سکے جب	سینہ چھین چکر مرا چلتی ہوسب	یار کے شیریں دہن کو یاد کر	نون چھڑکوں ہوں جگر کے زخم پر
یاد آدیں جب دردندان یار	گوہرا شکل سپر کرتی ہوں نشان	ہو لب شیریں کا اسکے دھیاں جب	تشنگی سے چاٹتی ہوں اپنے لب
یاد کر کے قد و قامت یار کا	کرتی ہوں شور قیامت کو بپا	یاد کر کے دلبری کی چال ڈھال	خاک میں ہوتی ہوں کیا کیا پائمال
دور سا غریب یاد کر کے یار کا	زیر کیسے گھونٹ بھرتی ہوں آہ	کر لباس ویرہی کا اسکے دھیاں	کرتی ہوں دامن گرہاں دھیاں
یاد آوے جب سراپائے صنم	جلتی ہوں حسرت سے سر سے تا قدم	یار کی ہمسری کو یاد کر	لوٹتی ہوں جیسے بسمل خاک پر
کردردندان لب خندان کو یاد	گاہ روتی ہوں کبھی ہنستی ہوں شلو	جانتی ہے خلق دیوانی مجھے	عقل سے سیکھت بیگانی مجھے
کوئی کہتا ہے اسے امیب ہے	کوئی کہتا ہے جنوں لاریب ہے	حال زار من نمی داند کسے	ہستم اندر آتش غم چوں جسے
حال سے میرے کوئی واقف نہیں	ہوں میں اندراگ کے جیسے دمی	بے مری ایسی مثال امردنیک	ناک والا ہو کئی نگہ نہیں ایک
اسکو سب کو بنادیں سر بسر	عقل و ہوش اسکا اڑادیں سر بسر	گرچہ اپنے کام میں عاقل ہوں نہیں	خلق کے نزدیک پر جاہل ہوں نہیں
جس سے میں کہتی ہوں اپنا درد غم	سکے ہنس دیتا ہے مجھ کو یک قلم	نے مرا غبار نے مونس کوئی	کوئی دیوانی کہے بے حس کوئی
ہر کسے از ظن خود شد یار من	وزدروں من نجست اسرار من	اپنی اپنی بوجہ کے سب یار ہیں	کب یہ میرے واقف اسرار ہیں
جیسے مجھے ہیں یہ میرا فائدہ	ہے حقیقت میں وہی بس مفسدہ	اور جسے جانیں کہ ہے اسمیں فساد	ہے وہی حق میں مرے انصاف و داد
درد کا میرے نہیں کرتے علاج	کرتے ہیں وہ جس سے اور کڑے داغ	بندر کرنا کب ہے وحشت کا علاج	وحشیوں کا ہو فقط صحر اعلیٰ
جو کوئی ہو عشق کا بیمار یار	کب علاج اسکا ہو جز دیدار یار	ہے کہیں ایسا کہیں زیر فلک	جائے مرہم زخم پر پتھر کہیں نمک
ہے یہ کس حکمت میں در مان بخار	دیں ٹھنڈائی کی جگہ لڑوئے حلا	نشنگی بھینکا کا کیا بھی ہے راہ	جائے شربت زہر دے پیاسے کو آہ
ہے کوئی آتش بجیا نیکا یہ کھیل	اڑ لے پانی کی جگہ جلتے پہ تیل	ہے مروت بہ کہیں تم نے سنی	دوستی کی جا کر ہے جو دشمنی

سہ مراد صفت معبودیت حق است و مراد تجلیات سورہی کہ سانک از کیفیت آن اطلاع می شود کہ مراد تجلیات کہ در میخوردی و خواب میثوندر ۱۲۴ مراد صفت بصیری لک قالی نظر و عنایت رلا بان خود کہ مرکان مراد اشارت الہی باقی صفی ائمہ پر

چاہتے ہیں درخشنق اس سے ہو دور میرے زندگی امیں مژدور مونس وحشت ہے مجھ کو اس کا غم عشق جان محرم ہے میرے جان کا پوہے درد عشق سے جو جام دل میں نہیں مجنون ہوں بس ہوشیار میں مسخر میری عقل و فہم عام شیخ نے جو کلمہ تحفہ سنے دل جلاسن گفت دل آویز کو یوں کہا اے شیخ جان کھونا ترا اس گھڑی کیا حال ہو تیرا بنا اس کے صفو نیر ہو جب عالم فنا اسکے اوپر کتنی ہوں میں ایک مثال نفل ہے لڑکا تھا اک درویش کے	اور ہے میری زندگی امیں مژدور مونس وحشت ہے مجھ کو اس کا غم زخم غم مرہم ہے میری جان کا ہے تڑپنا لوٹنا آرام دل آہنا ہے طعنے جہلم سے مجھ کو عار اور جنوں میرا ہے اک ادنی غلام عشق کے دل میں درد تحفہ چنے دی اجازت اشک گوہر زیر کو اُسکے صفو نیر ہے یہ رونا ترا تو رہے یا عقل مشن تیرا بجا عاشق حق کیوں نہ ہو ہر دم فنا	درد جانان کس طرح چھوڑوں بھلا درد کی میرے دوا ہے اسکا درد عشق کی آتش ہے ٹھنڈک جاگنی گرچہ آنکھوں میں ہے زخم انتظار پیش اہل عقل فرزانہ ہوں میں ماندم در قید زنجیر جنوں درد کی کس گفتگو غش کر گئے تحفہ نے سوز نہانی شیخ کی اسکو پہچانے اگر تو نیک بخت گر بہ مینی یک نفس حس و درد جان و دل ہیں جب مجازی عشق تہی	زندگی سے کیسے منہ موڑوں بھلا اور تپ بجران کی دار آہ سرد دائمی سوزش ہے ٹھنڈک جان کی دھوقی ہوں انکون سے اسکو بار بار جاہلوں کے آگے دیوانہ ہوں نہیں بہ کہ باشم اہل عقل و دونوں جان و دل اندر وہ غم سے بھر گئے دیکھ کر وہ اشک رانی شیخ کی یعنی ہے جیسا کہ حق معرفت اندر آتش افگنی جان و وجود کیوں نہ ہوں قربان حقیقی عشق میں ناکہ ہو معلوم جان بازی کا حال جو بصورت پاک طینت نیک ہے
حکایت بطریق تمثیل			
صورت و سیرت میں بس کمال عہادہ پوہنا تھا اک میر کے مکتب میں وہ گلبن نوحس کے گلزار کا شیقہ ایسا ہوا پسر فقیر حال سب بڑکوں کا پوہنا آن کر یعنی ہوگی آخرش اے اہل بر کہنے سے استدلا کے ہوشم تر نہی نہ اسکو کوئی بیماری شاق عیش دکھنا نہ شب سوتا تھا وہ	خوبی عالم تھا حیم اور دل عہادہ تھا بڑھادین و ذکا میں سب میں وہ آشیانہ طائر انظار کا ایک دم رہنا نہ بے ابن امیر آخر اس بڑکے کو مغلص جان کر صحبت اسکی میٹھا دے کو مضر اٹھ گیا مکتب سے وہ خستہ جگر کھا گیا تھا میر زادے کا فراق خون دل پیتا تھا اور درنا تھا وہ	حسن کا اس کے کرو میں کیا بیاں میر کا لڑکا جو پڑھتا تھا وہاں ہو گئی ناگاہ الفت در میاں آگاہاں اک روز امیر بیوقوف حکم اٹھا دیئے کا اس کے دیدار الغرض اسناد نے مجبور ہو پھر سنا تھا توڑے دنوں کے بعد یوں آتش فرقت میں اسکے روز و شب کھانے پینے نے دیا اسکو جواب	تھا گویا اک حق کی رحمت کا نشان شکل صورت میں تھا یکمٹائے زباں میر کے بڑکے کی اور اسکی بجاں آگیا مکتب میں حسب اتفاق اور علم سے یہ مضمون کہہ دیا جاہل درویش کے فرزند کو ہے وہ لڑکا سخت بیمار و زبون جلتا جھنٹا تھا البصر نہ قوع خواب و راحت نے کیا آرام خواب

(صوفیہ سے آگے) بواسطہ وحی یا بواسطہ الہام باشد ۱۲۷ھ دہن مراد صحت متکلی و اشارت الہی است ۱۲۷ھ مراد صفت مبدویہ و سزاوارتی

سے مراد جذبہ او معشوق عاشق ۱۲۷ھ ہر چیز کہ دران چیز مشاہدہ انوار غیبی و اوراک معانی فی کشتن ۱۲۷ھ مراد جامع جمیع اعا و صفات ۱۲۷ھ

بھوک زیادہ ہو تو کھال کے کباب	پیس اس غالب ہو تو دے اکھوئے شر	نے کبھی ہنستا نہ کرتا بول چال	عم کے کوئی نہیں پڑا رہتا نہ حال
حاکمو اس کے کوئی اگر پوچھتا	ہنس کے رو دیتا تھا کچھ بولتا	اندر اندر رکھا کے رنج یا سخت	رفتہ رفتہ ہو گیا بیمار سخت
میر کے ٹکے کو جب پہنچی خبر	اسکی بیماری کی پھر تو جلد تر	جھٹ بلا کر ایک خدمتگار کو	یوں کہا جا پوچھ اس بیمار کو
جامری جانب سے یوں اکبار کہہ	کیا ہے بیماری تجھے اے یار کہہ	آ کے خدمتگار نے بعد از سلام	میر کے ٹکے کا پہنچا یا پیام
یوں جواب اس سوختہ جان نے دیا	تیری الفت میں مراد مل بھنس گیا	تیری فرقت میں ہوا بیماریاں	اب کوئی دم کاہوں مہماں یا میں
جان لے القصہ میرا بیگماں	جسم تڑپے ہے سیاں اور جان دہاں	لوٹ کر کے میر زادے کا غلام	آیا اور بیمار کالایا پیام
میر کا ٹوکا یہ سن کر ناز سے	بول اٹھا کیا جانے کس انداز سے	یعنی نوکر کو کہا جا جلد تر	کہدے اس دلدادہ سے اس طور پر
گر ترادل چھ پر یوں مائل ہے اب	بیچنے میں کون چیز حائل ہے اب	دل ترار ہتا ہے گر مجھ بن اداس	بیچ دیتا کیوں نہیں دل میرے پاس
جا کے نوکر نے پیام جاں فزا	میر کے ٹکے کا عاشق سے کہا	سن کے عاشق نے پیام دریا	ٹھہر دروازہ پہ نوکر کو کہا
بعد لمحہ بے طلب تو گھر میں آ	اور طبق پوشیدہ لیجانا اٹھا	وہ طبق سر بستہ لیجا کر ضرور	جلد رکھنا میر زادے کے حضور
بعد اک ساعت کے نوکر میر کا	حسب فرمودہ پسر اندر گیا	جا کے دیکھا ہے طبق رکھا ڈھکا	اور زمین پر اک طرف ٹکا پڑا
ہے طبق رکھا ڈھکا اوپر رومال	اور زمین پر ہے پڑا وہ نونہال	وہ طباق اسما سے جلدی سے اٹھا	میر کے ٹکے کا آگے دھرا
اور کہا سب اس سے جا کر ماجرا	میر کے ٹکے نے پھر سنکر ذرا	اس طبق کو دیکھا جو رد مال اٹھا	دل تڑپتا یا اس میں بر ملا
دیکھتے ہی اک لگی سینہ پر چوٹ	ہو گیا اسکا بھی دل بس بوٹ بوٹ	وہ دول کو دیکے راحت پا گیا	دلو اس کے بھی مگر تڑپا گیا
دیکے دل آرام اس کو سب گیا	جب گیا پہلو سے دشمن ہو گیا	پھر کہا خادم کو جلدی دوڑ کر	جا کے اس جانب زاری لا تو خبر
سننے ہی خادم گیا داں جلد تر	اور اس جان دادہ کی لایا خبر	یعنی وہ دلدادہ ٹوکا مر گیا	جانو جاناں پہ قرباں کر گیا
رکھ کے سر زانو پہ بیدم ہو گیا	سانپ کے کانٹے جوں چپ سو گیا	عشق اپنا کام کر کے چل گیا	گلبن نورے گل میں مل گیا
ہو گیا وہ جان بحق تسلیم آہ	سکے اسکی بھی ہوئی حالت تنہا	اپنے کہنے سے پشیمان ہو کے وہ	ہو گیا بیہوش بس رورو کے وہ
فائدہ کیا اس پشیمانی سے اب	چل گیا جب زیر مٹ سکتا ہے کب	عاشق صادق تھا اور اہل کمال	دید یاد دل کو جو دل بے ملاں
لیکے مسکین نے اشارہ دلر با	دید دل کر کے پہلو سے جدا	اک اشارے میں دیا دل منہاں	کر گیا اس شعر پر گو یا عمل
دل دلا لاکھوں خریدے ہننے دماغ	اک کلی دیکر لیا بھولوں کا باغ	جبکہ ہو عاشق مجازی کا یہ حال	کیوں نہ مٹ جاں عاشقان ذوالجلال
خلق دے مخلوق پر جان بے عنا	عشق خالق میں نہ ہو کیونکر فنا	عشق مولیٰ کے نہیں لیلیٰ سے کم	کیوں نہ ہوں مجنوں میں اسپر یقلم
شیخ پر پرانہ ہو جل کر فنا	عاشقان حق نہ ہو کیونکر فنا	حسن یوسف پر زان مصر مست	ہو کے کاٹیں جاے بیوں اپنے دست
حسن یوسف عکس حق ہی ہے یار	حسن حق پر کیوں نہ ہو عاشق نثار	عاشقان صورت و ہم و خیال	کب ہوں مثل عاشقان ذوالجلال
گوی شو میگردہ پہلو سے صدق	غلط غلطان و زخم چو کان عشق	عشق حق میں تو جو دے اک جاگو	پاؤے بدلا دس سے لیکر سات سو

عشق بنود عاقبت ننگے بود	حضرت تحفہ لغم پر سنینہ چاک	کہہ چکی جب یہ حکایت دردناک
آہ بھر کرہ گئی خاموش ہو	بعد ساعت کے جو آیا اسکو ہوش	پھر وہی نعرہ تھا اور جوش و خروش
بولی لبیک اے سرری باتمیز	یوں کہا پھر شیخ نے اے باادب	کیا مرا جانے ہے تو نام و لقب
مجھ کو جانے ہے کہاں سے تو بتا	بولی جیسے دوست کو جانا ہے میں	اس سے اس کو خوب پہچانا ہے میں
آپکو کھو کر کے پایا اس کو فرد	کھل گئے سب دل میں سرا جہاں	ہے نہ کوئی بھید اب مجھ سے نہاں
پر بتا ہے کون تیرا ماہر و	گردار و شمع ترا ہے کون ماہ	کو نے بت نے تری ماری ہے راہ
کو نے مطلوب کی شائق ہے تو	کو نے دلدار پر ماں ہے تو	کسی تیغ ابرو کی کمال کہاں ہے تو
ہے تو کس تیرنگہ کی دودختہ	ہے تو کس شیریں دہن کی تشنہ لب	ہے تو کس چاہ و فتن میں غرق اب
عشق میں کس ماہ کے ہے تو ہلال	میں میں آئی ہے کس کال کے تو	ہے ہشتہ میں میج تناسل کے تو
گیندہ کی جو ہے جو غلطان بر گھری	کو نے شمشاد کی قمری ہے تو	کو نے آزاد کی قیدی ہے تو
کون سے گل کی ہے تو بلبل بتا	کون ہے محبوب تیرا گل بتا	کون ہے محبوب تیرا گل بتا
عرض کی تحفہ نے اے قطب زمان	ہے مرا محبوب خلاق جہاں	ہے مرا محبوب خلاق جہاں
یعنی جس نے کر دیا ہے بے قصور	حرف دو سے دونوں عالم کا ظہور	حرف دو سے دونوں عالم کا ظہور
عشق سے پر جان جسے دی مجھے	یاد میں اپنے بہر سو کی مجھے	یاد میں اپنے بہر سو کی مجھے
مجھ کو اپنے سے شناسا کر دیا	نور عرفان سے مراد دل بھر دیا	نور عرفان سے مراد دل بھر دیا
خالق کو نہیں پر عاشق ہو نہیں	دل دہندہ ہی کی دلبرہ ہو نہیں	دل دہندہ ہی کی دلبرہ ہو نہیں
اپنے اسجان بخش کی مردہ ہو نہیں	اپنے عشق بخش پر ہو نہیں فنا	اپنے عشق بخش پر ہو نہیں فنا
اپنے عزت بخش کی ہوں خاک بیز	اپنے ہوں افرودختہ پر سوختہ	اپنے ہوں افرودختہ پر سوختہ
گاہ فغری اور گاہ بلبل ہو نہیں	گاہ فغری اور گاہ بلبل ہو نہیں	گاہ فغری اور گاہ بلبل ہو نہیں
جسکی بیکٹائی کا شہد اللہ گواہ	جسکی بیکٹائی کا شہد اللہ گواہ	جسکی بیکٹائی کا شہد اللہ گواہ
ہے وہی معبود برحق میرا دوست	ہے وہی معبود برحق میرا دوست	ہے وہی معبود برحق میرا دوست
ہے مرا محبوب مطلوب و حلیب	ہے مرا محبوب مطلوب و حلیب	ہے مرا محبوب مطلوب و حلیب
جسکی پی کر کے میں حیرت زمین	جسکی پی کر کے میں حیرت زمین	جسکی پی کر کے میں حیرت زمین
چمکے جام عشق سے ذرات مست	چمکے جام عشق سے ذرات مست	چمکے جام عشق سے ذرات مست
ہے جو محبوبان عالم پر یہ نور	ہے جو محبوبان عالم پر یہ نور	ہے جو محبوبان عالم پر یہ نور

مطلق است

جس براندرودہ ہے یہ خوبی خلق	عکس محبوبی ہے محبوبی خلق	اگر کیا حب زہر ہوئی ظاہر مسمی	اسکے عاشق پر حب آتی ہے ہستی
سایہ اپنے اصل کو جب چل گیا	خالکین عشق مجازی رل گیا	ہو دے گرا عشق مجازی کو کچل	ساتھ اس سایہ کے کرتا ہے نقل
سایہ توجا اصل میں اپنے ملا	عشق حقیقی اسکو حاصل ہو گیا	حب حقیقت دیکھ لی اندر مجاز	تب حقیقی عشق میں کر ترک و تاز
یعنی حب معشوق اسکا مر گیا	بے وفائی اپنی ظاہر کر گیا	ہو گئی باہر بدن سے روح حب	ہو گیا عشق مجازی سرد سب
چشم و گوش و چہرہ سب موجود ہے	عشق تھا جسپر کہ وہ کیا تھی شے	پرتوہ حسی حقیقی کا وہ ممقا	جس پر یہ عاشق ہوا عطا مبتلا
پرتوہ حب اصل کو اپنے گیا	رہ گیا عاشق بچارہ دیکھتا	لکھ گئی جب آنکھ تب فریاد کی	عشق ناقص میں عمر برباد کی
اصل اور سایہ میں سمجھا کہ نہ فرق	پھوڑ دیا کو ہوا طرہ میں غرق	دیکھ کر کے عکس خود دیوار پر	عشق کیا اور کی نہ سورج پر نظر
آئینہ میں دیکھ کر عکس حبیب	اصل صورت سے رہا تھا بے نصیب	حب خیال ماسوا باطل ہوا	عشق حقیقی تب اسے حاصل ہوا
عشق بر مردہ نباشد پائدار	عشق رابرجی و برقیوم دار	عشق زندہ در روان و در بصر	میشود ہر دم ز غمچہ تازہ تر
عشق مردہ پر نہیں ہے پائدار	زندہ اوقام کا کہ عشق اختیار	عشق زندہ کا ہر دم تازہ تر	دل میں اور آنکھوں میں با صد کزوفر
ماسوا حق کے جو کچھ موجود ہے	شکل ہستی ہے ولے نابود ہے	بندر آنکھوں کو کر دل سے نظر	بے وہی محبوب ہر جا جلوہ گر
غیری کب ہے وہ ہے موجود یار	اول و آخر نہان و آشکار	بے حقیقت میں نہیں جزفات ایک	دو نظر آتے ہیں احوال کو ولیک
۲۰ احوال کو دور کر کے کر نظر	ہے وہی خوشید ہر جا جلوہ گر	میں اسی دریا کی سب موجیں ضرور	گر چہ رنگارنگ ہے ان کا ظہور
شیع گرا لکھوں تجھے آویں نظر	ایک ہی جب نور پر جاوے نظر	ہے ہزاروں آئینوں میں شکل ایک	عقل اس کثرت سے حیراں ہے ولیک
آئینوں کو دیکھ کر کے رنگ رنگ	عقل جزوی اس کثرت سے ہے دنگ	پوچھے آئینوں کی کثرت سے تو گر	حق کے اسماء صفات میں جلوہ گر
دس عدد ہوں یا ہزار ہوں یا لکھو	ہر اک ان کا ایک سے خالی نہ ہو	وہ نہیں جہیں نہیں وہ جہیں ہو	وہ بھی ہے ناچیز اے اعداد جو
یہ نہیں ہے وہ نہیں ہے میں نہ تو	ہے وہی نور منورہ چار سو	ذرہ کہ دو نہ پڑھ اور دو نہ جان	جان اسمیں آپکو جو نہان
اس سے زیادہ کہہ نہیں سکتا ہوں	ہے یہی بہتر کچھ رہتا ہو نہیں	ہے ہمارے وحدت اب پرواز پر	آوے کب دام سخن میں اے پدر
قطرہ میں دریا سماوے کس طرح	ذرہ میں خورشید آوے کس طرح	باد اندر مشک آسکتی ہے کب	آگ پنبہ میں سما سکتی ہے کب
کوہ کو کیونکر اٹھاوے برگ کاہ			
شیخ سری بی سخن تحفہ سے سن			
سنتے اس سے بیدل میٹھے کلام			
یوں کہا قیدی تجھے کس نے کیا			
بعد ازاں اک ادھر کو گر پڑی			
دیکھ اس کی حالت مضطرب کو شین			
رجوع بقصہ			
قند و حدت سے ہوئے شیریں کام	کر کے اس سے گوہر معنی گوشت	کر کے اس سے گوہر معنی گوشت	نثر تہ توحید کو بس کر کے نوش
روٹی اور رکھ ہاتھ یہ دلیر کہا	جاہلوں نے کر کے باہم مشورہ	جاہلوں نے کر کے باہم مشورہ	بند چھ آزاد کو بس کر دیا
شینے نے جان گئی مراں گھڑی	ہوش جب آیا تو پھر اُس نے پڑھے	ہوش جب آیا تو پھر اُس نے پڑھے	چند شعرا اپنے مناسب حال کے
اور سن کر قصہ بے سر کو شین	صاحب بیمار خانہ سے کہا	صاحب بیمار خانہ سے کہا	بہر حق کراس ولیہ کو رہا

اس گرفتار محبت کو تو چھوڑ کرتو آزاد دو عالم کو آزاد پھر کیا یوں شیخ نے لے ستنہ جاں قید میں ظاہر کی میں کیا قید ہوں طوق رنج اور یہ زنداں میرے اب قید میں جسد کیا منصور کو	اگر وہ بے حشر لے وحدت کو تو چھوڑ دو جہاں میں تاکرے حق تجھ کو شاد اب جلی جاتی ردل چاہے جہاں قید باطن کی دلے پابند ہوں اک اشارہ میں فنا ہوتے ہیں سب اپنے اپنے حرم کی شامت سے بند	قید سے تو چھوڑ اس بے قید کو سنکے اسنے طوق اور زنجیر توڑ عرض کیا تحفہ نے اے والا اگر شیر معنی ہو نہیں آزاد دو کون کیا نہیں تم نے سنا ہے تو شخصال یوں کہا سب نے یہ گر ممکن ہے جو ہاں اگر چاہو تو دوں میں تم کو چھوڑ قیدیوں نے آپ کو دیکھا جو خاص اور میں درباں دروں پہ مستعد شیخ کے کرتے ہیں زنداں پر نظر بولے سب تم کو یوں نہیں چلتے ہو گھر بعد اس کے حکم سے دل دار کے میرے پیارے نے مجھے اے ہوشمند اس کی مرضی پر ہونگی دے بند شیخ سہری نے کہا ہنس کر کے یوں شیخ اور تحفہ بہم آپس میں باز تاجر دل خستہ سینہ سوختہ آگیا باہر سے اندر ناگہاں آکے داروغہ نے یوں اس سے کہا شیخ کو دیکھا تو بس خرم ہوا بعد تسلیم و ادب ہو چشم تر ہے ادب مجھ سے گدگدائے شمار اہلبان تعظیم مسجد جی کنسند
فانی حق عرق بحر نور کو تم اگر چاہو تو دوں میں سب کو چھوڑ قید حق میں ہوں نہیں مجھ کو ہر اس بند و ست و پاسے انکے گر پڑے کسی طرح جائیں در زنداں ہے بند کہہ کہ یہ اور کی سوئے زنداں نظر اپنے اپنے گھر کو جاؤ بے خلل دار پر جا کر کروں گا میں عیاں ہر تلخ اسکا ہے مجھ پر مثل قند اپنے اک بندے کی بس بندی مجھے ور نہ صابر ہوں نہ میں گھبراؤنگی میں ہوں مجنوں اور تو ہے ہوشیار کر رہے تھے گفتگوئے راز و ناز پشت خم غصہ سے سینہ دوختہ جانب زنداں بندی بے اماں سکے یخوش ہو گیا وہ اس گھڑی مشکلیں آسان ہو گئی میری صب مجھ سے سو درجہ ہے بہتر یہ کنسند اور ہونا لائق معظم محترم کیونکہ ہے واں جلوہ فرما کیا	بولا منصور ان کو تم سے بند توڑ یوں کہا مجھ کو شریعت کا ہے پاس پھر اشارہ جو کیا انگشت سے عرض کی سب نے کالے شیخ بلند یوں کہ منصور نے پھر کیا ہے ڈر پھر کہا اب جاؤ تم سارے نکل پے مرے سینہ میں اک ترنماں اس طرح میں بھی ہوں حکمتیں بند اس مرے محبوب نے کردی مجھے کر مرا مالک ہو راضی جاؤنگی اس سخن سے ہو گیا اب آشکار اپنے اپنے حرم کی شامت سے بند کیوں نہیں دیتے خلاصی آپ کو اک اشارے میں تمہارے بند توڑ بند اور زنجیر سے بالکل خلاص پیرے اور چوکی کے اوپر مستعد ہو گئے پھٹکر دیوار و نمیں در یوں کہا جانا ہے مجھ کو دار پر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے جسم زار کے کر دیا ہے بند میں بند کے بند ہو جدا امیراں یہاں گر بند بند ہے عجب تو نکلتے داں اپنے وفوں اپنے اپنے حرم کی شامت سے بند کیوں نہیں دیتے خلاصی آپ کو اک اشارے میں تمہارے بند توڑ بند اور زنجیر سے بالکل خلاص پیرے اور چوکی کے اوپر مستعد ہو گئے پھٹکر دیوار و نمیں در یوں کہا جانا ہے مجھ کو دار پر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے جسم زار کے کر دیا ہے بند میں بند کے بند ہو جدا امیراں یہاں گر بند بند ہے عجب تو نکلتے داں اپنے وفوں	حکایت حضرت شیخ منصور رحمہ اللہ اپنے اپنے حرم کی شامت سے بند کیوں نہیں دیتے خلاصی آپ کو اک اشارے میں تمہارے بند توڑ بند اور زنجیر سے بالکل خلاص پیرے اور چوکی کے اوپر مستعد ہو گئے پھٹکر دیوار و نمیں در یوں کہا جانا ہے مجھ کو دار پر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے جسم زار کے کر دیا ہے بند میں بند کے بند ہو جدا امیراں یہاں گر بند بند ہے عجب تو نکلتے داں اپنے وفوں
ملاقات شدن شیخ سہری سقطی از تاجر مالک تحفہ	پاس اس کے بیٹھے میں حضرت سہری بولابریک سے دعا کی ان کی اب شیخ بولا ہوش کر لے باتمیز لائق تعظیم پرتو ہو ستم کب سے مسجد جز و رون اولیا	بے کہاں تحفہ کہا اندر ہے جا فکر سے تحفہ کے دل بے غم ہوا لکھدا پھر شیخ کے پاؤں میں سر شاہ معنی کو کیا ہے درجہ فائے اہل دل جبر جی کنسند

کیا نظر بند ہی ہے اے دانائے راز	باز کو پیشہ کہیں پیشہ کو باز	ہے عجب دنیا کا یہ برعکس کار	خاک کو جلانے ہیں گل اور گل کو خار
چاہ کو جانے ہیں راہ اور راہ کو چاہ	شاہ کو مسکین کہیں مسکین کو شاہ	نیک کو جاہیں ہیں بدادر بد کو نیک	ایک کو سمجھیں ہیں سوا اور سو کو ایک
غم کو شادی جاہیں اور شادی کو غم	نم کو دریا سمجھیں اور دریا کو نم	خوار کو سلطان سلطان کو خوار	دانا کو نادان اور نادان کو عقل
سہل کو مشکل کہیں مشکل کو سہل	اہل کو نااہل نااہل کو اہل	عاقلوں کو جانتے مجنون ہیں	اور جو ہیں مجنون انہیں عاقل کہیں
خلق جس کو جانتی سردار ہے	پیش اہل دل ذلیل و خوار ہے	اور جسے سمجھیں ہیں سب خوار و ذلیل	ہے حقیقت میں وہی شاہ جلیل
اس کینزک کو کہ ہے سلطان جان	کس لئے رکھا ہے خوار و مستعان	کیوں کیا اس گلبدن کو خوار و زار	کیوں کیا اس آئینہ کو پرغبار
جان کو اپنی ستا تا ہے کوئی	خاکیں زر کو ملتا ہے کوئی	کیوں اس آ زاد دو عالم کو کیا	قید میں اس کا سبب مجھ کو بتا
کریاں اس کی حقیقت مجھ سے تو	اول اور آخر سے یکسر مویو	حال کیا رکھتی تھی اور کید مر جیو	یہ جنوں اھکو ہوا کیونکر شروع

بیان نمودن تاجر حال تحفہ لارحمہا اللہ

ہو گئی ہے کب سے یہ نعمت اسے	اشک سے نعل و گہر کر کے نثار	سینے مجھ سے قصہ تحفہ بہ ہوش	کاف دینے نامرے دل کا دھواں
۲۲ خلق کا دیکھا وہاں اک اثر دہام	بتا ہے اک شاہد خوشبید فام	وصف اس گھر و کا جب مجھ پر کھلا	الغرض میں بھی عزیمت کو بڑھا
نور کا پتلا عجب دیکھا عیاں	سب سے آگے بڑھ کے آخر میں کہا	لے لیا میں مول آخر کو بجاں	خوبی و خیرت کا تھا پس اس کے نخل
شوق کی پیکر کے اک دن بنگ کو	تھا زباں پر یہ کہ ہے فریاد رس	چارہ بیچاری کا بیکس کا رفیق	دل اہمندو بید لاں عاشق نواز
پردہ دلیں مرسلی تو نے جا	خلق کے در پر مجھ دی تو نے جا	میرم زخم دلاں پاک باز	پر ہے تیرے عشق سے سب تن مرا
دستگیر نا تو اں عاجز نواز	مرے دلبر مرے جانے عجیب	خلاق کے ہاتھوں میں ہے دامن مرا	مستغنی عاجزان چاہ ساز
ہے مرے نزدیک دور و نئے قریب	خلق کے ہاتھوں میں ہے دامن مرا	میں نے سب سے پہلے تیرے عشق سے	میں نے سب سے پہلے تیرے عشق سے

اظہار شدن عشق تحفہ وزور شوراد

میں نے سب سے پہلے تیرے عشق سے	میں نے سب سے پہلے تیرے عشق سے	میں نے سب سے پہلے تیرے عشق سے	میں نے سب سے پہلے تیرے عشق سے
میں نے سب سے پہلے تیرے عشق سے	میں نے سب سے پہلے تیرے عشق سے	میں نے سب سے پہلے تیرے عشق سے	میں نے سب سے پہلے تیرے عشق سے
میں نے سب سے پہلے تیرے عشق سے	میں نے سب سے پہلے تیرے عشق سے	میں نے سب سے پہلے تیرے عشق سے	میں نے سب سے پہلے تیرے عشق سے
میں نے سب سے پہلے تیرے عشق سے	میں نے سب سے پہلے تیرے عشق سے	میں نے سب سے پہلے تیرے عشق سے	میں نے سب سے پہلے تیرے عشق سے

نہنگ تیری ہے میری زندگی	غیر کا رد دفع بند بندگی	ہے قسم تیرے جمال پاک کی	دام غم میں تیرے جیسے میں پھنسی
دو جہاں کا دلے میرے غم گیا	تخم الفت تیرا دل میں جم گیا	ہر گ و پے میں سما ہے تو ہی	غیر کی مجھ میں نہ گنجائش رہی
بیکسوز کا تو ہے کس بیکس ہو نہیں	دستگیری کر کہیں بیس ہوں میں	ہاتھ سے اس کے تو کچھ کو خلاص	کر مجھے اپنے کرم سے اپنا خاص
کہہ کہ یہ مجھے تے تماشا رو چڑی	کھولدی مرنے گانے مرجان کی چڑی	بعد ازاں اٹھ کرے توڑا ساز کو	اور کیا رونا شروع اور ہائے ہو
ماسوا کی آرزو میں توڑ دیں	آرزو میں دل سے اپنے چھوڑ دیں	جو کوئی اس محفل دلکش میں تھا	ناہر اور ساتھ اسکے سب چھوڑا بڑا
بول لٹھا ہر ایک کسی سودا سے آ	سر میں اس زینا کے سودا پڑ گیا	تیر عشق چھینکا کسی خوش ماہ نے	زخم کھایا اسکی جاہ آگاہ نے
عشق کا مارا کسی نے اس کو تیر	پار دل کے ہو گیا سینہ کو چیر	لیک کی ہر چند سب نے باہر	جستجو اسباب کی ادھر ادھر
پر سوار روشن نہ وہ ہے کون ماہ	کو نئے بت نے ہے مارا اس کو آہ	ماری تیغ عشق کس معشوق نے	زخم دل کھایا جو اس معشوق نے
گدرا اس حالت میں اسکو ایک سال	کھنا اور پینا تھا اس پر سب بال	عیش دکھو تھا نہ سونا رات کو	لب یہ خندان نے زباں سے گفتگو
انس رکھتی تھی غم ہے ڈھب سے یہ	بھاگتی تھی مثل وحشی سب سے یہ	منہ کی گریباں سے عداوت ہاتھ کو	تار دام میں نہ چھوڑے بات کو
آہ نالہ سے اسے الفت کمال	اپنے بیگانے سے تھی وحشت کمال	شور افغان کی کبھی تھی دھوم دھام	گاہ خاموشی سے کتنی تھی کلام
گاہ سر سہتی تھی دیوار سے چھوڑ	گاہ جاجنگل میں درواز کو توڑ	رات بھر ہنستی تھی یار دوتی تھی یہ	مجلو ہونے دے نہ خود سوتی تھی یہ
نوجنتی تھی گاہ اپنے سر کے بال	گھڑا پنجوں سے کرے تھی منہ کو لال	کام تھا اگر یہ ہے اسکو روز و شب	جان میری اس سے آئی ہے ہلب

مقید کردن تحفہ رادر بیمارستان و بیان زور شور اور غلبہ عشق الہی نو

گرچہ تدبیریں کریں میں سو سہرا	ایک نے بھی پر کیا اس پر نہ کار	جبکہ گڑا اور بھی اس کا مزاج	بند کرنا ٹھہرا آخر کو علاج
کر کے پس آہیں ولی سب نے بذوق	کر دیا اس ماہ کو زنجیر طوق	چشم سے جاری تھا اسکے خون کا نال	پڑھ رہی تھی شعرا اپنے حسب حال
اشک آنکھوں میں لبوں پر تھی فغاں	عاشقانہ تھی غزل منہ سے عیاں	جس کا سب مضمون سوز و درد تھا	گر یہ افغان و آہ سرد تھا
جیسے ابتک وہ ہی دیوانی ہے یہ	عقل جس اپنے سے بیگانی ہے یہ	دشمنی ہے خویش داری سے اسے	سمہدی ہے آہ و زاری سے اسے
کھانا پینا ترک اس کا ہو گیا	خواب اور آرام اس کا سو گیا	کھا کا ب دل لگی ہے بھوک اگر	جب پیاسی ہو بیٹے خون جگر
نقل غم اس کا ہے رونا ہے شراب	ٹوٹنا جگنا ہے پہنشی ہے خواب	راحت اور آرام اس پر شاق ہے	اور ٹپنے ٹپنے میں طاق ہے
ہے جنوں پر اپنے دیوانی سدا	عقل سے رہتی ہے بیگانی سدا	گر بنے تھوڑا بہت روتی ہے یہ	رچ و غم پر اپنے خوش ہوتی ہے یہ
ہو ہے روشن جس جگہ شمع بلا	اپنے دے پروانہ جان کو جلا	غش ہے اپنی بخود ہی مستی پہ یہ	مرتی ہے نہ نیستی پستی پہ یہ
ہے محبت اس کو وحدت سمجھا	دشمنی رکھتی ہے کثرت سے سمجھا	اپنی حیرانی کی یہ مشتاق ہے	شور و غل میں شہرہ آفاق ہے

اسکی آنکھوں کو بے نت رونے سے عشق	اشک کو میں خودی دھونے سے عشق	اسکی اس حالت نے اے والا خطاب	کر دیا ہے عیش میرا سب خراب
اور جو پوچھو سب مری پوچھی ہے یہ	گنج دولت کی مرے کنجی ہے یہ	بامہم حال اسکو میں سوز و نار	ہے خرید ادیکے درہم میں ہزار
رکھتا تھا امید تالوں میں بغور	ہم مثل قیمت کے اس پر سود اور	کیونکہ رکھتی ہے یہ اک کالی ہنر	جس سے اسکو چاہتا ہے ہر بشر
رکھتی ہے ظاہر جو چسپ و جمال	اس سے زیادہ اور ہے اسمیں کمال	جس سے زیادہ خلق میں اسکی ہے محوم	شوق کا خلقت کی ہے اس پر محوم
شیخ بولے اسمیں کیا ہے وہ ہنر	جس سے اسکی ہے یہ قیمت اور قدر	یوں کہا ہے مطربہ گاتی ہے یہ	دل کو اک نغمہ میں بجاتی ہے یہ
فن موسیقی میں رکھتی ہے کمال	قال سے اسکی ہو عالم اہل حال	جو کوئی آواز کو اس کی سنے	ذوق سے دودھ پر سر کو دھنے
ذوق میں اگر کہے یہ گاتی ہے جب	مست ہوتے ہیں درد و دیو سب	لحن داؤدی اسحق نے دیا	اور دم عیسیٰ اسے حق نے دیا
واسطے نغمہ کجب کھولے زباں	جا کے آتی ہے تن مردہ میں جاں	بلبل روح اسکا سن آواز چنگ	جائے گلزار رم کو بید رنگ
ہاتھ میں جب ساز کو لیتی ہے یہ	صوفی اک عالم کو کر دیتی ہے یہ	مرغ دل پر آں مہربان کھولے باں	ہو صدا سے اسکی حیراں کل جہاں
جب بلند کرتی ہے یہ آواز کو	ہوتی ہے بریا قیامت چار سو	اور سوا اسکے ہیں جو اس میں کمال	اس سے واقف ہے خدا لئے لایزال
سکے ستری نے کہا تحفہ سے یوں	<p>پرسیدن شیخ سمری سقطی از تحفہ مطربہ</p> <p>حقیقت حال او</p>		
حال دل کچھ تو بھی گرا بنا بیان			
روئی اور ہنسکر کہا ہے شیخ دین			
کہتا ہے اپنی سمجھ کی ہر کوئی	حال سے میرے نواقف ہر کوئی	بچہ کئی اشعار عربی کے پڑھے	جسکے معنی میں نے ہندی میں لکھے
یعنی حق نے مرے دل سے کلام	حق زباں محبوب اپنی اسمقام	بعد فرقت کے ہوئی قربت حصول	کر لیا حق نے مجھے پاک اور قبول
لے یا بس کو چوہ الفت کو میں	پر نہ چھوڑا اس درد دولت کو میں	جو کہا مانا میں رغبت سے اسے	ہو گئی حاضر یکا را جب مجھے
سب گناہوں کو مرے کر کے معاف	کی عطا جنت مجھے بے اختلاف	ایک جنت کیا جو اس کا ہو یا	ہو گیا وہ وارث ہر دوسرا
فضل سے حق کے ہوئی مقبول میں	سیر باغ وصل میں مشغول میں	لطف حق نے کر لیا مجھ سے پسند	زہد ناقص تلخ و تیرہ مثل قند
زہد نامرغوب ناچیز و حقیر	<p>ذکر عطار بنی اتہائے الہی در عبادت</p> <p>بندگان خود</p>		
ہے یہ فضل و لطف اسکی ذات میں			
سنگریزہ لیکے دے لعل و گہر	بر لے اکدن کے دے خرمن تجھے	لیکے شاخ تشک دے بستان تر	بدلے اک دینار کے دے کان زر
نے گل پر مردہ دے گلشن تجھے	جام کوثر دے ہے بامشک و گلاب	لے دو قطرہ اشک دے دریائے نور	لے ہے گندہ یروے جو رقص و تصور
لیکے تجھے سے کوزہ آب خراب	بدلے اسکے دے ہے قرب بیگلوں	ہیں جو اعمال حوارج خاک بار	لیکے دے نعمائے جنت نامراد
سجود سر جو نہیں جز خاک و خون	آہ دل لیدرے دم حملت مجھے	دست تا بال دپر دے اور زباں	دل کے بدلے جان جان کون جان

لطف احسان کا ہوا جس کے کعبہ میں	بخت نہ ادا کی کو اک ملک جہاں	تحت پر بخشش کیے جو ہو علوہ گر	بندۂ عاجز کو بخشے تاج سر
پیشہ کو شہباز کے دلے بال دپر	رو بہ مسکین کو طاقت شیر نر	ذرتہ کو خوشید کر دیتا ہے وہ	قطرہ میں دریا کو بھر دیتا ہے وہ
وہ ہوا اس کا جواب اسکا ہوا	وہ ہوا اسکا تو سب اسکا ہوا	ہوش کرا لے بار بہ وصل جاں	مر نہ دنیا ہے کچھ بولے یہاں
چند ایام اندر عمر مستعار	کر کے طاعت لے حیات پائدا	وہ حیات جاوداں بے انتہا	گرد جس کے نیستی ہرگز نہ جا
پیش عجب دنیا ک ساعت ہے بس	ایک ساعت وہ بھی بیرہن جس	ہے کہاں فسوس تیری ہوش و عقل	سانس تیری لایکاں کرتی ہے قفل
مت کر ان انفس خوش کو خوش اور زار	غفلت و نسیاں سے بچ رہ ہو شید	تین دن کے عیش پر مت ہو شاد	آخر ہو مثل عقیمہ نامراد
خوش تو سب چھوڑ کر مرنے لگا	جز ندامت کے نہ لیکر جائے گا	توجیات جاوداں چاہے اگر	پہلے مرنے سے جاگا ورنہ مر
آفریں جاں کو جو اسکی رہ میں جا	مہرباں ہو جو ہوا سر پر فدا	مرنا سر میں ہے رشک زندگی	ہے یہ مرنا زندگی پائندگی
عہد و پیمان ازل کو یاد کر	ذکر حق سے ملک دل آباد کر	غفلت و نسیاں سے رہ تو دور	پاس کر انفس کا اے بیخبر
پاسبان ذکر کا کھ زور و شور	تا نہ آجائے کہیں غفلت کا چور	ایک دم نسیاں اگر تجھ کو ہوا	عمر کی دولت سے لیجا گا چورا
ایک دم غافل نہ رہ کر ذکر حق	تا نہ آئے غیر ذکر و فکر حق	غیر حق کو دلے اپنے دور کر	نور کے جلوہ سے دل معمور کر
ذکر کر مذکور تا ہو دے عیاں	نی کہ ہو جس ذکر سے جاری زبان	ذکر تن طاعت ہے ذکر دل حضور	ذکر سری نور سستی سے غفور
۲۵ ہے شاہد حق کا ذکر روح یہاں	رویت اور دیدار ہو امداد و ماں	ذکر لفظی عاضی ہے اے عزیز	ذکر روحی جو ہری ہے اے عزیز
جبکہ تجھ پر ہو عیاں سلطان ذکر	اس گھڑی ہو سر بسر تو کان ذکر	ذکر اور مذکور ہو جا ایک بار	غیر حق کی کب رہی باقی شمار
ہو ترے دلیں جہاں جان عیاں	جسکے اک دریا کا قطرہ یہ جہاں	یہ جہاں نم ہے وہ یم بے انتہا	تم کو ہے اس یم سے بس نشو و نما
پیش خورشید کرم اے جلن غم	میں یہ دونوں ماخوذ رہے کم	الغرض برق تجلی نہاں	پھونک کر کر دے تجھے بس نیشاں
بعد اس کے ہو نہیں سکتا عیاں	ہو ترے ہر جزو دے جو کچھ عیاں	جب کرے عشق اجدلے ظہور	میں احمد دریاں سے ہو دے دور
دل سے جسم عشق کا شعلہ اٹھا	جز واحد کے کون اے احمد رہا	بند کر امداد اب آگے زبان	قصہ تحفہ کو کر ہم سے بیاں

رجوع بقصہ و خریدن شیخ سری تحفہ را و منظور نہ کردن تاجر و آزاد کردن تحفہ را

شیخ نے سن دیکھ کرے حال وقال	پائے جب تحفہ میں سب تحفہ کمال	خاطر نادر میں اپنے باکمال	بویا ایک اسکی تمنا کا نہال
اور کہہ دلیں کہ رطلوں سے گہر	مول لینا ہے بہت آسان تر	دونوں عالم سے ہے بہتر یہ گہر	اور ہے تاجر طفل ناداں بیخبر
حقہ پر عمل سر بستہ ہے یہ	لے تو اسکو کھول دے زر کی گرہ	گرچہ تیرے پاس ک درہم نہیں	لطف حق کا بھی مگر کچھ کم نہیں
شیخ نے پھر اٹھ کے تاجر سے کہا	بیچ میں تحفہ کو دوں سکی بہا	بیچتا ہے تو اگر لے تا ہوں میں	جو طلب قیمت کرے دیتا ہوں میں

جس قدر زربچاہئے تجھ کو سولے
میں تو لشکر ہو گیا اس پر فقیر
جو کہ نقد و عین میرے پاس تھا
بیر ہانہ وہ میں سیکس رہ گیا
شیخ نے اس سے کہا ملک صبر کر
بعد ازاں اٹھ کر کے باآہ و بکا
گھر گئے شیخ اور نہ تھا پاس یکہ لنگ
جا کے بس حیران تنہا بیٹھ کر
پاس میرے کچھ نہیں پر اے حواد
کھول گنجینہ کرم کے اپنے در
ہو مرا یارب تو اب حاجت برار
شیخ کی بس عجز و زاری دیکھ کر
کھولا دروازہ تو دیکھا اک امیر
اور کئی ہمراہ خادم باادب
شیخ نے اس سے کہا سوفت تو
یعنی لیکر چند زر کی تھیلیاں
آپ کے پاس اس لئے آیا ہوں میں
صبح ہوتے ہی ادا کر کے نماز
ہاتھ احمد کا پکڑا کہ آن میں
شیخ کو دیکھا تو کہہ کر مرحبا
غیب سے کل آئی تجھ کو یوں نہ
ہے خدا کا قرب اسکی جان میں
یعنی خوش بیٹھی تھی میں اے کبریا
خلق میں مشہور کر کے اے خدا
خلق میں جو ہو گیا مشہور زر

لیک تحفہ سیمبر کو چھ کو دے
کب ہے تمہاں اس قدر دولت کثیر
سب کا سب میں اسکی قیمت میں دیا
مثلی عاشق بیدل و بیدل رہا

عرض کی سبک کے تاجر نے کہ آہ
تم ہو خود سبکس کہاں تمہاں زر
ہو گیا محتاج سب کچھ حرف کر
آہ صد افسوس اب میں کیا کروں

مناجات شیخ سمری سقطی حلیت قیمت تحفہ رحمہ اللہ

رات بھر روئے بصد سو گھر
ہے ترے فضل و کرم پر اعتماد
اور عطا کر تحفہ کی قیمت تجھ کو کر
کر نہ تجھ کو سامنے تاجر کے خوار
آگیا دریا کرم کا جوش پر
بالباس فاخرہ روئے منیر
تھیلیں پر زر لئے ہاتھ میں سب
کیسے آیا کہا اے نیک خو
جا کے سری کی نظر کو اس زماں
ہو یہ مقبول اب جو کچھ لایا ہوں
باہر آئے شیخ با شوق دراز
لیکے اسکو بیمارستان میں
عرض کی آؤ کہ اب مجھ پر کھلا
بے شبہ تحفہ ہے مقبول خدا
نور و عظمت اسکو ہے ہر آن میں
تو نے عالم میں مرا شہرہ کیا
کر دیا تجھ کو بلا میں مبتلا
کھل گئے سوافتوں کے اسپر در

عرض کرتے تھے کہ لے پر در گار
کردے اسدم اپنی رحمت کی نظر
سرخ و کر تجھ کو تاجر کے حضور
بہتر حق ہو بحر رحمت موجزن
لوٹتے تھے شیخ خاک عجز پر
ہے کھڑا در پہ با آداب تمام
کون ہے پوچھا دیا اسنے جواب
مجھ کو اس رات اے ولی با خدا
دیکھ سری کو کراس کا جی خوشی
شیخ نے سن مژدہ راحت فزا
میر کر لے ساتھ اپنے با شرف
دیکھا جو صاحب بیمارستان کو
یہ کہ در گاہ خدایں بے گماں
چاہتی ہے رب کو وہ اور اسکو ب
شیخ کو دیکھا تو تحفہ رو پڑی
حال سے میرے کوئی واقف نہ تھا
بند حکم میں ہے جو ہے مستہر
نیرت و شک و جد غصہ و چشم

ہو گیا ہوں فقر سے میں تو تباہ
جو خریدو گے اسے لے بہر دور
نے کینرک ہاتھ میں ہے اب نہ زر
کس سجا اپنی مصیبت کو کہوں
لا تا ہوں میں اسکی قیمت بے فطر
روتے روتے شیخ اپنے گھر گیا
جز دعا و گریہ و افغان و بانگ

حال میرا تجھ پہ ہے سب آشکار
مجھ غریب و مفلس و نادار پر
وعدہ کر آیا ہوں میں اس پر ضرور
کر مجھے روانہ اندر مرد و زن
ناگہاں ٹھوکا کسی نے آکے در
اور شمع روشن لئے ہمراہ غلام
ہوں میں احمد بن منشی اے جناب
خواب میں یوں پہنچ ہاتھ کی ندا
جان تو اس کی خوشی میری خوشی
سجدہ شکر حق کی نعمت کا کیا
لیکے تشریف تحفہ کی طرف
بیٹھا ہے آنکھیں لگا لئے چار سو
قرب تحفہ رکھتی ہے یہ قدر شاں
فضل رب کا اسپر ہر خوش
اور یہ کی اس سے مناجات اس گھڑی
وصف کا میرے کوئی واصف نہ تھا
ہے یہ بند اس سے بھی بس سخت تر
بغض و حرص و دشمنی کینہ و چشم

ہر طرف سے اس کے اوپر کرجوم	آن کر برس ہے جیسے ابرجھوم	گر تو ان آفات سے چلے پناہ	دام عزت پکڑا اور اس چاہ
مگر عزت ہو گئی کی راہ	آفت شہرت سے جب پکڑے پناہ	جسے دیکھی ہو نہ خلوت کی بہار	کیا قدر جانے وہ گمنامی کی یار
شب قدر سے قدر کم ہو نیکی پوچھ	عظمت عزت کو اسم اعظم سے پوچھ	قدر اور عظمت اگر چاہے ہے تو	بیٹھ کر خلوت میں گم کر آپ کو
اگیا تاجر بھی اتنے میں وہاں	انس و انکی سیل جہرہ پر رواں	شیخ بوئے غم نہ کر آیا ہوں میں	جس کا تو طالب ہے وہ لایا نہیں
شیخ نے پھر پیش کی ہمایاں زر	عرض کی تاجر نے ان کو دیکھ کر	میں نہیں دیتا ہوں اس تحفہ کو اب	قیمت اسکی دیکھا کوئی کب
قیمت تحفہ ہے بس اس سے سوا	اس سے اسکو کب کروں دلے جدا	پھر پڑھائے اور درہم چند بار	بڑھتے بڑھتے پہنچے تاجا لیس ہزار
روکے تاجر نے کبی آخر یہ بات	خواب میں حق نے کہا جبکہ یہ رات	یعنی ہے مقبول حتی تحفہ ضرور	پاس میرے غویش بیگانہ سے دور
جانے میری طرف مائل ہے یہ	ہے نہ دیوانی بہت عاقل ہے یہ	ہو گیا جب ظاہر اس کا مرنہ	کر سکے کون اسکی اب بیع و شرا
اب اگر دنیا کی دولت دو تمام	کب قبولوں اسکو میں اے نیک نام	خالصا اللہ اب میں بالیقین	کرد یا آزاد تحفہ کے تئیں
اور جو کچھ ہے سیم و زرا کے سوا	وہ بھی میں نے سب فیروں کو دیا	کرد یا سب کچھ حق میں نشا	تا کروں حاصل رضائے کردگار
حق کی صفی پر شتا تاجر نے گھر	باندھ لی مولیٰ کے رستہ پر کمر	میر نے جو حال تاجر کا سنا	ہاتھ سر پر مار کر رونے لگا
اور کہا گویا کہ رب العالمین	خوش مرے اعمال سے ہرگز نہیں	جو رہا محروم اس حرکت سے میں	جلی گیا ستر تا قدم حسرت سے میں
مجھ سے رضی ہو تا اگر پروردگار	مال میرا ہوتا تحفہ پر نشا	شیخ سے پھر میرا لاکھ کے آہ	تم رہو اسباب کے میرے گواہ
پاس میرے مال و زرقنا ہے اب	خالصا اللہ و یا میں سب کا سب	پھوڑ کر کے شمت و جاہ و سر پہ	راہ میں حق کی میں ہوتا ہوں فقیر
الغرض دولت لٹا کر میرے	کہا بار فقر سر پر میر نے	دل سے اپنی سب مرادیں توڑ کر	باندھ لی مولیٰ کی مرضی پر کمر
پڑ گیا تحفہ کی برکت کا اثر			کرد یا کیلغت سب کو راہ پر
عشق کا تحفہ کے اک شعلہ اٹھا			گھر دے ہمسایوں کے سب ہی جلا
عشق کے دریا میں خود حتی غوطہ زن			پاس والوں کو بھی لے ڈوبی وہ دن
کر لیا اپنا سا سکو یک بیک	جو گئے کان نمک میں ہو نمک	خون کا ہو سنگ و شجر ہی جب اثر	صحت کامل نہ دے کیوں کر شمر
پکڑے خر پوزہ سے خر پوزہ تو رنگ	رنگ عارف کیوں نہ دے پتھر کی رنگ	ہوئی بس اکثر کامل کی نظر	سنگ و آہن جس سے ہو دے محل و زر
تو بھی ہو کال کا بھائی ہنشنیں	تا وصال حق ہے ہو تو ہم قریں	ہو تو ان شیر و گنے قدموں پر نشا	پھر شکار معرفت کا کر شکار
ہو دے ان مرغابیوں کے ساتھ ساتھ	تا کہ ہو حاصل تجھے آسحیات	خاک سے کم ہے جو ہو خاکی کا یار	صحت نوری سے دیکھے سو بہار
گرچہ ہو تو سنگ و آہن سے تہر	صحت کامل سے ہو محل و گھر	ڈھونڈ کر حق کے یار کو اے مرد کار	تا خدا تیرا ہو بار و درنگار
رات اندھیری اور وہ میں گھلیاں	بے شمع جانا ہلا کی ہے میاں	بحر مقصد بیکراں اور دور راہ	رکھ سناروں پر نگاہ تا ہو پناہ
خدمت کامل کو کر تو اختیار	دین و دنیا کے ہوں مناسب راستہ کلر	نانوائی بندہ شو سلطان مباحث	زخم خوچوں گوی شوچو گال مباحث

خاک پائے کمالاں ہوائے پسر
درد کی برکت نے تحفہ کی غرض
اسکی صحبت نے کیا ایسا اثر

آزاد شدن تحفہ رضی اللہ عنہا و گریختن آواز خلق

تحفہ بند بندگی سے جب چھٹی
سب لباس فاخرہ تن سے نکال
عقل کی چادر کو کر کے چاک چاک
اشک کے دانوں کی کیسیج بنا
درد و رنج و غم کو کراہنا رفیق
وقت ہنسنے کا ہے نہ رونے کا باب

شیر غزاں کی طرح دانسے اٹھی
ٹانگہ لکڑا لیا اک سر پہ ڈال
عشق کی لی ڈال اپنے سر پہ چاک
اور عصائے آہ ہاتھوں میں لیا
پیکر شاہرہ نامرادی کا طریق
کر دیا آزاد حق نے تجھ کو جب

اس سے اسپر روتی یا ہنسیتی نہیں
چاہتی ہوں اس سے اسکو خاص تر
جب تک ہو گا نہ دہر کا وصال
ہو قرار و صبر کب بلب کو آہ
تا نہ دیکھوں شعلہ زسار ماہ
تا نجاؤنگی میں اس گلگوں سے مل

جسم سے پوشاک پھر کر کے جدی
جائے طلسم کر لیا تن پر پلاس
پہن عربانی کا اک کرتہ لیا
بانڈھی بیتابی کے ٹپکے سے کمر
اور کیا آنکھوں سے جاری بحر خوں
آہ پھر کر عرض کی تحفہ نے یوں

گرچہ ہے ہر دم نیا جلوہ وصال
کہہ کہ یہ اور اٹھ کے بازای و آہ
شیخ اور تاجر وغیرہ بعد ازین
چھوڑے جیسے نفیس سے جانور
روح صالح تن سے جوں فرقت کرے

بھاگتی ہوں اس سے میں اسکی طرف
جب تک اس تک نہیں پہنچونگی میں
ماہی بے آب کو کب ہو قرار
تا نہ دیکھونگی لب دندان یار
اسکے سودا کی محنت میں تباہ
گرچہ ہے دلبر مرا ہر لحظہ پاس

داس میں قید آہوئے وحشی جو خفا
اب نشان اسکا کہاں پاتے ہوتم

وہ ہوا صحرائے نق و دق میں گم
جب نہ تحفہ کا پتہ ان کو ملا

سہتر اس سے ہے کہ ہو تو تاج سر
کھو دیا ان سب کار و حافی مرض
ہو گئے اکسیر سے جوں مثل زر

تن پہ اک کلی پرانی ڈال لی
ترک دل سے کردیا راحت کا پاس
منفسی و فقر کا تو شہ لیا
اور مصیبت عجز کا مونڈھے پہ دھر

شیخ سرتی نے کہا پھر اس سے یوں
واسطے اپنے نہ روؤں نے ہنسوں
اور روزنا اس سے ہے اس پر صرف
جان کو اپنی بوہنی کھو گئی میں
ہو نہ جب تک بحر تک اس کا گزار
میں رہوگی خون دل سے اشکبار

جان اوتن کو کو دنگی میں فدا
لیک مستحق کی کب بھجتی ہے پیاس
ہرچہ بروے میری بروے الیست
ہو گئی مثل پری اکدم میں غیب
پر نہ تحفہ کا پتہ ان کو ملا
ماہی بے آب کو دیر یا کا راہ

کھلتے ہی کھڑکی لیا لکھن کا راہ
کردیا پھر عزم بیت اللہ کا

رفق شیخ و تاجر و امیر احمد بن ثنی بہ بیت اللہ و انتقال کردن امیر در راہ مکہ ملاقات شدن
شیخ از تحفہ و انتقال نمودن تحفہ و تاجسہ

شیخ و تاجر تینوں ہو سہم	منفق ہو کر کیا قصد حرم	جب نہ پایا تحفہ جاں کاہ کو	چلے گئے پھر تینوں بیت اللہ کو
مر گیا ان میں سے رستہ میں امیر	حسرت و دودالم کا کھا کے تیر	دولت دنیا بھی کر کے سب غناہ	جاں بھی جانِ آفریں پر کی نثار
میر تو ان سے گیا مر راہ میں	شیخ و تاجر پہنچے بیت اللہ میں	ایک دن با شوق دل اور عید صاف	کر رہے تھے کعبہ کا طواف
اک صدا پر درد آئی کان میں	جس سے خوش اکی پڑا آجائیں	متھایہ اک مضمون اس نالہ کیساتھ	یعنی کہتا ہے کوئی بیدل یہ بات
اے مرے معبود اے محبوب دل	اے مرے مقصود اے مطلوب دل	ہے چراغ شب سیر و زوں کا تو	شادی دل ہے شب اندوزن کا تو
رہنمائی تجھ سے ہے گمراہ کو	دے ہے آگاہی تو جان آگاہ کو	درد ہے نیر اشفا بیمار کی	رخم تیرا ہے دوا دن زار کی
پیا س تیرے شوق کی رکھتا ہے جو	تیرے آبِ فصل بن کب سیر ہو	عاشق حق نت ہے دنیا میں بیض	آہ و درد اسکی دوا ہے بے نقیض
جو کہ غم سے تیرے ہے پر اضطراب	بے ترے دیکھے اسے ہو کب قرار	سکے اس سے شیخ مضمون دعا	مثل سیل اشک اس جانب چلا
جا کے دیکھا اک طرف اک خستہ تن	سر سجدہ خاک میں ہے نعرو زن	سکے اسدم شیخ کی آواز پا	چونک اٹھی یکبارگی وہ پارسا
سراٹھا کر اس نے دیکھا شیخ کو	اور کہا اے شیخ سرتی خوش تو ہو	شیخ نے پوچھا کہ تو کون ہے بتا	جسکے نالہ سے مراد دل خوں نہوا
سن کے بولی لا لہ لا اھو	جہل ہو بعد علم کے اے نیک خو	رحم حق تجھ پر ہو ہے حیرت کی جا	آشنا کے بعد سہونا آشنا
تم گئے کیا بھول اے سری مجھے	میں نہیں تحفہ مول لیتے تھے جسے	میں ہوں تحفہ جسکو کی تحنہ رہا	پائی پردہ سے تیرے میں سو نہوا
شیخ نے دیکھا جو اسکو غور کر	مثل تنگہ ہو گئی ہے سو کھ کر	ہے پڑی اک غار میں وہ خاک تن	خاک میں غلطان ہے اسکا تن بدن
ہو گئی ہے زہر سے جیسے نیال	ہے گل پڑ مرہ کاٹے کی مثال	سرزمین قدم ہوا اس کا خلال	بدر تن گھٹ کر ہوا مثل ہلال
ہو گیا قامت الف سے اسکانوں	مار مرہ کی طرح کا کل نگوں	قطرہ خوں تھے ہزاروں چشم پر	ہو لبوں پر آہ و نالہ پر شرر
شیخ نے تحفہ سے پوچھا اے قمر	نخل تنہائی سے پائے کیا شمر	کیا ہوا حاصل تجھے کہ بعد از ان	خلق سے ہو کر کے خلوت میں نہاں
تجھ کو تنہائی میں کیا حق نے دیا	کر بیاں کچھ لطف وصف کبریا	جب سے چھوڑا دوستوں اور شہر کو	تو نے کیا دیکھ کر مہم حق کے کہو
عرض کی تحفہ نے اے والا قدر	شب قدر نے چھپ کے پائی کیا قدر	اسم اعظم سے ہمیں ہو گا عیاں	کیا ملی عظمت اسے ہو کر نہاں
میں وہ پایا خاک میں عزت کی دل	خاک سے پاتا ہے جوں ہر تخم پھل	قدر و قیمت پائی میں چھپنے میں یوں	لعل و گوہر کوہ کے کونے میں جوں
سیم و زر کے جوں مجھے لگتے سنج	مل گیا کان نہاں سے ایک گنج	خلق سے جہم ہوئی ہوں میں نہا	جو نہاں تھا ہو گیا مجھ پر عیاں
لاکھ میں سے اک کرم اسکا ہے یہ	دی ہے اپنے قرب میں مجھ کو جگہ	تخت پر اپنی محبت کے بٹھا	تاج الفت کا مرے سر پر دھرا
دفع درد و غم مرا سب کر دیا	عشق سے اپنے مراد دل بھر دیا	قربت حق سے ملے انت مجھے	غیر اسکے سب ہے وحشت مجھے
شیخ نے اس سے کہا یوں وہ امیر	دے تھا جو قیمت میں تیرے زر کثیر	تھا مارے سہرا عرب کی راہ میں	مر گیا غم سے وہ تیری چاہ میں
یوں کہا تحفہ نے وہ نیکو سرشت	ہیکہ ہمایہ مرا اندر بہشت	حق تعالیٰ کی مرا الفت میں وہ	سمہ قری ہیکہ مرا جنت میں وہ
حق نے بخشا ہے اسے وہ مرتبہ	آنکھ نے دیکھا نہ کانوں نے سنا	شیخ بولے وہ کریم بے ریا	خطِ آزادی تجھے جس نے دیا

تاجر دل خستہ الفت میں نری	چار چشم ہے شوق زیارت میں تری	ہے طواف اندر تری امید پر	لگ رہی ہے ہر طرف اس کی نظر
سکے تحفہ نے دعا لک دیں کر	مرگئی رکھ کر در کعبہ پہ سر	دم میں بھر کر سانس ٹھنڈا مر گئی	عشق کے سب کام پورے کر گئی
جلن مت دی جلن اسنے رائیگاں	جان جاناں پر فلک اسنے جہاں	عمر طاعت میں گزاری یار کی	مرد وار آخر کو جہاں بھی وار کی
چھوڑ کر اے دل یہ رویہ شانگی	سیکھ لے اس زن سے تو مردانگی	غم تو اپنا کر نہیں گرتجھ کو غم	جائے ماتم ہے نہ جس جا میں ہو غم
آگیا تاجر بھی ناگہ اس گھر طری	دیکھا تحفہ کو کہ ہے مردہ پڑی	بیدلی سے وہ بھی گر خاک پر	مر گیا تحفہ کے رکھ پاؤں پہ سر
جان دی بیساختہ مثل پتنگ	ساتھ اس شمع کے جل کر بید رنگ	دیکھ کر یہ حال بولے شیخ یوں	انا للہ الیہ راجعون
بعد ازاں تجمیز اور تکفین کر	خاک میں دونوں کو مونا سپر	شیخ نے دونوں کا گور و کفن	بعد اسی ہوئے سنوئے وطن
رحمت حق ہو جو شام و سحر	ان شبیدر کی روان پاک پر	رحمت حق ہو سدا ان پر نثار	دے جلے ہم کو بھی رب انکے حواری
بارہ سو تھے اور اسی سال ہجر	ہو چکا جب حضرت تحفہ کا ذکر	ہو چکا جب مثنوی تحفہ تمام	تحفۃ العشاق رکھا اسکا نام

تمت بالخیر

از جناب عالم بودعی و فاضل لمعی جناب مولانا مولوی اشرف علی صاحب مدرس اول
بدست آمد

آہ کہ وہ یار مایا نہیں	آہ وہ دلبر مراد لدار نہیں	آہ مجھے جس نے لیا پھر دیا	آہ مرا کوئی خریدار نہیں
آہ جو لے ہے مجھے پھینکے ہے ویں	آہ کوئی مجھ سا بھی بس خوار نہیں	آہ جسے دل دیا بس رنج لیا	آہ کوئی یار وفادار نہیں
آہ سنے کون مراد و غم	آہ بجز غم کوئی غم خوار نہیں	آہ کہوں کس میں احوال دل	آہ کوئی محرم اسرار نہیں
آہ مصیبت مری پھر کون سنے	آہ مریا رہی جب یار نہیں	آہ اے انداد نہ کر آہ	آہ ہی سر قابل اظہار نہیں

غذائے روح

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حمد

کس سے حمد و ثنا اُس ذات کی	کُن سے پیدا جسے موجودات کی	اُس وجود پاک کی ہو حمد کب	جلوہ گر جس سے موجودات سب
قدرتِ حق یہ ہے جس سے دو جہاں	ہو گئے دُورِ حق سے کُن کے عیاں	حکم کاف و نون کے ہوتے ہی ہوا	کُن سے یہ کونین کا نقشہ بنا
ہے منزہ وہ توازن و مکمل	اُس کے پر و صاف قدرت میں عیاں	یا اَلّٰہی تو ہے بچوں و چکوں	راہ اپنی کا مرا ہو رہمنوں
ہے تو ہی پروردگار دو جہاں	ہے تو ہی بیدار کفندہ انس و جان	خوان الوان عام ہے سب پر ترا	شکرِ احسان پر کروں تیرا سدا
ہم سے طاعت کب تری آوے بجا	ماں مگر ہو لطف کچھ ہم پر ترا	تجھ کو لائق ہے اطاعت اے خدا	ہو دے شاید جب کسی سے کچھ ادا

نعت شریف حضرت سید المرسلین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

نام پیغمبر سے اے امداد آ	کرتاب کام و زباں شیریں ذرا	نام پاک اُنکا ہے احمد مجتبیٰ	میں وہ مقبول جناب کبریا
کس سے جوئے نعت ختم المرسلین	جن بذات پاک رب العالمین	ذات احمد ہے وہ بحرِ بیکراں	جس کا قطرہ ہے یہ کون و مکان
ذات پاک احمد ہے وائس و الضحیٰ	جس کے یہ ذرے ہیں سارے اولیا	ہے سزاوارِ اسکو تاج سروری	زیب اُسے ہے خلعت پیغمبری
سرور عالم محمد شاہ دیں	پیشواؤں اقلین و آخریں	حکم اُن کا ہے جہاں میں سر بسر	وہ یہاں آئے ہیں سب سے بیشتر
ذات پاک اُنکی نہ پیدا نہ ہوئی مگر	ہوتے کب ارض و سما جتن و لشر	اُس پہ چھ امداد تو لاکھوں صلوة	تجھ کو یہ کی شفاعت سے نجات
	آل اور اصحاب جتنے ہیں تمام	چھ تو ان پر تیرا درود اور شتو سلام	

مدح مبارک ہر چہار خلیفہ و دیگر اصحاب رضی اللہ عنہم

شہسوارانِ جہاں مردانِ دیں	چارید مصطفیٰ اہل یقین	اولادِ بوکر و صدیق اہلِ دیں	دوسرے عادل عمر و والا یقین
تیسرے عثمان با علم و حیا	چوتھے ہیں حضرت علی شیر خدا	اور سب اصحاب اُنکے ذی علوم	میں ہدایت کے فلک پر دے نجوم
صدق اور عدل اور شجاعت اور حیا	ہے ان ہی چاروں سے دین کو ارتقا	اُن سے راضی ہے خدائے دوسرا	اور خوش میں ان سے حضرت مصطفیٰ
تو بھی جان و دل سے اے لہرِ اباب	رو خدا پر سدا ہر روز و شب	جو کوئی بد اعتقاد اُن سے ہوا	ہے وہ مردود جناب کبریا

اس داستان میں نبر کا حضرت پیر و مرشد برحق عارف نور مطلق شیخ المشائخ والا ولیا حضرت مولانا واولا ناقطب میان دو آب نور الاسلام حضرت خداوند میان حیو نور محمد جھنجھاٹوئی

نام سے مشرکے اے امداد آ	دے زبان دل کو اب کچھ ذاتقا	سرورِ عالم شہِ دنیا و دین	عاشق و معشوق رب العالمین
ماہی دریائے توحید خدا	مظہرِ حق مصدرِ سر خدا	واقعہ اسرارِ حق دانائے راز	بے نیاز عالم سے حق سے بانیاز
شاہِ دین سرخیلِ جملہ اولیا	تاجِ بخشِ اصفیاءِ تقیہ	پیشوا شاہِ شامانِ جہاں	مفتدائے جانِ جانانِ جہاں
رہنمائے زبدۂ اربابِ علم	رہبرِ ہر قدوہ اصحابِ علم	حاجی دینِ متینِ خیرِ الامم	دافعِ بدعات و کینِ کفر و ظلم
اخترِ جریخِ ہدایہ عطا	بحرِ علمِ معرفتِ نجمِ الہدایہ	قبلہٗ بابِ داصحابِ یقین	کعبہٗ عقاد و زہاد اہل دین
یعنے پیر اور مرشد اور مولیٰ میرے	حضرت نور محمد نیک پے	حضرت نور محمد اولیا	پیر و مرشد میں مرے اور رہنما
میں وہ بیشک مظہرِ انوارِ حق	سرسے پاتک مصدرِ انوارِ حق	دیکھ مک جلوہٗ در اُس نور کا	جس سے میں پُر نور یہ ہر دوسرا
سارے عالم پر ہے اُس کا پرتوا	کون سی جا وہ نہیں جلوہ نما	جسکے سر پر خاص سایہ اُس کا ہو	ملکِ غیبی کا ہوا سلطان وہ
خاص جلوے کی چمکِ جہرِ پڑی	چرخِ غیبی کا ہوا ماہِ جلی	چشمِ رحمت سے نظر جس پر کرے	قطرے سے دریا ہو وہ پل راتے
پرتوا اُس نور کا جس پر پڑا	ہو گیا ذرے سے خوشیدِ ضیا	پرتوؤں کا اُسکے کیا ہو دے بید	ہے ہر اک انمیں سے خوشیدِ جہاں
اُگے اُنکے ذرہ کے ذرہ مثال	ہے وہ خوشیدِ فلک بے قیل و قال	کیونکہ میں یہ سب کے سب خوشیدِ جہاں	اور وہ ہے آفتابِ آسمان
ان میں اُن میں فرق ہے بس بیشمار	ان سے حاصل کارِ خیر اور اُن سے یار	روشنی انکی سے ہے دنیا کا کار	نور سے اُنکے ہر حاصلِ ردے یار
دیکھ لے ہے چشمِ دل کی کھول کر	ہر جگہ نور محمد جلوہ گر	چاہئے تجھ کو اگر وصلِ خدا	سایہ نور محمد میں تو آ
عکس سے اُس نور کے تا اے سپر	روئے جاناں پر پڑے تیری نظر	الغرض جو راہِ حق مطلوب ہے	حاقِ دم لے دوڑ میرے پیر کے
اگرچہ یاں سے کر گئے ہیں انتقال	فیضِ باطن ہے دے اُنکا جمال	بلکہ سوچنا اس سے ہے نورِ ضیا	کیونکہ پردہٗ جسم کا بھی اٹھ گیا
اب تو بے شک وہ سرا سر نور ہے	نور ہے سایہ سے بالکل دور ہے	سالِ تاریخ اور تولد اور وفات	انکی دونوں مجھ سے اے نیکنات
جب ہوا پیدار نور معرفت	شبلی دورانِ ادہم کی صفت	ہجرتِ نبوی کا اے فخر و فال	بلواسو پر تھا زیادہ ایک سال
بارہ سو اٹھ میں کر کے انتقال	اس جہاں سے جا لے باز و الجلال	جسکو ہو لے شوقِ دیدارِ خدا	اُنکے مرقم کی کرے زیارت وہ جا
مولود و مرقد شریف اُن کا پسر	خلق میں روشن ہے جوں شمس و قمر	گزنہ آوے تجھ کو کوری سے نظر	پوچھ لے مجھ سے تو اب لے بے خبر
شہرِ جمنجمن ہے اک جائے ہدایہ	مسکن و ماوہ ہے اُس جا آپ کا	مولدِ پاک آپ کا ہے اور مزار	اس جگہ تو جان لے اے ہوشیار
متصل اُس شہر کے اے نیک نام	ہے عجب دلچسپ درگاہِ امام	سید محمود ہے نامِ شریف	ہے مکمل وہ لبِ عجیب و لبِ لطیف
پاس اُس مرقد کے قبلہ رخ بنی	ہے زیارت گاہِ میرے پیر کی	اُس جگہ ہے مرقدِ پاکِ جناب	سر جگہ کاتے ہیں جہاں سب شیخ و شاہ
اعتقاد دل سے جو جاوے وہاں	اُسے سب اسرارِ باطن ہوں عیاں	دیکھتے ہی اُس کے مجھ کو ہے یقین	اُنکو ہو دیدار رب العالمین
کرتے ہی زیارتِ مزارِ پاک کی	ہو ویں ظاہر اُسے اسرارِ خفی	کیوں پھرے ہے جا بجا سمراتا	سایہ نور محمد میں تو آ

ہو نہ ہو قدرت تجھے اُس نور تک ہیں مُرید اور طالب اُنکے بیشمار اُن کا رتبہ کب تجھے آوے نظر طالب صادق ہے جو تو اے میاں	اُنکے خلفا سے تو جادامن سے لگ جنکی برکت ہے جہاں میں اُٹھکار سہو رہا ہے تو تو بالکل بے صبر دوں پتا خانہ کا میں اُنکے نشان	ہیں بہت اُنکے خلیفہ اور مرید لیک اُن کا مرتبہ دیکھے ہے وہ الغرض کر تجھ کو اب منظور ہے راہِ حق تجھ کو اگر مطلوب ہے	پاسکے ہے اُنکو کب تو نے سعید چشم بینا دل مصفا جسکے ہو دوں پتا بعض نکال میں سے تجھے قبضہ تھانہ بھوں کی راہ لے
میں خلیفہ آپکے چند اک وہاں صحبت اُنکی جان پارس اے فنا دیکھتے ہی اُنکے دم میں اے اخی ہیں خلیفہ اُنکے گرجے بے شمار	نور سے جن کے ہے روشن سب جہاں جنکے ملنے سے ہوس خالص طلا ستو برس کا بت پرست ہووے ولی لیک انہیں ہی دُعا اعلیٰ باوقار	فیض اُنکا عام ہے اک خلق پر ہے نگہ میں استقدراُن کی اثر اس طرح کے چھوڑ کر مردانِ مرد اُن میں سے دو شخص ہیں اہل ہُدا	چھوڑ گھرا و جلد لے جانکا در سنگریز ہے جس سے ہوں شک فہر چھانٹا پھرتا ہے کیوں عالم میں گرد ماہ برج معرفت شمس الضحیٰ
نیرِ برجِ کرم ماہِ عطا عالم و زاہد ولی اہل مقام دوسرے شیخ محمد مولوی وصف اُن کا ہو سکے کس سے ادا	گو ہر دُرجِ نعم بحرِ سخا متقی و پارساؤ نیک نام علم و زہدان کا ہے عالم پر جلی بحرِ عرفان کے ہیں دونوں آشنا	صاحبِ ارشاد و ملقبین و مہرا یعنی ہیں حافظِ محمد ضامن اب بحر ہے مواجِ دونوں علم کا جمع البحر میں ہیں عرفان کے	عاشقِ حق نائبِ خیر اور رسی فیض کی طالب ہے جس سے غلظت سب ظاہری و باطنی بااہتسرا جن سے باغِ دو جہاں سرسبز ہے
دیکھنے کو حق کے یہ آنکھیں ہیں دُور ملک غلیبی کے ہیں دُشمن و قہر	بے حجاب ہو دیکھ اُن سے یار کو نور سے دیکھ اُنکے روئے سیمبر اسے بھی پھر تو اگر اندھا رہے	دیکھنے کو مصحفِ خسار جہاں شمعِ دو ہاتھوں میں دیدی ہیں ترے فقر گرا ہی میں بیشک جا پڑے	چشمِ عیدک ہیں دونوں یکساں راہِ سیدھی آپ تو اب دیکھ لے

مناجات بجناب باری تعالیٰ

اُن کی برکت سے مجھے بھی یا خدا میں بھی تو اُس نور کا سایہ ہوں آہ نیک ہوں یا بد بھلا ہوں یا بُرا اپنی رحمت سے بلا یا دُور کر	اپنے کوچہ کا ذرا راستہ بتا دُور مجھ کو اُل کر مت کر تباہ تیرا کہلا کے کہاں جاؤں خدا پر پنجوڑوں گا کبھی میں تیرا در	ساتھ کا میرے ہر اک اہل ہوا گرچہ نالائق ہوں بدکار اور بُرا مت اٹھا ذلت سے اس سے کہیں مجھ سے ہیں بندے ترے بے انتہا	کوئے فرقت میں رہا میں ہی پڑا لفش بُرا ہوں مگر اُس نور کا دوسرا در مجھ کو اب ملتا نہیں پر نہ مجھ کو نہ سوا ہے دوسرا
دیکھ عزت پھر مجھے مت کرو خواری تجھ سے ہی ثمرِ مندی بس ہے مجھے ہو کے قائل اپنی تقصیرات سے آہ وزاری سے اٹھا دستِ دُعا	اور نہ کرو ذلت گنہ سے شرمسار پر نہ کر شرمندہ آگے اور کے اب جو آیا ہوں تو مجھ کو بخش دے مانگتا ہوں تجھ سے تجھ کو اے خدا	مت مسلط مجھ پر کُشتیاں نفس شامتِ اعمال سے اپنے مگر کیا کروں میں عذرِ تقصیرات کا تجھ کو ہی تجھ سے طلب کرتا ہوں میں	ہاتھ سے نیرے ہو جو ہوا و پس ایک ملت تک رہا ہوں دوزخِ تر تیرے آگے عجز و زاری کے سوا اور کی خواہش نہ اب کرتا ہوں میں
نے گدائی تاجدارِ چاہئے	پر ترے کوچہ کی خواری چاہئے	کر مجھے یوں اپنی الفت سے دوست	جن سے ہو میں سب خیالِ غیرِ پست

دکڑ چھاب ہوئی یارب اسقدر	تھچہ دیوانہ ہوں اٹھوں پہر	دکڑ ہوئے نور اہوئے سدا	فکر ہوئے نور ہی ہوئے سدا
غیر تیرے جو ہو دل سے دور ہو	تیری الفت سے یہ دل معور ہو	فکر باطل دل سے میرے دور ہو	مظہر انوار سے پر نور ہو
دے تڑپ ایسی تو اپنے عشق کی	ایک دم آرام ناپاؤں کبھی	شغلی ہوئے درد غم کے جام سے	ایک دن بٹھوں نہ میں آرام سے
درد غم کو اسقدر یارب عطا	جو کہ دیکھے مجھ کو دے آنسو بہا	سینہ بریاں چشم گریاں جان بلب	عشق میں کھینچوں سدا رنج و تعب
کرمیات بیخودی اب مجھ کو دو	آپ کو کھو کر میں پاؤں آپ کو	درد الفت دے وہ اب دل کو میرے	درد میرے کو دے وہ درد سے
خاک راہ درد منداں کو مجھے	جان بریاں چشم گریاں کر مجھے	دے وہ گریہ کو میرے شورائے غفور	جس سے ہو جا چشم طوفان کا نور
تاکہ کر دوں غرق اس میں غیر کو	ماسوا دلبر کے جو کچھ ہو سو ہو	کر عطا ایسی طیش دل کو مرے	ماسوا جانان کے سب کو چھو کر لے
داغ دل سے کر مجھے باغ و بہار	تاکہ آوے سیر کو وہ گلخدار	خانہ دل کو مرے ویران کر	گنج الفت اسمیں بھر دے سر بہر
ننگ غیر آئینہ دل سے دُور کر	تاکہ دیکھوں اسمیں دُورے سیمبر	دام الفت میں چھنسا کر حلب تر	دو جہاں کی قید سے آزاد کر
جام وحدت سے مجھے یوں مست کر	حرف غیرت کا ہو دے بدر	دوست سے کر پُریم یوں لحم و پوست	پوست سے باہر نہ نکلے غیر دوست
دے رہائی مجھ کو یارب آپ سے	آپ کو میں اپنے پاؤں آپ سے	کو جگہ دلبر کی یوں دل میں مرے	غیر کی اسمیں نہ گنجائش رہے
ہر گدے میں سماوے مثل جاں	دُور ہو حرفِ دونی ازور میاں	ماؤں کامرض دل سے دور ہو	تو ہی تو باقی رہے تن نور ہو

اس میں بیان ہے لطف اور احسان کا حضرت مولانا و ہادیان و مرشدان قطب میان
دو آب نور الاسلام حضرت خداوند مملوئی نور محمد قدس سرہ کا کہ اوپر مجھ کا کارہ
بیچارہ بدر راہ روسیہ امداد اللہ چشتی نوری عفا اللہ عنہ کے ہے

جلوے نور محمد نے اب آ	دو جہاں سے مجھ کو فارغ کر دیا	خود دکھا برق تجلی کا جلال	خبر میں میں مرے دی آگ ڈال
دیکھ کر اُس شعلہ رُخ کی بہار	سہرے ہوئے مرے نکلے شرار	اُن شراروں کو اجازت دوں اگر	خاک کر دیں ماسو کو چھوٹک کر
دیکھنے ہی لائے رُخ کی بھین	داغ دل سے ہو گیا باغ و جہن	پھنکرا اسکی زلف میں امداد میں	دونوں عالم سے ہوا زاد میں
مٹی شب معراج نے وہ زلف تھی	جو تجلی اُس نے پانی نور کی	بحر عرفان لطف سے اس نور کے	موجزن امداد کے سینہ میں ہے
ایک چشم بھی جو اُس سے کھول دوں	غرق اُس میں دونوں عالم کو کر دوں	اک حباب اُس بحر کا ہے یہ سما	اک ذرہ ہے بینو اُس نور کا
گرد کھاؤں اسکا دُور نشا ہوار	دو جہاں کو اسپہ کر ڈالوں نثار	جو دکھاؤں اُس تجلی کی چمک	چھوٹکے ہاں سے لیکر ماک
یہ رہے نہ وہ رہے نہ میں نہ تو	ہو ہی ہو باقی رہے خود ہو ہی ہو	بل نہ حرف ہو رہے بھر جان تو	ہو ہی ہو باقی رہے خود ہو ہی ہو
اس جگہ خاموش رہنا چاہیے	سہرے باطنِ منت زباں پر لایے	رکھ قدم امداد اس جہاں تمام	غور فہم عام پر کرو اسلام
لطف و احسان اسکا کہہ سکتا ہے کب	سرفہم کا بھی قلم اس جہاں ہے اب	دیکھ یاں مت مار دم امداد اب	بندہ ہو کرتی سے کر حق کو طلب
خوش زمانہ تھا کہ اس ہجران میں	مجھے جو جگہ دے تھا اُس آن میں	پھر تانتا صحابہ صحرا کو بہ کو	اپنے اُس دلبر کی کرتا جستجو

ذوق شوقِ محبتِ الہی کا بیان

اے حیرانے ملکِ ہر دوسرا بیقراری ہے بہت اے کبریا بن بلائے تیرے اے شاہِ جہاں اس دُوی نے کر دیا دورِ اسقدر دور کر کے مجھ سے کثرت کے حجاب پھر میں اپنا اُس کو کر کے راہر بحرِ وحدت میں یہ جان تھی غفلت قیدِ ہستی میں پھنسا تو اس قدر عہدِ پیمان توڑ کر اے بے وفا	دردِ فقر سے مراد دل بے ہوا دھوٹھننے تک مکمل جاؤں بتا تجھ تک میں پہنچ سکتا ہوں کہاں آپ کی بھی میں نہیں رکھنا خبر جلوہِ وحدت دکھا جب کوشتاب تجھ تک پہنچوں کہیں اے باخبر کچھ دوی کا تھانہ واں رنج و محن اصل کی اپنی نہیں تجھ کو خبر جس لئے پیدا کیا تھا تجھ کو یار	تیری دُوی سے بہت بیٹاب ہوں تو ہی بتلا آپ اپنی مجھ کو راہ واسطے اپنے ذرا صورت دکھا بحرِ وحدت سے مجھے لاکر یہاں تاکہ قیدِ ماؤں سے چھوٹ کر وہ بھی تو اک وقت تھکاے کبریا ملک میں ہستی کے اے ادلا آ عہدِ پیمان جو کئے تھے تو نے دل وہ کیا ہرگز نہ تو نے اختیار	ریک پر توں ماہی لے جاں بہوں جس سے پہنچوں تجھ تک اے بادشاہ تاکہ جی قیدِ دُوی سے چھوٹ جا ڈالوں کثرت میں اے جاں جہاں اصل سے اپنے کہیں پاؤں خبر جو وجودِ پاک کے کوئی نہ سٹھا گم کیا ہے آپ کو تو نے بھلا کچھ بھی اُن سے یاد رکھتا ہے یہاں مراہ سے بے راہ تو اب ہو گیا
--	---	---	--

بھائی نے یہ مضمون کتابِ نان و حلوا کا کہ تصنیف بہاؤ الدین عالی کی ہے جو مطابق اپنے حال کے متھاں لکھا

سُن تو اے شکندو راہِ قدیم بے یہ بلبل یار کے گلزار کی آفریں اے بلبلِ دستان سے مجھ سے راضی بھی ہے وہ دلبرِ بتا آفریں اے بیکِ فرخِ فالِ من میں نوا میں کیا تری آتشِ بھری آفریں اے ہر بُدِ شہرِ سبا کہہ تو پھر مجھ سے ذرا حالِ صنم پھر سنا بہرِ خدا اے نامہ بر مسکن و ماویٰ سے پھر میرِ خزا کیوں خفا مجھ سے ہوا وہ بسبب جس سے ہو سکیں کچھ دل کو مرے ایک دن وہ تھا کہ ہم سے دلبرِ با	اور اے گم کردہ راہِ مستقیم پوچھ باتیں اُس سے اُس دلداری آفریں اے قاصدِ بستان سے اور مال بھی ہے کچھ سُوئے وفا آفریں اے مایہِ اقبالِ من آگ جس سے یوں مرے دلیں لگی آفریں اے قاصدِ دلبرِ با بیگیا تحقیقِ دل سے رنج و غم زمرِ زخیم و مینا سے کچھ خبر دے خبر بہرِ خدا بہرِ خدا عہدِ پیمان توڑے کیوں ملکیتِ سب وہ بیان کر مجھ سے ہوں قربان کا خوش سونا تھا اور کا ہے خفا	گوشِ جاں سے سُن تو بلبل سے ذرا آفریں اے بلبلِ بستانِ جاں قاصدِ جلدی خبر مجھ کو سنا یامیشتہ ہجر پر مسرور ہے آفریں اے بلبلِ خوشِ خواں تجھے سوزِ دل سے میری با آہِ دغاں آفریں اے طوطیِ شکرِ شکن بند کے یادوں کی دے مجھ کو خبر ہے دلِ جاںِ دُلوں غم میں مبتلا پھر کہوں کچھ یارِ بے پرواہ سے کہہ ذرا بہرِ خدا اک حرفِ تو ایک دن وہ تھا کہ ہم اور وہ صنم خوش وہ دورانِ تھا کر گئے از کرم	یار کی باتوں سے یہ کہتی ہے کیا کہ مرے دلداری کی تو داستان کہتا ہے خن میں مرے کیا دلبرِ با بیجِ بتا جو کچھ اُسے منظور ہے ماسوا سے کر دیا فارغ مجھے ہر کُن مَو سے نکلتا ہے دُحوں تجھ پہ ہو قربانِ میرِ احبانِ و تن تاکہ ہو میں مستِ سبِ دیوارِ و در تاکہ چھو میں سنکے حالِ دلِ رُبا کس لئے مجھ سے وہ ابِ ناراض از زبانِ آن نگارِ تندِ خور مثلِ پوئلک تھے آپس میں بہم مارتے راہِ وفا میں تھے قدم
---	---	--	---

آتش اک شب بصد رنج و الم جان بوں پر حسرت گفتار سے	میں کروں تھا گوشہ میں یادِ صنم دل بھرانو میدری دیدار سے	سُریز انوغم سے اُس کے بیٹھ کر وہ قیامت قامت بہیمان شکن	کھیپتا تھا دل سے آہ پر شرر آفتِ دُورِاں بلائے مرد و زن
فتنہ آیام و آشوبِ زماں تاگہاں در سے مرے وہ بے حجاب	خانہ سوزِ صد چوں بس خانِ دِوان لب گزراں ڈالے ہوئے نصے نقاب	دیکھتا کیا ہوں کہ وہ مہرِ صنمیر زلف مشکیں دوش پر ڈالے ہوئے	خود بخو ہوتا ہے یاں رونق پذیر اور نگہ سے کارِ عالم کا کئے
بے محابا پاس میرے آن کر آتشِ فرقت میں تیری دل کا حال	پوچھنے مجھ سے لگا وہ باخبر کیا ہے کچھ تو منہ سے تیرے لکال	یہ کہ اے شیدا دلِ محزون میرے میں کہا اُس سے قسم اللہ کی	دے بلا کش عاشقِ مفتون میرے جان اب مجھ میں نہ کچھ طاقت رہی
بیٹھ کر اک دم سہرا بالین پر میں نے تب اُس سے کہا اے خوش ادا	اٹھ گیا ہے سافتمہ وہ باخبر پھر میں کب کیونگا تجھ کو یہ بتا	ساتھ اپنے لگیاد وہ خود پرست یہ لگا کہنے مجھ دیکھے گا تو	عقل و دین میرا وہ سارا ایک لحظت خواب میں اپنے پھر آدھی رات کو

یہ داستان بیچ بیان تاسف اور ندامت اور صرف کرنے عمر کے بیچ اس چیز کے کہ
کہ نفع نہ دے قیامت کو اور بیچ معنوں اور غرض قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
سُورَةُ الْمُؤْمِنِينَ شَفَاءُ یعنی جھوٹا مومن کا شفا ہے

عمر گذری ساری قبل وقال میں اے نریم اب فحش پاسے دور کر	پھنس رہی غفلت سے اس جہنم میں بہر ہوئی ہے وہ آتش جلوہ گر	اے نریم اب بہر حق اٹھ تو سہی دے مجھے اب وہ شراب شعلہ زن	کچھ نہیں طاقت ہے اب مجھ کو رہی جس سے جل کر خاک ہوتی اور بدن
اور پلا جلدی سے مجھ کو وہ شراب دے شراب ایسی مجھے اب جلد تر	غیر حق ہوں سے جل کر سب کباب مست ہوں پیئے سے جبکہ اس قدر	وہ شراب اب مجھ کو دے تو لیبیب جس طرف دیکھوں اٹھا کر کے نظر	راہ بر ہو جو کہ در راہ حبیب کچھ نہ آوے غیرِ دلبر کے نظر
وہ پلا مجھ کو تو اب بہر خدا اٹھ توجہ کر ذرا بہر خدا	تا کہ فارغ ہوں ز قیدِ ماسوا کرتا ہے تسلیج اس کی دل مرا	اور میں خرم الحنا ہے لاؤ تم خوف مت کر اب تو اے صاحبِ شجر	چھوڑ پیاؤں کو لگا دو منہ سے خُم کیونکہ ہے اللہ تو ربِ غفور
تنگ ہے افسوس وقتِ عمر اب علم بھی دور کر مجھ سے انہی	حیف ہے صد حیف کھوئی عمر سب عمر علمِ رسم میں گذری مری	آہ صد افسوس یہ عمر عزیز علم بھی سارا قبل وقال ہے	کھوئی اپنے ہاتھ سے ہوئے تمیز اُس سے کچھ حاصل نہ خطِ او خال ہے
دل کو کرتا ہے یہ مردے سے تیر علم کا برتن زنی مارے بود	کچھ نہیں حاصل ہے اس سے بہرِ خطر علم کاں بردل زنی یارے بود	طبع کو افسوس کی بخشے مدام خروج تو نے علم تن پر کیا	مولوی کا یاد رکھ پھر یہ کلام ہو گیا حتی میں وہ تیرے اثر دہا
علم سے کر لے صفائی دل کی یار عاشق کا حکم حتی ہے اور درست	ہے وہی پھر تیرا یار و غم گسار اور سوا اسکے میں سارے علمِ سنست	علم حتی ہے جانِ علم و عاشقی جبکہ دل میں ہو نہ الفت یار کی	باقی ہے مکر ابلیس شقی ہے بلا شک وہ تو قابلِ نار کی
ہو نہ جس دل میں محبت کا اثر ہے خدا کی ماس اُس پر بیشتر	ہے خدا کی ماس اُس پر بیشتر ہے خدا کی ماس اُس پر بیشتر	جبکہ دلیں ہو نہ مہرِ گلر خاں کہنہ ابنہ ہے وہ پُرانا سخاں	کہنہ ابنہ ہے وہ پُرانا سخاں کہنہ ابنہ ہے وہ پُرانا سخاں

رازِ باطن اس سے کب کچھ پرہیز باز	گو ترے شاگرد ہوں سو فخر راز	علم ری کو تو کیسا ہی پڑھے	رازِ باطن اس سے کب کچھ پر کھلے
جو کوئی قربان نہ ہو دے یار پر	اسکے لائق ہے جدا ہوتی سے سر	جو نہ ہو دے مبتلا نہ ماہِ رو	نام اس کا لوح انسانی سے دھو
جس کسی کے ہونہ دلیں مہر یار	اُسید لائق ہے کہ ہو یہ اللہ کا بار	الغرض اس علم سعی میں اخئی	کھو چکا تو عمر اپنے کام کی
علم دیں ہے فقہ و تفسیر و حدیث	جو سوا اس کے پڑھے ہو وہ ضیث	عمر سے تیری کوئی پوچھے اگر	سکات دن باقی ہیں امیں شک منکر
سُن تو اس سہنتے میں اے مردِ خدا	اب پڑھے گا علم بتلا کون سا	فلسفہ یا نحو یا طلب یا نحو سم	ہندسہ یا ریل یا اعداد در سوم
یہ علوم اور بی خیالاتِ صورت	فضلہ شیطان ہے یہ سنگ پر	جو ہو دل خالی ز عشقِ دلبران	سنگِ استغیا شیطان اس کو جہاں
دل کو علم عشق سے خالی اگر	دیکھتا ہے بے حیا ملک غور کر	سنگِ استغیا دیو اندر بغل	دل نہیں پر ہے سرشتِ آب و گل
حیف ہے کھتا ہے جو تولدِ دخل	سنگِ استغیا دیو اندر بغل	لوحِ دل سے فضلہ شیطان دھو	اے مدرسِ درسِ عشقِ ہم بگو
چند خوانی حکمتِ یقینیاں	حکمتِ ایمانیاں راہم بخواں	پڑھے چکا تو حکمتِ یونیاں	حکمتِ ایمانیوں کو بھی توجہاں
علم معقولات بے بنیاد ہے	مغر کو خالی کرے گا تا بکے	بحثِ نحو و صرف میں کی عمر صرف	ابنِ فضلِ عشق سے پڑھے یک حرف
دل کو روشن کر بانوارِ جلی	کیوں بنا ہے کاسہ لیسِ بوعلی	فخرِ رازی اور اسطو بوعلی	ہیں یہ باطل اور ان کے علم بھی
ان کو جو پڑھتا ہے تولدِ زشت خو	خوک اور کتوں کا ٹھوٹا کھاتا تو	سورِ عالم شہر ہر دوسرا	کہتا ہے مومن کے ٹھوٹے کو شفا
سورِ اسطالیس سورِ بوعلی	کب شفا حضرت نے فرمایا اخئی	جھوٹے مومن کے ہوتی ہے شفا	کافروں کا ٹھوٹا ہے نہر اور بلا
کھالیا ہے زہر اگر تو نے ذرا	جا کے کھاتر یا توں شفا	سینہ اپنا جا کے تو صلیک کر	دل کو تو آلودگی سے پاک کر
کب تلک افسوس زاری بیشمار	شرمِ مرتضیٰ اور نبی سے انو یار	کب تلک یہودگی سے گفتگو	تو کرے گا اب بتا اے زشت خو
کب تلک اس فکرِ باطل میں بھلا	تو رہے گا مبتلا اے بے حیا	فکرِ اس کی کر جو تیرا یار ہو	درد و غم کا تیرے حامی کار ہو
سُن دف و نے سے وہ گلِ مردِ عرب	کہتا تھا کیا خوب از روئے طرب	گوشِ جاں سے سُن ذرا اے نیک خو	قول اک مردِ عرب کا غم سے تو
تھا عرب میں ایک مردِ خوش ادا	عشق سے رکھتا تھا وہ کچھ ذائقا	ایک دن نصرت سے وہ بے رخِ غم	دائرہ اور نے بجاتا تھا بہم
اور کہتا تھا یہ خوش الحان سے	یعنی اس مضمون کو جی جان سے	ہو وے تم قوم اے مردانِ کامل	مدرسہ میں رہ کے یوں لیل و نہار
کچھ کیا حاصل نہ تم نے زہنہار	جز خیال اور موسولہ لے نابکار	جو کرنا تھا کیا تم نے نہ کام	عمر باتوں میں گئی ناحق تمام
جتنی حقیقِ دلیق بنی میں یہ عمر عزیز	تو نے کھوئی رائگاں اے بے تمیز	پر کبھی تم نے نہ ذکر اس کا کیا	جس نے یہ تم کو دیا ذہن و ذکا
ذکر میں اور فکر میں غیروں کے آہ	جان اور تن کو کیا ناحق تباہ	چھوڑ کر کے تم نے کو چہ یار کا	لے لیا ہے آہ رستہ نار کا
ہے تمہارا ذکر و غیر الحبیب	کچھ نہیں بقی میں اب تم کو نصیب	لوحِ دل سے دھوا منے لے نکذارت	علم جو دیوے نہ بقی میں نجات
ساقیا یک جرعة از جامِ قدیم	دے تو اب امداد کو بہرِ کرم	تا کرے شقِ پردہ کا پندار کو	یار کی آنکھوں سے دیکھے یار کو

اے مراد زان! امام حمزہ الاسلامی فخر الدین رازی مستند تائم کدرد دل تو بخت گلِ رخاں خواہد بود دوسر باطن منکشف خواہد شد اگر شرفِ فخر الدین رازی ہر تلمیذ تو بود نور ۱۲

یہ داستان بیچ قطع علائق اور گوشہ نشین ہونے خالقی سے ہے

جسکو دے تو فنیق رب العالمین ہو وہ نمل و قال سے عزت گزین خلق کے ملنے سے پھر حاصل کیا دامن عزت سے پامت کر بدر گوشہ خلوت میں تو بیٹھا اگر پھر قدم ہرگز کبھی باہر نہ کر جس طرح پریاں جو رہتی ہیں جچی دلو کے ہاتھوں سے رہتی ہیں بچی کب حقیقت سے کھلے گا تجھ پر در تو مجازی سے نہ گذرے گا اگر جو تو چاہے عزت دنیا و دین خلوتے از مردم دنیا گزین جب ہوئی پوشیدہ سب میل قدر ہو گئی وہ رشک صد خوشید و بدر ہے نہاں جو اسم اعظم اسلئے سارے ناموں کا وہی سرور ہے بیٹھ جا گوشہ میں اے فرزانہ مرد اور جمیع ماسوا اللہ سے فرد علم بن منت بیٹھ گوشہ میں فنا اسمیں ذلت ہے تجھے بے انتہا اسپید یاد آیا تجھے قصہ لطیف غور سے سخن اسکو اے مرثرف	اختلاط خلق سے ڈھونڈنے ہے کیا کیوں پھرے ہے چوں گدایاں در بدر جا پری کی طرح سے ہو جانہاں جس طرح پریاں جو رہتی ہیں جچی دلو کے ہاتھوں سے رہتی ہیں بچی کب حقیقت سے کھلے گا تجھ پر در تو مجازی سے نہ گذرے گا اگر جو تو چاہے عزت دنیا و دین خلوتے از مردم دنیا گزین جب ہوئی پوشیدہ سب میل قدر ہو گئی وہ رشک صد خوشید و بدر ہے نہاں جو اسم اعظم اسلئے سارے ناموں کا وہی سرور ہے بیٹھ جا گوشہ میں اے فرزانہ مرد اور جمیع ماسوا اللہ سے فرد علم بن منت بیٹھ گوشہ میں فنا اسمیں ذلت ہے تجھے بے انتہا اسپید یاد آیا تجھے قصہ لطیف غور سے سخن اسکو اے مرثرف
--	--

حکایت ایک عابد جاہل کی کہ غار میں رہتا تھا اور جوان دنیا دار کی

تھا کسی جا ایک مرد خوشحال عالم و فاضل ولی صاحب کمال رکھتا تھا گھر میں وہ اپنا کلب صورت ظاہر میں مانند قمر ناخلف تھا صمد سے زیادہ وہ پیر رنج تھا اس بات سے اُس تنہا پیر اپنی کم بختی سے لیکن وہ پیر بھگتا تھا چڑھنے سے ایدھر ادھر کہتا تھا جس بات سے اسکا پدر جو کہ تجھ کو کھنا اور چڑھنا نہیں دور ہو جا پاس سے میرے کہیں ایسے نالائق سے کیا امید ہے دین و دنیا میں نہ کام آوے مرے بے حیائی سے یہ بولا وہ پیر ہے خوشی میری بھی یوں ہی اے پدر ایک گھوڑا خوب مالے دیکھے اور خرچ راہ کچھ دیدیر کیجئے سکے اُسکے باپ نے پھر حلد تر کر دیا تیار اسباب سفر اور کپڑوں کے کئی جوڑے بنا ساتھ اُسکے روئے اور یوں کہا ہو کے رخصت باپ سے راہی ہوا پھر نہ منہ اس طرف کو اُسنے کیا	عالم و فاضل ولی صاحب کمال رکھتا تھا گھر میں وہ اپنا کلب صورت ظاہر میں مانند قمر رنج تھا اس بات سے اُس تنہا پیر بھگتا تھا چڑھنے سے ایدھر ادھر کہتا تھا جس بات سے اسکا پدر جو کہ تجھ کو کھنا اور چڑھنا نہیں دور ہو جا پاس سے میرے کہیں ایسے نالائق سے کیا امید ہے دین و دنیا میں نہ کام آوے مرے بے خوشی میری بھی یوں ہی اے پدر ایک گھوڑا خوب مالے دیکھے اور خرچ راہ کچھ دیدیر کیجئے سکے اُسکے باپ نے پھر حلد تر کر دیا تیار اسباب سفر ساتھ اُسکے روئے اور یوں کہا ہو کے رخصت باپ سے راہی ہوا پھر نہ منہ اس طرف کو اُسنے کیا	مستقی و پارسا و محتشم لیک باطن میں تھا بادل و زشت خو علم کی تعلیم کرتا تھا اُسے نیک باتوں سے اُسے آتی تھی عار باپ نے اُس کے کہ سن اے بیجا گاؤں پر بھی تجھ پر رکھتے ہیں شرف نوکری کر جا کہیں اور کھا کھلا جلد تجھ کو آج رخصت کیجئے قوت بستی اُس سے میں اپنی کروں اور خرچ راہ بھی کچھ دے دیا پھر قدم ہرگز نہ رکھیں تو ادھر نوکری کی جستجو کرنے لگا
--	--	---

رفعتہ رفعتہ آخرش وہ نوجوان اُس امیر نیک کی اسے خوش ادا سرخ کی اُس نے جوں ہی جا کر لکھا پھر جو کی قسمت نے اُسکی یادری عیش اور عشرت میں وہ رہنے لگا اُس پسر کی جس کھڑی اے نیکنام نے رہا لشکر نہ وہ فوج و سپاہ پھر تا تھا صحرا بھر در بدر دن کو تو اُس شہر میں پھر تاربا الغرض کی رات مسجد میں بسر سوچنے دلیں لگا اپنے جواں بہن کر پوشتاک اور گھر سے نکل اس جواں کے دلیں یہ آیا خیال کہہ کہ یہ اور اٹھ کے وہ مرد خدا غار کے اندر ہی اندر وہ گدا اسلئے اُس غار سے باہر اخی تھا معین ایک دن ہر سال میں خلق اسکے دیکھنے کے واسطے تھا وہ دن عالم میں گویا روز عید الغرض اُس دن اُسی معمول پر اتنے میں اک شور خلقت سے اٹھا اور طلب کرتے تھے اُس درویش سے اور درویش بھی بالالتجا شام کے ہوتے ہی وہ پیر بُرا سوچے جی میں لگا اپنے جواں	اک شہر کے بیچ پہنچا ناگماں نوکری کا تھا قلم جاری سدا نام اُس کا جھٹ سوار نہیں لکھا فوج ساری کا ہوا افسر یہی بے غم وہ بے رنج وہ بے محنت سدا عیش و عشرت کی ہوئی مدت تمام نہ وہ دولت نہ وہ حشمت نہ وہ جاہ فقر و فاقے سے وئے فتنہ جگر رات کو جا ایک مسجد میں پڑا ہو گئی اتنے میں صبح جلوہ گر یا الہی اب بنا جاؤں کہاں جاتی ہے جنگل کو دھڑی بے غل دیکھ تو تو بھی ذرا چل کر کے حال ساتھ اُن لوگوں کے آخر ہو گیا رات دن کرتا عبادت کو ادا وہ فقیر ہرگز نہ نکلے تھا کبھی باہر اُس دن آتا تھا ہر حال میں جمع ہوتی تھی تلے اُس کوہ کے واں کا جانا سمجھے تھا ہر اک سعید جمع خلقت ہو رہی تھی بیشتر آئے حضرت سامنے دیکھو ذرا بس دُعا ئے خیر سب چھوٹے بڑے اُن کے حق میں مانگتا حق سے دُعا اٹھ وہاں سے غار کے اندر گیا میں بھلا اے دل تبا جاؤں کہاں	کہتے ہیں اُس شہر میں تھا اک امیر دے تھا عرضی نوکری کی اُسکو جو ایک مدت تک سوار نہیں رہا چند عرصہ میں ہوا وہ نوجواں ایک مدت تک رہا اُس رتبہ پر کی قضائے جو نظر نوعِ دگر نہ قلعہ نہ محل نہ وہ بارگاہ پھر تھے پھر تھے الغرض باسوز و درد تا مسافر جان کر اُس شخص کو صبح ہوتے ہی وہ مُرد بے نوا تھا اسی حالت میں وہ مُرد گدا اپنے اپنے گھر سے ہر اک مردوزن ہو رہا ہے آج صحرا میں یہ کیا عنقریب اُس شہر کے اک کوہ تھا حق تعالیٰ اُسکو قدرت سے ملا اُس کا بعد اک سال کسمول تھا کوہ کی چوٹی پہ جا کر بیٹھتا منزلوں سے آتی تھی خلقِ خدا اور کچھ خیرات بھی کرنے تھے وہاں یہ جواں بھی تھا وہیں حیران کھڑا دیکھ کر درویش کو اُس کوہ پر اپنا اپنے دُعا کے واسطے الغرض اُس دن صبح سے تابش نام خلق ساری اپنے اپنے گھر گئی آدی ہر ایک اپنے گھر گیا	صاحبِ حشمت امیر بے نظیر اُسکو نوکرا پنا کر لیتا تھا وہ ہوتے ہوئے عہدہ پھر بڑھنے لگا صاحبِ حشمت امیر کا مراں جب تک چاہا خدانے وہ پسر دم کے دم میں ہو گیا زبرد زبرد دم کے دم میں ہو گیا بالکل تباہ اک شہر کے بیچ جانکلا وہ مرد دے کھلا کھانا کوئی مرد نکو باہر آ مسجد کے در پر ہو کھڑا دیکھنا کیا ہے کہ اک خلقِ خدا جانبِ صحرا رواں ہے بے محی بے محابا جو ہر اک جاتا ہے چلا اسمیں اک درویش رہتا تھا سدا بھیجتا تھا اُسی جا پر طعام غار سے باہر نکل کر بیٹھتا آپ کو دکھانا سب کو دیکھتا اُسکی زیارت کیلئے اُس دن سدا لائق اپنے ہر کبر و ہر جواں دیکھے ہوتا ہے یاں کیا ماجرا دور سے کرتا تھا زیارت ہر بشر لوگ اُس سے ہی دُعا کرواتے تھے تھا رہا اُس کوہ کے گرد از دھام رنگیاں وہ جواں اجنبی تو کر گیا شہر میں جا کر کے کیا
--	--	--	--

کمر بستہ جوں توں یہاں بس رات کو	صبح کو پھر دیکھے جو ہو سو ہو	کہہ گئے یہ اور ہاتھ رکھ کر زیر سر	پڑ پڑا جنگل میں تنہا خاک پر
جب گئی تھوڑی سی رات اتنی تینوں	دلیں اُسکے یہ خیال آیا وہیں	کیوں پڑا تنہا یہاں اے پُر خل	اتھ کے اُس درویش کی خدمت میں چل
گر تجھے کچھ عقل ہے اے ہوشیار	کر تو درویش تو کی خدمت اختیار	صحبت درویش سے مسرور رہ	اور ساری خلق سے بس دور رہ
حُب درویشاں کلیدِ جنتِ ست	دشمنِ ایشان سزائے لعنتِ ست	دوست درویشوں کا ہر دے جنتی	دشمن اُنکا ہے بلا شک روزِ خ
چلے اُس درویش کی خدمت میں اب	سیکھ کچھ راہِ خدا نے بے ادب	واسطے دنیا کے کیوں اے پیغمبر	ٹھوکر کی کھانا پھرے ہے در بدر
کیا ہے حاصل رنجِ لجانا تجھے	آزادِ دن یارِ مرجا نا تجھے	آزاد کے کا سے غافل نہ ہو	دولتِ دنیا پہ تو مائل نہ ہو
دلیں اپنے پختہ کر کے یہ خیال	غار کی جانب چلا گھوڑ کی چال	اعتقادِ دل سے وہ اے نیک پے	جا کے قدموں پر پڑا درویش کے
دیکھ کر درویش بولا اے جواں	کیا تیرا مطلب ہے کہ مجھے یہاں	عرض کی اُس نے کہ اے پیر ہذا	ہے مجھے مطلوب اب راہِ خدا
اور مجھ کو چاہئے ہے کچھ نہیں	راہِ حق بتلائیے میرے تینوں	یہ کہا درویش نے اے نوجواں	گر یہی منظور ہے تو رہ یہاں
میری خدمت میں رہا کر تو سدا	نا ترامقصد و برلاوے خدا	بے کئے خدمت کو پاتا نہیں	خدمتی محروم اب جاتا نہیں
ہر کہ خدمت کر دو محروم شد	ہر کہ خود را دید او محروم شد	جس نے خدمت کی ہوا محروم	کی خودی جس نے رہا محروم وہ
جو مجھے خدمت پسند آئی تری	ایک دم میں تجھ کو کورنگا ولی	جہل سے اپنی وہ درویش غبی	آپ کو سمجھ تھا عالم اور ولی
جہل سے بدتر سنیں ہے کوئی شے	جہل کفر و شرک کی بنیاد ہے	جہل سے دلیں نخوت اور غرور	رہتا ہے جاہلِ سدا رحمت سے دور
جہل تن میں اک بلائے جان ہے	آدی جاہل بھی کچھ انسان ہے	ہو سکے جتنا تو رہ جاہل سے دور	جاہلوں پر تو غضبِ حق کا ضرور
تو بھی اے امداد اگر ہے ہوشیار	صحبتِ جاہل نہ کرنا اختیار	تیر کے مانند تو جاہل سے بھاگ	جاہلوں کی ہودے صحبتِ مثلِ آگ
ہو یہاں جاہل سے اکثر کام بند	آخرت میں اُسکا سوا انجام بد	جیتنگ زندہ ہے جاہلِ خوار ہے	عاقبت اُسکا ٹھکانا نار ہے
جہل سے اپنے گدائے آہ آہ	غیر کو ناحق کیا یا رو تباہ	جہل کا اُسکی کرو نہیں گریاں	قبقہ مارے ہر اک پیر و جواں
الغرض پھر وہ جواں با صد خوشی	پڑ رہا خدمت میں اُس درویش کی	پاس اُس درویش کے رہنے لگا	اُسکے کہنے پر عمل کرنے لگا
جو کہ فرمانا تھا پیر اُسکے تینوں	جان و دل سے جھٹ وہ کرتا تھا کئی	ایک مدت جب گئی اُس کو گذر	پاس اُس درویش کے اے بہرہ ور
ایک دن درویش نے اس کو افی	سامنے اپنے بٹھایا باخوشی	ہر طرح کی گفتگو کرنے لگا	اُس جواں سے وہ فقیر بینوا
اُس جواں نے خوش ہو یا یا پیر کو	عرض کی اُس نے کہ اے فرزندِ خو	ہو جو گستاخی مری اِمدادِ معاف	عرض خدمت میں کروں میں صاف
یہ کہا درویش نے اے نوجواں	جو تراد چاہے کہ مجھ سے بیاں	عرض کی اُس نے کہ یہ جو آپ کی	آنکھ پر ہے موم کی ٹمکیا لگی
اس کو تم وقتِ وضو اور غسل کے	دور کیوں کرتے نہیں ہو آنکھ سے	دوسرے یہ ناک میں بتی جو ہے	اُسکے رکھنے کا سبب بتلائیے
دونوں باتوں کا مجھے دیجئے جواب	تاکہ ہو موقوفِ دلکا پہنچ و تاب	یہ کہا درویش نے اے یار غار	جب کہ کی میں نے فقیری اختیار
یہ کیا تھا عین میں نے اُس گھڑی	جب تلک باقی ہے میرے جی میں جی	میں کرونگا نفس کے برعکس کار	گو وہ کیسا ہی ذلیل ہوا و خوار
اس سبب رات دن میں بر ملا	بر خلافِ نفس کرتا ہوں سدا	ناک کی بتی کا اُس مجھ سے سبب	نفس نے اکبار کی خوشبو طلب

یوں کہا کہ روزِ مجھ سے نفس نے تاکہ آوے نفس قابو میں تمام بند میں نے نگھ کو یوں کر لیا اسلئے کافی ہے مجھ کو ایک بھی اس قدر شکیا جمائی موم کی عالم و فاضل ہے پر میرا پدر اس جنابت سے نہ ہو گا پاک وہ اور تیرا عضو سارا اے عزیز دوسرے یہ ناک میں تیرے اطمی اسکے اوپر آپ کو آب اے فقیر اس طرح کے زبرد و تقویٰ اسے ترے زانوں میں رکھ کر سر اپنا فقیر ایک عرصہ تک تامل میں رہا اٹھ سیباں سے کر کے توبہ جلد تر الغرض نہادھو کے اٹھ کر بنیاز وہ تجلی اس گھڑی حاصل ہوئی علم دی جا کر کے پڑھ تو شہر سے اُس جواں نے سنتے ہی جھٹ بڑلا ہو گیا درویش پھر تو بے غفل ہو نا علم اور نہ آپس میں بہم زبد و شے ہے جو اکھاڑے بیچ سے بہ بوس دل سے ترے باہر کرے انما یحیٰی ہے اگلی شان میں نَحْشِیَہُ اللہ کو نشان علم جان یعنی فراتے ہیں یہ حضرت نبیؐ لہ یہ اشارہ ہے طرفِ ایتہ انما یحیٰی	عطر مجموعہ کا مجھ کو چاہئے ایسے ایسے کرتا ہوں کام حق کی نعمت میں نہ ہوا سرف تا گرچہ میں نے بند کر لی دوری حشر تک ہرگز نہ اترے گی کبھی اُس سے میں اکثر مٹی ہے یہ خبر گو کرے ستوا بارتی کو شست و شو خشک رہتا ہے سدا کرتے تیز ایک تہی گوہ کی جو حد سے سڑی کہتا ہے توصاف پاک اور بنظیر یہ تیرا خدام بہت حیران ہے مارے خفوت کے ہوا ایسا حقیر پھر یہ اپنے دل سے اُسے یوں کہا اس جنابت کو بدن سے دور کر کی ادا اُس وقت جو اُسے نماز پہلے اُس سے جو نہ دیکھی تھی کبھی پھر سکھایا کہ سیباں آ کر مجھے جو کہا تھا پیر نہ وہی لیا عالم و زابد و تی بے بدل رکھ سکے کبار میں عزت کے قدم ماسوا دلبر کے دلیں جو ہے شے اور دلیں خوف و ڈر ظاہر کرے کہتا ہے حق دیکھ لے قرآن میں انما یحیٰی قرآن میں پڑھ جواں جاتا ہوں میں جو تم جانو کبھی نَحْشِیَہُ الترمین عبادہ العلماء یعنی خدا کے بندوں میں علماء ہی خدا سے ڈرتے ہیں ۱۲۔	میں نے بدلے عطر کے لئے پسر اور مٹی تو دوسرا مجھ سے یہ اب کیونکہ دوسرے دیکھتے ہیں جس قدر بند کی ہے آنکھ میں نے اس قدر شک سے یہ باتیں جواں نے یوں کہا غفل کرنے سے جنابت کے کبھی کیونکہ دھونا فرض ہے گاہ جب یعنی تیری آنکھ ساری دیکھ لے کسی طرح تیری نماز ہو دے دت ایسے علموں سے خدا دیوے پناہ شک سے یہ باتیں جواں سے وہ گدا شیر کے آگے ہوں جوں وہ باہر پیر کر کے تو انصاف اے دل اب ذرا غسل کامل اور وضو کو حیرت کر وہ مزہ اور خطا اُسے حاصل ہوا ہو کے نادام پہلی باتوں سے بلا شرم آتی ہے بڑھا پے سے مجھے سیکھنے سے علم کے اے بہرہ ور ہو گئے جب علم اور زہد ایک جا علم ہے جو راہ دکھلا دے تجھے جو جو ہے دلیں سو احق کے بھرا ڈرتے ہیں حق سے وہ مردانِ خدا یعنی مجھ سے اب بہت ڈرتے ہیں وہ دل کو علم خوف سے آباد کر ذکر کیا مننے کا بلکہ بر ملا یعنی خدا کے بندوں میں علماء ہی خدا سے ڈرتے ہیں ۱۲۔	گوہ کی تہی ناک میں اسدن سے دھر آنکھ کے اک بند کرنے کا سبب ایک سے بھی اتنا آتا ہے نظر تا کھلے ہرگز نہ یہ پھر عمر بھر گرچہ میں جاں ہوں اے مردِ خدا خشک رہ جائے اگر اک بال بھی گر ہا کچھ خشک پاک ہوتا ہے کب خشک رہتی ہے یہ نیچے موم کے جب تلک غل وضو ہو دے نہ چست دین و دنیا جو کرے دونوں تنہا دلیں کر انصاف اور چپہ گیا اُس جواں کے سامنے اُس دم فقیر اس جواں کو اپنا تو مرشد بنا باندھ پھر حق کی عبادت میں کمر جسکی کچھ ہوتی نہیں ہے انتہا اُس جواں کو پاس اپنے یوں کہا اسلئے پڑھئے کو کہتا ہوں تجھے ہو گیا درویش راہِ راست پر حبیب ہو مقبول در گاہِ خدا ہو و گنگ گر ہی دل سے ترے زبد و شے ہے کرے سب کو فنا علم حق جن کو کیا حق نے عطا عالم و عال میں جو بندے مرے جا حدیث لَوْ عَلِمْتُ لَمَّا یَا دُر روتے روتے غم سے دونالے بہا یعنی خدا کے بندوں میں علماء ہی خدا سے ڈرتے ہیں ۱۲۔
--	--	---	--

ساقیا وہ جام اب مجھ کو پلا
ملکے ملے جس سے ہو سینہ مرا
درد و غم سے کر کے ٹپاک جام لا
جلد دے امداد کے منہ سے لگا
تاکہ دریا راجد مل میں سما
در دے ہو در داسکے کی دوا
علم کا بھر دیاغ و باغ بود
بہجود و زور و چراغ بود
اس داستان میں مذمت اُن علماء کی ہے جو مشابہت رکھتے ہیں امرا کی اور دُور

رہتے ہیں فقراء سے

فقر سے ہو علم کو زیب اے پسر
نے زباغ و زانغ واسپ و کاوثر
فقر و فاقہ عالموں کا فخر ہے
فقر و فاقہ عالموں کا فخر ہے
علم کا انحصار ہے حضرت مولوی
حشمت و مال و منال دنیوی
اور کب تک مرغ و ماہی سے انہی
تو کر یگانہ زیب و زینت خوان کی
اس قدر مال و منال اے بادب
اُس میں بس اتنا تکلف ہو ضرور
جمع ہو کیونکہ یہ ازوجہ حلال
اور کب تک رہے شہہ کیونکر بھلا
اُس میں بس اتنا تکلف ہو ضرور
اور کب تک رہے شہہ کیونکر بھلا
علم دیں سے یوں کرو جھٹکھڑا
اور کھانا پینہ ہو اس طرح کا
آخر شے کھو کر دیں سے بڑی
یہ تن آئی و یہ تن پروری
ایک لقمہ بھی جو کھاوے شہہ ناک
خاک کھا اور ڈال تو دان تو نہ چاک
تجھ کو مال و جاہ پر مفتون کرے
نورِ عرفاں دے وہ ہیروں کرے
ایسا لقمہ دین کیوں کھاوے سن
اندر اندر جس طرح کٹری کو گھسن
یعنے اک دانہ اگر ہو شہہ ناک
اسکو لیکر حضرت ابراہیمؑ پاک
تخم اسکا کاٹے اپنے ہاتھ سے
اور اس کے کانٹے کے واسطے
اُس نو سے اگر دانسی بنے
اور گوند جس کو سکھو رہی جنتی
باخوشی کو نثر کے پانی سے انہی
اور جلاویں لاکہ حضرت جبرائیلؑ
لکڑیاں طوبی کی جھٹ پتال قیل
اور پکاویں حضرت مرثیمؑ اُسے
نوح کے تنور میں اے بیک پے
گرچہ اُس پر ایسے ایسے ہوں عمل
پر نہ اُس لقمے کا کچھ جاوے خلل
پیر نہ اُس لقمے کا کچھ جاوے خلل

خاندن کو ترے ویراں کرے	راہِ طاعت میں تجھے یہاں کرے	وہ ہی نغمہ زہر ہو تجھ کو لگے	اتریش خاصیت اُس کی جب کھلے
جلد اُس کا کمر علاج الے بے ثمر	درد دین کا ہے تجھے اپنے اگر	راہِ دوزخ کی تباہ تو کچھ کھانے	راہِ جنت کی چھپر کر بے خلاف
جا کے پیر اگر تو کچھ قوتِ حلال	کر کے محنت اور مشقت باکمال	کمر علاج اس کا ذرا سہرا آہ	ورنہ ہو گا دین تیرا سب تباہ
تن کے ڈھکنے کو ہے کلی بس تجھے	جو نہ ہووے جامہِ اطلس تجھے	کر قناعت پیشہ مت پھر در بدر	اس ہو اُو حرص سے تو در گذر
اور بر بانی متبخی نان پاؤ	نان و حلوا تو مزہ زردا پلاؤ	اگر گری کافی ہے ڈھکنے کو بدن	ہو نہ کر گناب و محلِ گلبدن
مٹی کی صحنک بھی کافی ہے مگر	سو نے چاندی کے نہ ہوں برتن اگر	تجھ کو کافی ہے پیاز و نان خشک	ہوں نہ یہ کھانے اگر بافتل و مشک
پی سکے ہے یار بانی چلوں	اور سنہرے آنچرے گر نہ ہوں	کف سے پی سکتا ہے اپنے یار آب	اور نہ ہووے گر پیالہ زرباب
چل سکے ہے پیادہ یار تو	گھوڑا ہاتھی اونٹ خیر جو نہ ہو	پیادہ چل سکے ہے چند گام	اور نہ ہوویں اسپ گزریں لجام
آگے اور پیچھے نقیب اور چو بدار	یعنے گر ہوویں نہ تیرے باوقار	دور باش نفرت خلق از تو بس	جو نہ ہووے دور باش از پیش و پس
کر سکے ہے زندگی در گنج غار	اور نہ ہوں گروخانہ لے زنگار	سارا عالم ہر طرف سے دُردور	اس سے بہتر ہے کچھ کو ضرور
بورے کہنہ یہ ہو گوشتہ نشیں	اور نہ ہوویں فرزندِ گرویشیں	رہنے کو کافی ہے خس کی جھوپڑی	ہو نہ گردِ الان کو ٹھا کو ٹھری
انکلیوں سے کنگھی کر سکتا ہے تو	واسطے دارِ طبعی کی کنگھی نہ ہو	رکھ کے پتھر سر کے نیچے یار سو	نخل و دیبا کا تکیہ گر نہ ہو
ہو سکے ہے اُس کا بدلہ بگیماں	الغرض جس چیز کا چاہے یہاں	بُن کے پھل سے گر بسر اوقات کو	اس جہان میں ہے توجہ کاکِ روز کو
قدر اپنی عمر کی پہچان تو	اور جہان میں بے عوض ہے جان تو	تجھ کو حاصل اُس کا بدلہ ہو غرض	جس کا چاہے توجہ انہیں ہو غرض
چھوٹ کر حرص و ہوا کی قید سے	ساقیا بہرِ خدا وہ جام دے	اسکو ہاتھوں سے نہ کھو لے ہوشیار	عمر کا بدلہ نہ ہو سکتا ہے یار
	یار کے کوچے میں قرباں جان و تن	تا کرے آمد جا کر بے محن	

بیان چیزوں مختصر متفرق کا اور بیچ اشارہ قولہ تعالیٰ کے

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْجُوا لِقَاءِ الْإِصْفَاءِ وَأَخْلَاصِ كَسَا مَعَهُ

خروج جان اپنی کرواے عاشقو	دوستی میں اپنی گر تم راست ہو	جو کوئی اس راہ سے آگاہ ہے	تن کو جانے ہے کہ سنگ راہ ہے
ٹھو کر یں کھانا ہے سب کی وہ مندا	جو کوئی اس راہ سے واقف ہو	گیند و ولت کا وہ آخر لیگیا	جان دی جس نے پیائے دلربا
دو جہاں سے اُس نے باز جہت نی	یار کے قدموں پہ چنے جان دی	گر حیات اور عیش خوشی چاہے ہے یار	گاؤ نفس اپنے کو تو اول تو مار
کر جو بانی میں نہارے دوست جان	جاءوا ہُنَّ بِلَیْ ذَلِکَ پڑھو جان	یعنے بچہ یا کہ بوڑھی گائے ہو	اُس کی قربانی نہ ہووے جان تو
کر جو بانی میں تو قرباں آپ کو	یار کے قدموں پہ چو کچھ ہو سو ہو	جو ہو ابوڑھا گراں جانی نہ کر	بوڑھے بکرے کی تو قربانی نہ کر
سب ہوئے برباد آیامِ شباب	سہر دیں کچھ بھی نہ لی تو نے شباب	دن جوانی کے ہوئے آخر تمام	کچھ کیا حق کیلئے تو نے نہ کام
گنراں پنجاہ سے اور اک سجود	نے کیا تا کام آوے اے جہود	سنائے سے بھی عمر زیادہ ہو گئی	کام کی جو بات تھی ہرگز نہ کی

عمر تیری کام کی گزری نہ آہ ایک بھی سجدہ نہ تو نے کر لیا
 اب بھی تو آئے عندلیب کہنہ سال کر شروع آہ و فغاں چھیز بنال
 اب بھی تو بہر خدا لے بے خبر اس بیٹھاپے کو غنیمت جان کر
 جو جوانی میں کیا تو نے نہ کام کراڈا اُس کو بیٹھاپے میں تمام
 غرق دریائے گناہ ہی تباہی و زمعاصی رو سیاہی تباہی
 اور بدیوں سے تو اپنی رو سیاہی کب تک رکھیکا اے حال تباہ
 حضرت آدمؑ کہ داد اسب کے تھے اور خلیفہ تھے خدا کے جانے
 اک گنہ کرتے ہی اُس کو کہا مذہبی مذہب نکل ابیاں سے جا
 اک گنہ کے ساتھ آدمؑ کو نکال حق نے جنت سے دیا پھر دُور ڈال
 حد سے گنہ انتظار اب ساقیا کر مذہبِ وقت ہے امداد کا
 وہ کیا ہرگز نہ تو نے اے لعین تاکہ کام تا وہ تیرے یوم دیں
 کراڈا اُس کو خزان میں زمیندار جو کیا نالہ نہ در فصل بہار
 توبہ واستغفار کر ہر لحظہ تو مجھ سے رو کر خدا کے روبرو
 مجھے کہند تو نقد اور توبہ اُدھار تاکہ توجانے زیاں کا سودا
 توبہ کا ب تک مجھ کو بتا غرق دریا میں گناہوں کے بھلا
 خدا مجد کا تو سُن بھر مجھ سے حال گوش جاں سے پذیر غفلت نکال
 دی خدا نے رہنے کو جنت میں جا اور فرشتوں نے انہیں سجدہ کیا
 داخل جنت ہو تو اے روسیاد تو طمع رکھتا ہے باچندیں گناہ
 کس طرح جنت میں ہو اُس کا گذر جو کرے صد ہا گناہ شام و سحر
 اب تو مت محروم رکھ دیدار سے عمر گزری تجھ میں جلتے ہوئے
 عمر گزری تجھ میں جلتے ہوئے عمر گزری تجھ میں جلتے ہوئے

اس داستان میں بیان ہے مُراد قول نبی صلعم کی حُبِّ الوطنِ مِنَ الْإِيمَانِ
 کہ کیا غرض ہے اس سے

قید میں عسکین کی جو قید ہیں سیرِ غیبی سے وہ ناامید ہیں
 قن بدن کو پالتے ہیں جو کوئی قید میں ہیں نفس اور شیطانی
 بند تن کو توڑ زنداں سے نکل یار کے کوچہ کو اٹھ کر جلد چل
 اٹھا کہیں بہر خدا تک سوچ تو یار کے کوچہ کو اور اس عہد کو
 ظاہر اور باطن عظیم اے نیک کہتے ہیں امیں سے ہے حب وطن
 یہ وطن دنیا کے ہیں سب اے اخئی کب کرے تعریف دنیا کی نبیؐ
 ترک دنیا کو کرے ہے یار جو دو جہاں کا ہوتا ہے سردار وہ
 نیک طالع ہیں وہی اے نیک تن جنکو رغبت ہے مَوئے اصلی وطن
 اس وطن میں ہے تجھے جان اک سفر جوں مسافر چاہئے کرنا گذر
 شہرِ حق میں اس قدر تو آچنسا اس وطن کو کر دیا دلسے جدا
 موڑ منہ اور تن سے جاگموشا کر اپنا تو اصلی وطن آباد کر
 ہے یہ دنیا خانہ سویران یار اسکو ناداں ہی کرے ہے اختیار
 ہے یہ جنت واسطے کفار کے ظالم و فساق و بد اطوار کے
 یار کے دیدار سے محروم ہیں یار کو ہونکے پڑے ہیں جال میں
 لذتِ حق میں پڑے ہیں جو کہ بد آگئی گردن میں سَجَلِ مَن مَسَدُ
 یاد کر اوطان اور عہدِ قدیم اٹھ توجہ کر مَوئے ملکِ نعیم
 راہ لے کوچے کی اُس کے جلد تر یار کی تجھ کو محبت ہے اگر
 وہ وطن ہے اور جس کا نام لے یہ وطن ہندو عرق و شام کے
 ہو خطا سے کب تجھے ایمان عطا دوستی دنیا کی شر ہے اور خطا
 اُس وطن کو نفس پر پوکر سوار چھوڑ کر دنیا کو جاتا ہے وہ یار
 رکھتے ہیں وہ راہِ اصلی پر نظر ہیں سعادت مند جو سب چھوڑ کر
 کر لیا تو نے وطن ہی اختیار دیکھ کر اس راہ کی باغ و بہار
 تو بڑا کب تک رہیگا خستہ تن اس وطن میں ہے جو یہ خود بی وطن
 کوئی ویرانے میں رہتا ہے پڑا چھوڑ کر اصلی وطن اپنا بھلا
 اُوں اور چنیدونکے رہنے کا گھر ہے یہ ویرانہ سمجھ اور غور کر
 عیش اور آرامِ زنداں میں کہاں اور مومن کو ہے زنداں یہ جہاں

فکر کراہی کوئی اے بے خبر چھوڑ کر کے اپنا خانہ زرنگار کب تلک اے شاہباہرِ مفتوح کب تلک اے ہر ہر شہر سب کیوں پڑا خالی کوئیں میں سر کے بل اس نجاست پر بے سبزہ دیکھ کر واسطے تصویرِ نیجاں کے میاں لوح دلے سب خیالات کو دھو جب نہ تجھ کو پسند ہر جائی یار	تاکہ تو اسی قید سے ہمو دے بدر اس نجاست پر ہے تو مفتون یار تو سیکا دور از تعلیم روح تو رہیگا اس سفر میں لیٹنا گرتو یوسف ہے کنوئیں میں سے آنکل ہو گیا مفتون تو اے خیرہ سر آپ کو سوا کیا اندر جہاں جان سے اک یار پر مفتون ہو کیوں نہ ہو سیر اس سے کردگار	آشیانہ ہے ترا عرشِ بریں کیوں خراب آباد میں ہے تو پڑا حیف ہے صد حیف اے صاحبِ ہنر کر کے کوشش بند پاسے دودگر تا عزیزِ مصر بانی ہو تو ایک دانے کیلئے اے زشت خو بھر ہے دل میں خیالاتِ جہاں یار ہر جائی نہ بن اے نبیوفا ایک سو ہو کر یہ مٹن مجھے مثال	تو پڑا ہے قید میں اندر نہیں دیکھ چل گلزار کی آب و ہوا ایسے دیرانے میں کھولے بال و پر اور اڑا تو آپ کو بھر عرش پر جسم سے چھوٹے تو روحانی ہو تو حال میں تو نے پھنسا یا آپ کو ذکرِ ظہرِ حق بھلا اس میں کہاں خالصا اک دلربا سے دل لگا تاکہ ہو معلوم تجھ کو سب یہ حال
تھی اک عورت خوب صورت نازنین ایک دن باناز باصدا کرد فر اُس پری کا دیکھ کر حسن و جمال اُسکو یوں مجنوں و شیرا دیکھ کر کیوں کھڑا ہے کسا تجھ کو دھیان اُس جواں نے یوں کہا جاہِ جہاں عشق نے تیرے مجھے بھیجو دیا حسن میں بہتر ہے مجھ سے لاکھ بار سنکے یہ اور چھوڑ کر اُسکو وہ خام اک طمانچہ اُسکے منہ پر مار کر غیر پر کیوں کی نظر میرے سوا کیا یہی ہو ہے وفائے عاشقان اپنا عاشق ہو کے دیکھے غیر کو غیر کو نظروں سے تو اپنی نکال جو سوا حق کے ہے دے سب جلا	سیم زن ناز کبدن اور مہ جیس ایک کوچے میں ہوا سکا گذر ہو گیا وہ مثل تصویرِ خیال عشق کا اُسکے ہوا زن پر اثر کسلئے آئینہ ساں حیران ہے چھوڑ تجھ کو اب بھلا جاؤں کہاں کام مجھ کو کچھ نہیں اب تجھ سوا جسپیشِ مس و قدر دونوں نثار ہٹ کے پیچھے کو چلا چند ایک گام یہ لگی کہنے اُسے اے خیرہ سر ہے یہ دعویٰ عشق کا اے بیخیا غیر پر ایل ہو ظاہر یا نہاں کعبے میں چاہے بنا نادیر کو چشم دل سے دیکھ بھر حق کا جمال ایک دلبر سے تو دل اپنا لگا	زلف و رخسار دلب اسکے رشک حور انفقا سوختہ دل اک جواں اڑ گئے سب ہوش اور صبر و قرار یوں کہا زن نے اُسے اے سادہ رو جاہاں سے دیکھ اپنا کام کر عشق تیرا لیکھا اے میرِ نیجاں یہ کہا زن نے اُسے اے بیخیر دیکھ اُسے مثل گذرا اے سادہ رو جب لگا جانے وزن نے دودگر میری صورت پر اگر عاشق ہے تو کرتا ہے دعویٰ تو میرے عشق کا جو کہ ڈالے غیر پر اپنی نظر رکھتا ہے دل پر تو داغِ حبِ غیر دوسرا ہے کون یاں حق کے سوا جو وجودِ مطلق اور سستی پاک	جسکی لعنت میں دل اک عالم کا چور دیکھ اُسکو ہو گیا عاشقِ بجاں ہو گیا کل محو اندر روتے یار حال اپنے کو بیاں کر مجھ سے تو کیوں بلا میں پڑتا ہے اے خیرہ سر ہوش و عقل و صبر اور تاب و تواں ہے مری ہمیشہ مجھ سے خوب تر آتی ہے پیچھے مرے وہ ماہِ رو دھول اک سر پر لگائی جلد تر اپنے اس دعوے میں جو صادق ہے تو غیر کو کیوں دلیں پھر دیتا ہے جا ہے حقیقت میں وہ مشترکِ سرسبز اور چاہے کو چہ دلبر کی سیر کیلئے احوال بنا ہے بے حیا دھیان میں تیرے جو آدے سے خاک

تو کہاں اور میں کہاں عالم کہاں ہے ہزاروں آئینہ میں جلوہ گر ہے کہاں سے کثرت آئینہ جاں اس شکر کرنے بند لبوں کو کر لیا جامِ وحدت دیکھ سانی جلد تر	ہے یہ اک نورِ مینۂ اے جواں ایک صورت جان لے اے بیخبر میں سب اسماء صفات اے نکتہ داں گفتگو کی قید سے دل چھٹ گیا ماسوا کی قید سے آزاد کر	اول و آخر نہان و آشکار ہے ہزاروں آئینوں میں اک جمال اس سے زیادہ کہ نہ نہیں سکتا ہوں ساقیا اس دشتِ وحشت سے چھڑا تا کہ میں سب چھوڑ کر کے بندن	ایک ہے خوشید اور ذرہ ہزار اس تکثر سے ہے حیرانِ عقلِ حال قد و حدت سے ہوئے ہیں بند لب یار کے کوچے کا دے رسنہ بتا بحرِ درِ عشق میں ہوں غوطہ زن
اس میں بیان ہے بلاؤں اور محنتوں کا حال جو عشق کی راہ میں ہیں اگرچہ بھاری ہیں لیکن سب اور ہلکی ہیں عاشقوں پر بلکہ بڑی راحتیں اور سہولتیں ہے اوپر عاشق آزاد کے	میں طریقِ عشق میں صد بلا نحتِ خواری و ذلت اور حر نے عزیزوں قریب دے شفیق ایک عاشق باہر ان عشق میں جان بازی میں ہیں پختہ پر نہ خام	عشق کے رستے میں لاکھوں ہیں الم کھانا اور پینا نہ سونا ہے وہاں ہوتے ہیں ہمراہ عاشق کے مگر عشق کے وہ آزمودہ کار ہیں تو بھی اے امداد اپنے سے نکل	آفت و درد و بلا درج و غم ہاں مگر اک نالہ و آہ و فغاں آہِ سرِ درنگ زرد و چشم تر بادشاہِ باطن میں ظاہر خوار ہیں ہو کے بچو کو چہ دلبر کو چل
غافلِ رخس کو غیریت کی آگ دے	دھونڈت اند خودی کے بہتری رج و غم ہوتا ہے فرحت اور خوشی بکریوں کے پاؤں کی گرد و غبار انکو حاصل یاں جمالِ یار ہے	سُن نہ ہونے میں ترے کب بیکرا راہ میں فقر و فنا کے سہل ہے بکریوں کا دیکھ گم جس طرح ہے اسی صورت سے حالِ عاشقان	مت ہو تو اس میں تجھے ہے فائدہ جسم و جان کو پہنچے غم گر پے بہ پے بھیڑ یا ہوتا ہے خوش اور با فرج سُو بلا و درد و غم میں بے گمان
کب بھلا حاصل تجھے ہو راہِ عشق	عیش و عشرت جہنمک چھوڑے نہ تو کب بھلا حاصل تجھے ہو راہِ عشق تو شہ ہے اس راہ میں تقویٰ ازل	مبتلا ہے تو تو اندر جہر و فسق نان و حلوا کیا ہے تیرا جاہ و مال نان و حلوا کیا ہے فکر نام و تنگ نان و حلوا کیا ہے یہ طولِ امل	رکھ سکے کب عشق کے رستے میں کام سر بسر ہے درد و غم آلودگی رکھ سکے کب عشق کے رستے میں کام سر بسر ہے درد و غم آلودگی
بے بنگا کیواسطے لے خود پسند	یہ سعی تیری ہے از بہرِ معاش ہو گا کس کس کا تو یاں احسانمند در بدر رسوا چھرا نا ہے سدا	غیر ناکامی کے اس جا کام نے غیر ناکامی کے اس جا کام نے غیر ناکامی کے اس جا کام نے غیر ناکامی کے اس جا کام نے	اور فریبِ نفس و علم بے عمل زیرِ منت ہو گا کس کس کے تو یار لیکیا یک لخت یہ حلواؤں نان نام تیرا جان اے مردِ غمی

گوشتہ صبر و توکل چھوڑ کر
یعنے ہے رزق وہ پروردگار
ہا قناعت پیشہ کرائے یخبر
اس میں بیان اُس عابد کا ہے کہ دنیا کو ترک کر کے پہاڑ کے غار میں بیٹھا تھا اور آ زمانہ
اللہ تعالیٰ کا اُس کو امتحان اور نصیحت لینی اُسکو ایک کتے سے

کوہ لبنان میں تھا ایک عابد مقیم غار میں جب طرح اصحاب ارقیم
دن کو رہتا تھا ہمیشہ روزہ دار رات کو کرتا عبادت بیشتر
آدھا اُس سے رات کو کھاتا تھا اور سحر و نوش کرتا نصف کو
یوں بسر اوقات کرتا تھا گدا فکر کھانے پینے کا اُسکو نہ تھا
آخر اُس اک روز سہرا امتحان ہو گیا موقوف وہ حلاؤ نان
جب نہ آیا شام سے لے تا سحر سیکڑوں آنے لگے دلیں خطر
اور نہ کی اُس نے عبادت کچھ ادا اور نہ سویا رات کو وہ مطلقا
آخر اُس اٹھ کر وہ با صدف خطر غار سے باہر نکل آیا شتاب
جبکہ چاروں طرف کی اُس نے نظر دُور سے قریب اُسے آیا نظر
اُس تو اُس قریب میں رہتے تھے تمام گہرا در قوم نصاریٰ لا کلام
گہرے دروٹی اس عابد کو دی لیکے اُس کو وہ چلا با صدف خوشی
گاؤں سے باہر نکل کر وہ جواں غار کی جانب ہوا جسم رواں
بھوک کے مدد سے یہ تھا احوال گ رہ گئے تھے سخیوں اور پربت درگ
تو وہ کتا روٹی اُسکو جان کر جان دیتا تھا وہ اُس پر بے خطر
کتا بویا کر کے عابد کی ذرا دُور کھڑے اُسکے وہ پیچھے پڑا
ایک روٹی بچ رہی تھی اُس بچو لیکے دُور اُسکو وہ مرد نکو
دوسری روٹی جو اُسکے پاس تھی تنگ ہو کر وہ بھی اُس نے ڈال دی
دوسری روٹی بھی جب وہ کھا چکا جھڑکھڑکھ کر کان پھر پیچھے پڑا
ہو کے عاجز اُس سے عابد کھا میں نہیں دیکھا ہے تجھ سے ایسا
سو وہ دونوں تجھ کو بے ہوش پھر کیوں ہے گرد تو مجھ کو بتا اور کیا چاہے ہے تجھ سے اے پلید

قدرتِ حق سے وہ کُتا ناگہاں	گفتگو کرنے لگا جوں مردماں	یہ لگا کہنے کہ اے مردِ خدا	غور و فکر میں نہیں ہوں سچیا
بچنے سے اب تک اے نامور	رہنا ہوں اُس گھر کے دروازے اوپر	گھر کا اسکے بن رہا ہوں دارباں	بکریوں کا اسکے ہونٹیں پاسباں
گاہ تو دیتا ہے مجھ کو پارہ ناں	اور گاہے دے ہے شہتِ استخوان	اور گاہے مھول جاتا ہے مجھے	کچھ نہیں اُسدن کھلاتا ہے مجھے
گذرے ہیں تجھ بہت شام و سحر	روٹی ہڈی کچھ نہیں آتی نظر	گاہ ہوتا ہے کہ پیر کبر تو	نے میسر آپ کو نے مجھ کو ہو
ہفتہ ہفتہ گذرے ہیں یہ ناقواں	خشک ٹکڑے کا نہ پایا کچھ نشان	پرورش پائی جو میں اُسدِ ر اوپر	اور کے در پر نہیں کرتا گذر
گرچہ صد بار سچ اب سہتا نہیں	درِ پُر اسکے پر پڑ رہتا ہوں میں	اسکی نعمت کا کبھی کرتا ہوں شکر	صبر سے رہتا ہے گاہے مجھ کو شکر
کھینا ہوں عشق کی بازی سدا	ساتھ اسکے میں بصدِ رنج و دنا	الغرض یہ عاصی اُسکے درسوا	اور کے ذکر کو نہیں پہچانتا
اور تجھے جو ایک دن اٹے نوجوان	نے ملا تقدیر سے حلاؤ ناں	پس بنائے صبر میں آئی شکست	غیر کے در پر گیا اے خود پرست
اپنے اُس رزاق کا در چھوڑ کر	گبر کے در پر تو آیا دوڑ کر	کچھ نہ کی رزاق پر اپنے نظر	مانگنے آیا تو اک کافر کے گھر
واسطے روٹی کے اپنے دست کو	چھوڑ کر آیا تو یاں اے یک خو	اور دشمن اُسکے سے کی دوستی	کچھ حیا تجھ کو نہ آئی اے اخ
اب ذرا منصف ہواے مردِ خدا	بے حیا تو ہے کہ یا میں ہوں بنا	منکے یہ عابدِ گردِ اندویش ہو	پیٹ کے سر ہو گیا بے ہوش وہ
اے سنگِ ملعون نفسِ امار کی	یہ نصیحتِ گبر کے کتے نے کی	صبر کا در بھی اگر تجھ پر کھلے	گبر کے کتے سے کمتر پھر تو ہے
ساقیا میری خبر لے جلد آ	نفسِ اوشیطان کے ہاتھوں سے بچا	نفسِ شیطان نے کیا مجھ کو اس پر	ہو کہیں بہر خدا تو دست گیر
اس میں مذمتِ ریاکاروں اور مکاروں کی کہ بڑا لشکرِ شیطان کا ہے	کیا ہے دنیا جان اے مردِ عینی	واسطے زر کے بنے تو متقی	شانہ و مسواکِ سیح و دریا
زہر کا دعویٰ ہو تجھ کو بے شمار	جاہ و عزت کیلئے اے نابکار	لے بنا تقویٰ کی صورت بلِ نظر	تا کریں تعظیمِ سب شاہ و وزیر
ہے گمان تجھ کو کہ ایسے مکر سے	سارے عالم کو مطیع اپنا کرے	ہے توقع تجھ کو اے مردِ غبی	تاکہ اس جھوٹی فقری سے تری
معتد ہو کر کے سب اہل جہاں	لائیں نظر پس پاس تیرے سیگماں	یہ نہیں معلوم تجھ کو اے عزیز	ہیں جہاں میں سیکڑوں اہل تمیز
ہیں بہت عالم میں عاقل و نکتہ دان	جانتے ہیں سب کی خوبی و زباں	یہ جو کرتا ہے فریب و مکر تو	اس سے وہ واقف ہیں بیشک ہو کو
پر نفی ہیں تجھ کو اب بیشک یہی	حال سے میرے نہیں واقف کوئی	اپنی خود بینی سے تو ہے مارتا	لافِ تقویٰ اور عدالت کی سدا
فکریں ہر دم ہے تو اس بات کی	جسکے یاں کی عزت اور دولت ملی	کا تیرا سر بسر لیل و نہار	کرتا ہے تحصیلِ جاہ و اعتبار
واسطے زر کے بنے اے نابکار	متقی و عاقل و پرہیز گار	نان و حلوے کیلئے تو نے لعین	کھو دیا ہے ہاتھ سے اسلام و دین
جاہ و عزت کیلئے اے بے خبر	دین و ایمان سے پڑا تو دور تر	دیں دیا تو نے لیا نانِ حرام	مکر و حیلہ بہر تسخیرِ حرام
مال کھا ناشائز کا با مکر و شہید	چھوٹے غنبت سے نہ تیری عمر زید	لے فریب و مکر سے شاہنوں کا مال	ہر طرح سے پھر اسے سمجھے حلال
پھر یہ تقویٰ اور عدالت باوجود	ایسے جنوں کے ہے قائم اے جہود	ہے ہمیشہ برقرار اور پائدار	یہ عدالت اور تقویٰ نابکار

سنگ و آس سے بھی میضبوط ہے

جو نہیں نقصان کسی شے سے آئے
نے غلغلہ اسکو کسی شے سے عزیز

کچھ نہیں نقصان فریب و کمر سے
چوں وضوئے محکم بی بی تمیز

اس عدالت اور تقویٰ کو ترے

حکایت تمثیل

حال اس عورت کا سن ملک عزیز

جو نہ تو رکھتا ہے کچھ عقل و تمیز

شہر تیرا میں تھی سن اک بیوہ زن

کہندہ نذر وحیلہ ساز و پُر زفن

نام اس عورت کا تھا اے ہوشیار

کہتے ہیں بی بی تمیز ہوشیار

بس عبادت سے اسے لیل و نہار

تھی سدا رغبت بہت اے نامدار

صبح سے لیکر کے تا وقتِ عشا

با وضو رہتی تھی اے مہرِ خدا

بعد عشا کے صبح تک وہ بے شعور

رات بھر کرتی زنا فسق و فجور

ایکدم بھر مہربان رہتی نہ تھی

گرچہ پھر توڑھا چار سوڑے کوئی

آتا جو اس بے بیا کے پاس یار

اگے اُسکے پڑتی تھی دامنِ پیسار

لے نمازِ شام سے نابامداد

نامرادوں کو سدا دیتی مراد

اور نہ خالی ہوتی تھی اسکی دوات

ایکدم بھر بے قلم سے نیک ذات

جو کوئی لا تا مراد اپنی و ہاں

جھٹ رٹم کرتی وہ اس پر بیگیاں

رند اور او باش کے مقصود کو

خوب بر لاتی تھی وہ اے خوب رو

اسکی جتنی شیخ کے مانند یار

پھرتی ہی رہتی سدا لیل و نہار

اور اسی حالت میں پھر وہ نابکار

کرتی تھی حق کی عبادت بیشمار

جس کسی کے نیچے سے اٹھتی بناز

ہوتی تھی فی الحال مشغول نماز

بے وضو بے غسل بے نیت سدا

خوب کرتی تھی رکوع سجد ادا

اسکے اوپر کہتی تھی وہ بدگبر

با وضو رہتی ہوں میں آٹھوں پیر

ایسی بد ذاتی سے پھر وہ بیچار

آپ کو کہتی تھی میں ہوں پار سا

ایک دن اک رند نے اس سے کہا

کیا کہوں مجھ کو تعجب ہے بڑا

اس طرح کے کار سے ترے مجھے

حیرت آتی ہے بہت اینیک پے

با وجود ایسی جنابت کے سدا

خوب رہتا ہے وضو تیرا بجا

نیت اور آداب یہ محکم وضو

کرمیاں کچھ حال اسکا مجھ سے تو

یہ وضو تیرا سن اے نیکو سیر

سنگ و روئیں سے بھی ہے مضبوط تر

بلکہ ہے سدا سکندر سے دو چند

جو کسی شے سے نہیں اسکو گزند

ہے مثال ایسی ہی تقویٰ کی ترے

ہر طرح کے کار سے قائم رہے

جس طرح بی بی تمیز کا وضو

سو جنابت سے نہ ٹوٹے تھا کھو

یوں ہی تقویٰ اور عدالت تیرا بار

سو فریب و کمر سے ہے پائدار

بے خدا کی مارا ایسے شخص پر

بے حیا بے شرم جو ہوا اسقدر

ساقیا احد سے گذرا انتظار

جام دے وہ جس سے ہو سنیہ نگار

کر کے تا ناموس کے دامن کو چاک

آتش دل سے میں ڈاؤں سر پہ خاک

اس میں مذمت اُن درس کہنے والوں کی ہے کہ مقصد اُن کا محض ظاہر کرنا فضل اور علم اور بزرگی کا اور دھوکا دینا ہے خلقت کو

کیا ہے دنیا جان تو اے خود پسند

اکر وحیلہ کا ترے یہ وعظ و پند

درس تیرا اسلئے ہے صبح شام

تاکہ ہو مشہور علم اور فضل تام

بہر اظہار فضیلت اور عمل

آپ کو ڈالے ہے تو اندر غل

تو یہ کرتا اب جو وعظ و پند ہے

خلق میں مشہور ہونے کیلئے

علم و فضل اپنا جانے کیلئے

سو خرابی اور بلا میں تو پڑے

ہر طرح اپنا جفا فضل و کمال

مرد و زن کیو اسطے ڈالے ہے حال

تاکہ ہوں تابع ترے کچھ عام میں

سو فہمیوں سے تو لا یادام میں

جاہل و نادان و بے عقل و شعور

حال میں تیرے چڑے اے پر غرور

معتقد تیرے ہوئے دے پر ضرور

کون شوقی کا نہیں جھکو شعور

جاہلوں میں ملٹ کر بن سدا

علم و فضل اپنا جفا یا خوب سا

خوبی تغیر کو دیکر کے زیب راہ جنت کا بتا دے اور کو شہد و شربت اور کو دے پے پلا بھجیتا ہے اور کو گلزار میں خوب می شیخی جتنا کی کھول کر کچھ حیا بھی کچھ کو آتی ہے بتا کرتا ہے جو تو ریا کا حفظ و درس سہوتی ہے جس میں روی و ریا خنجر لاجول سے اس چور کو درس جو قربت نہ ہو اس سے غرض اسپ و دولت کو وہ اپنے باہنر وقت ہے امداد کی امداد کا	جاہلوں ناواقفوں کو دے فریب آپ لے دوزخ کی رہ بگفتگو آپ پتیا ہے پیالہ زہر کا آپ کو ڈالے ہے تنہا غار میں مکر اندر مکر لکھا ہے سہنر حق تعالیٰ اور پیمر سے بھلا ہے ہی شیطان تیر اور نفس درس ہے کب ہے وہ اک قہر و بلا قتل جس نے کر دیا اے نیکو ہے نہیں وہ درس لیکن ہے مرض ہے وہ دوڑتا فرازِ عرش پر کر کے امداد لکھے بچوں سے چھڑا	دوسرے کو تو نصیحت ہو ملام رہ بتا دے اور کو گلزار کی کرتا ہے اور وں کو سیدھی راہ پر ہے یہ سب اس واسطے اے پر خلل پر اصول و فرع تیرے اے اخي جان اس رہ میں تر کیا غول ہے یہ ریا کا جو تر ہے وعظ و سپر چور ہے پوشیدہ دل میں یہ ریا دولتِ ایمان لی اس نے بچا آپ کو جس نے اگر اس مرض سے ساقیا لے بہر حق میری خبر تا کہ یہ جا کر کے بے روی و ریا	اور ہو دے خود نصیحت لا کلام اور لیوے آپ رستہ نار کی اور ہو دے آپ گمراہ جان کر لوگ جانیں تا تر علم و عمل محکم ان دوسے نہیں ہے ایک بھی یہ ریا ئی درس نامعقول ہے زہر ہے باطن میں اور ظاہر میں قند دولتِ ایمان کو ہے لوطستا باخوشی جنت میں جا ڈیرا کیا کر دیا آزاد جاں اے نیک پے نفس و شیطان نے کیا زیر و زبر اُس کے قدموں پر کرے سر کو فدا
---	---	---	--

اس میں مذمت اور بُرائی اُن لوگوں کی ہے جو ہمیشہ اسباب دنیا کا اکٹھا ۲۱
کرتے رہتے ہیں اور غافل ہیں حاصل کرنے اسبابِ عقبی کے سے

کیا ہے دنیا یعنی اسبابِ جہاں کر دیا قربان اُس پر اپنا سر اور بھی اکثر ترانے نیک خو اور اس دنیا نے دوں پر خاک ڈال سچی کچھ جانی نہ عقبی کی ہے کیا پیچھے اسکے دوڑے ہے از جاں دل سچی دنیا میں رہا تو عمر بھر کارِ عقبی کا جو کرتا بند و بست ہوتا ہے جھٹ باخضوع و باخشوع	آفتِ جاں ہے ہر اک پیر و جوان نہو گیا تو راہِ حق سے دور تر لے گیا ہے رونقِ اسلام کو آپ کو بارگراں سے تو نکال سچی دنیا میں رہا تو مبتلا اسکے پیچھے جائے جیسے خر بگل کیا ہو حاصلِ نچھے جز دردِ دُور کار دنیا کے بھی سب ہو دوست اپنے اس اللہ کی جانب رجوع	بیکرے قریب خدا سے تجھ کو دُور کر دیا ہے تلخ تیرا یا رکام جلد اس اسباب کو اے بہرہ ور سچی تیری ہے یہ اے صاحبِ ہنر اس کی رہ میں مونشکانی اے شقی باوجود اس سعی و محنت کئے را سچی عقبی کی جو تو کرتا میاں اسلئے فرماتے ہیں خیر البشر کار اسکے دنیا و دین کے تمام	اور کرے راہ ہمارے تجھ کو دُور اس طرح کے نان و حلوانے تمام بیخ دیں سے تو اکھاڑ اور دُور کر واسطے دنیا نے دُور کے سہنر اس کی رہ میں گندہ فہمی اہمقی جو کہ چاہے تھا نہ وہ حاصل ہوا کار دنیا کا بھی بر آتا میاں جو کوئی دنیا نے دُور کو ترک کر ہوتے ہیں آسان سب اے نیک نام
---	---	---	--

اسکے اوپر یاد آئی ایک مثال | کان دھر کے من اُسے اے خوشحال

اس میں بیان ہے کہ اختیار کرنا کا ر آخرت کا اوپر کار دنیا کے بہتر ہے

تھا کوئی اک مرد صالح نوجوان کرتا تھا کھیتی کا پیشہ اے میاں پاس اسکے کہتے ہیں تھا اک شتر بھاگنے کی اسکو عادت تھی مگر
انفاقا دن جو آیا جمعہ کا اونٹ اسکا بھاگ جھل گویا اور آدے دن جمعہ کا اسلئے تھا کہ پانی زرع کو دے نہر سے
مرد حیراں ہو کے بولا اے خدا پانی دینے کا بھی یہ وقت ہے مرا گریں دؤں کھیتی کو پانی اب میں اونٹ اپنے کو ئیں پھر پاؤں کہاں
اور نماز جمعہ بھی دؤں ہاتھ سے ہوں خرابی میں پڑا اس بات سے گرنے دؤں کھیتی کو پانی اس زمانہ ہوتی ہے بالکل خراب اے مہرباں
جو ئیں ڈھونڈوں اونٹ کو جھل میں جا بس نماز اور زرع دونوں کھو چکا اس تردد سے وہ مرد خوش بقا ہر طرح کے رنج میں تھا بقتلا
آخرش بولا تا مل کر کے وہ چل نماز جمعہ کو جو ہو سو ہو کیونکہ اس دولت کو بے بیشک بقا اور سوا اسکے ہے سب شے کو فنا
یعنی کار دین کو ہو دے بقا اور کار دنیوی کو ہے فنا جو کہ فانی سے لگا دے دل عزیز اُس سے زیادہ کون ہے بس بے تمیز
کہتے ہیں حضرت محمد مصطفیٰ حج مسکینوں کا ہے دن جمعہ کا جا غرض تکبیر مسجد اُس نے کی اجر قربانی کا پایا اونٹ کی
جا کے مسجد میں ہوا مشغول ذکر اور بھلائی دل سے سب دنیا کی فکر باخضوع دل بصد عجز و نیاز سامنے حق کے پڑھی اُس نے نماز
ہو کے فارغ جبکہ آیا اپنے گھر ہے کھتا کیا ہے کہ وہ اسکا شتر ہے کھڑا اپنے مکان پر اے میاں عاجز و مسکین غریب و ناتواں
اپنی بی بی سے یہ پوچھا اُس نے جا کس طرح یہ اونٹ آیا ہے بتا یہ کہا عورت نے اسکی اے میاں اک درندہ اسکو لایا ہے یہاں
ہو کے گرد اسکو نفی سا بھڑیا مار کر یاں تک اسے پہنچا گیا یہ کہ رب لایا ہے میرے اونٹ کو
اب میں جا رہی سنیچا سوں کھیت کو اپنے اس معمول پر جتنا کہ سو گل شاوے ہاتھ میں تیرے اگر جز کو تو مت چھوڑ پرے بہرہ ور
آخرش اٹھکر وہ مرد نوجوان کھیت کی جانب ہوا اپنے رداں جا کے دیکھا کھیت کو جو غور کر پایا سب سرسبز اور خوش تازہ تر
خود بخود اُس نہر سے بس یگانا اُسکی ہر کاری میں پہنچا پانی رداں ہو کے حیراں مرد بولا اے خدا پوچھا آخر اُس نے ہمسا یوں سچا
ہے نہ ہمسا یہ مرالیا بھلا کھیت میں پانی مرے دیتا جو آ پوچھا آخر اُس نے ہمسا یوں سچا سینچتے تھے ہم تو اپنے کھیت کو
بولے سب ہی یہ عجیب اک ماہرا خود بخود پانی ادھر کو مبولیا پر یہ پانی جا تھا تیرے کھیت کو
دکتے تھے ہر طرح سے ہم اگر ہو گئے ناچا جب اے باادب ہو گئے ناچا جب اے باادب چھوڑ کر آخر گئے ہم بیٹھ سب
حکم حق سے کھیت میں تیرے میاں ہر کاری میں ہوا پانی رداں ہو کے شاداں اور نرم وہ جوان شکر حق کرنے لگا بس بیگراں
جو کوئی دنیا نے دؤں کو ترک کر آپ خود آ کر یہ دنیا نے قلیل پاؤں میں اسکے پڑے ہو کر ذلیل
دین کو دل سے کرے جو اختیار خود بخود دنیا ہو اُس پر شار اور حق کو چھوڑ دنیا میں پڑے دین دنیا سب خراب اپنی کرے
جس نے کی دنیا مقدم دین پر ہو گئی اُس شخص پر فقر خدا ہو گئی اُس شخص پر فقر خدا جو سوا دنیا نے دؤں میں مبتلا
بوتہ حاصل دین اور دنیا نے دؤں ساقیا وہ جام دے اب نونو عیش دنیا جس سے بھر پور دہو

چھوڑ کر دنیا نے دوسرے کو سر بسر حکم پر دلدار کے ہاتھوں کمر
سوال کرنا کسی زائد کا ایک امیر سے کہ کس قدر سعی اس امیر نے کی بیچ حاصل کرنے اسباب
دنیا کے اور تنبیہ کرنا اور ڈانڈنا اُس کا اور پر حاصل کرنے سامان آخرت کے

ایک عارف نے کہ تھا صاحب کمال	ایک منعم سے کیا اُس نے سوال	یہ کہ دل تیرا ہے ہر شام و سحر	در پے مال و منال اے نامور
سعی تیری بہر دنیا نے دنی	کس قدر ہے کہ تُو اے مردِ عجبی	یوں کہا اُس نے کہ بیکد و شمار	کار میرا ہے یہی لیل و نہار
یہ کہا عارف نے اس کو تو بھلا	رہتا ہے اسکی تنگ دُور میں سرا	کیا ہوا حاصل تجھے میرے غلیل	یہ کہا اُس نے کہ کچھ قدر قلیل
پر جو ہے مقصود اے روشن ضمیر	پر نہ آیا اُس سے کچھ عشرِ عشر	یہ کہا عارف نے اس کے جواب	فکر میں تحصیل کے ہر در و شب
رجِ دُغم میں تو عبث اس کے میاں	عمر کو کرنا ہے اپنی رائگاں	قبلہ اپنا شغل کو اس کے کیا	عمر اپنی اس پہ کی تو نے فدا
جانتا ہے وہ جو کچھ تُو اے فتا	اس سے کچھ حاصل نہیں تجھ کو ہوا	مرد علول کا ترے اس سے کہیں	کچھ نہیں حاصل ہوا اے نیک دیں
ہے بھلا دنیا بھی یہ عجب کا گھر	سعی کچھ اسکی نہ کی تو نے مگر	اُس سے کچھ حاصل تجھ کو نہ کر جہاں	میں نہیں کہتا تو کہہ اے نکتہ داں
یعنی اس دنیا نے دُور سے اب تجھے	دارِ عجبی ہو دے حاصل کب تجھے	مرد وہ میں جو کہ دنیا چھوڑ کر	باندھتے ہیں راہِ عجبی میں کمر
اور تو مبر گاؤں نفس بے حیا	کرتا ہے ہر دم نماز اپنی قضا	یا دِ حق کو تو نمازِ فرض جان	اس سے رہتا ہے تو غافل ہر زمان
اس جہاں فانی میں تو فانی ہوا	راہِ عجبی کو دیادل سے بھلا	واسطے عجبی کے تُو اے بہرہ ور	چھوڑتا مگر دار دنیا کو اگر
خود بخود یہ زائل دنیا ہو ذلیل	پاؤ نہیں پڑتی ترے باقالِ قلیل		

اس میں یہ بیان ہے کہ جو شخص دنیا کو چھوڑتے اور ترک کرتے ہیں دنیا ان کے پیچھے
دوڑتی ہے اور جو لوگ دنیا کے درپے ہوتے ہیں دنیا ان سے بھاگتی ہے حکایت

ایک صاحبِ دل ولی باغِ وجاہ	باخوشی بیٹھا تھا اندر خانقاہ	اور گرد آئے مرید اور طالبین	جمع بیٹھے تھے بصدِ صدق و یقین
ناگہاں تہ جانور اک طرف سے	سامنے کو آگئے اڑتے ہوئے	ایک کے تھا ایک پیچھے بھاگتا	اور اُسکی جستجو میں دوسرا
اُن میں آگے تھا کبوتر بس رواں	سب سے علجز اور حقیر و ناتواں	اُسکے پیچھے مرغِ ندیں بال و پر	اڑتا جاتا تھا ناگ بھی ایک کے
اور پیچھے مرغِ زیت کے اوڑا	جانتا تھا بد بخت کو آجوں ہوا	کرتا تھا ایسی ہر اک کوشش و لے	ہاتھ آتا تھا ناگ بھی ایک کے
دیکھ یہ بولے مرید اے شاہِ دیں	ماجر ایسا کبھی دیکھا نہیں	کیوں کبوتر کے پیچھے مرغِ یوں	اور پیچھے مرغ کے کوا ہے کیوں
ہے کبوتر کا مطیع کیوں مرغِ یوں	زاغ باغی مرغ کا تابع ہے کیوں	جنس باغی مختلف میں ہے یہ کیا	ایک کا تابع ہوا جو دوسرا
جنس کا طالب ہے اپنے ہر کوئی	جنس ہے جنس کو میل اے اخ	جنسِ جانبِ جنس کے کھتی ہے میل	ساتھ دیکھ دن ہے اور ہے شبِ کیل
ہوتا ہے مومن کا مومن آشنا	اور کافر پر سو کافر مبتلا	صالحوں کیساتھ ہوں صالحاں	ساتھ بُکاروں کے ہوں بدکاریاں
زنجِ بہرہِ ذراغ کے ہو کر اڑیں	بلبلوں کیساتھ بلبل خوش ہیں	انڈیا اسوا سے پیدا ہوئے	جنس ہے انسان کے اے نیک پے

آئی تملک اپنے جنس سے بے تکلف راہ حق کی سیکھ لے جنس ہو جنس اپنی کامیاب
انبیاء ہوتے فرشتوں سے اگر کب پہلے اُن سے انسیت بشر کب بھلا انسان ہو کر نہ بھجبا
اک خلاف جنس سے ہوں سوچا اور ہوں مجنس سے لک فحیات فائدہ، مجنس سے ہو جس قدر
روح جو آئی ہے ملک امر سے زہد طاعت سے ہے راغب اسلئے جسم ملک خلق سے پیدا ہوا
اُس کی پیدائش اُن دو سے ہوئی حق نے جو دونوں کی اسمیں جمی جو کرے یہ میل جانب خاک کی
اور کرے جو روح کی جانب گذر نفس لوامہ بنے اُس وقت پر میل ملک امر کا جب اسمیں ہو
جو بہت کوشش سے لاہوتی کو جا ملہمہ کی طرف پھر کعبا ہے پا بعد تہذیب اور کمال اجتہاد
اسی سخن کی کب ہے املا انتہا ماجرا ان طائروں کا پھر سنا

جواب دینا اُس صوفی کا مریدوں کو واسطے تسکین اور دل جمعی کے اور بیان کرنا
حال طائروں کا کہ ایک کے پیچھے دوسرا اڑتا تھا

مرد صوفی کو ندا آئی نہاں یہ مریدوں سے تو کر اپنے بیان جو اڑے جاتے ہیں یہ ہیں جانور
بھاگتے ہیں ایک جو دنیا سے دور دوسرے طالب ہیں اسکے بالضرور یہ مثال اُن کی ہیں مینوں جانور
طالب و تارک ہیں جو دنیا کے اب ایک کو ہے دوسرا کرتا طلب بھاگتا ہے یہ کمبوتر ہے بہ پے ہیں مینوں جانور
اور درپے مرغ زریں اسکے ہے تاکہ اس پر آپ کو قرباں کرے لیک ہرگز یہ کمبوتر ناز نہیں
اور پیچھے مرغ زریں کے اڑا حرص سے جاتا ہے تو ابھیجا پر نہ ہاتھ آتا ہے اک کے دوسرا
جان عارف ہے کمبوتر کی مثال جاتا ہے حتی کی طرف قبلہ و قال اور زریں مرغ تو دنیا کو جان
زاع یعنی اہل دنیا حرص سے چوں زغن مردار دنیا میں پڑے کرتو دنیا دار کو کو آشمار
اہل دنیا واسطے دنیا کے یار دڑتا ہے ہر طرف ہو بے قرار لیک وہ مکاھ اُن سے بھاگ کے
بھاگتا ہے مرد حقیقی مگر مکر سے اس بیجیا کے خوف کر دڑتی ہے اسکے پیچھے یہ سدا
ہے یہی دنیا کا یار و ماجرا بھاگے ہی جو اس سے اُس کے پاس جا اور جو اس کو طلب کرتے ہیں یہاں

تمثیل

اور مَن اِس پر تو مجھے اک مثال نیک لوگوں کا بیاں کرنا بہل حال ایک دن باروں رشید بادشاہ
اور گرد اسکے کبشرت لاکلام ختمے کھڑے آداب سے لوٹدی غلام جہر باں انپر جو کچھ سلطان ہوا
تخت پر بیٹھا تھا با صد عز و جاہ حکم یہ مختار کاروں کو دیا

جو کہ توشہ خانہ میں موجود ہے	سامنے لاکر دھریں ہر ایک شے	سنتے ہی مختار کاروں نے جیجی	پیش شدہ ہر ایک نعمت لادھری
حکم پھر نوٹری غلاموں کو دیا	شہ نے کیس یہ نعمتیں تم کو عطا	جس کو اس نعمت سے جو مطلوب ہو	لے اٹھا اس میں سے وہ بے گفتگو
سنتے ہی اس بات کے نوٹری غلام	گر پڑے ایک ایک ہر نعمت پر تمام	کچھ کسی نے اور کسی نے کچھ لیا	ہاتھ اک نوٹری نے شہ پر رکھ دیا
ہو خفا باندی سے یوں شہ نے کہا	رکھ دیا کیوں ہاتھ مجھ پر اب بتا	عرض کی نوٹری نے جب اے نیکو	صاحب ان نعمات کا موجود ہو
اسکی کہنتی ہے کیا پھر جو شبہا	چھوڑ صاحب کو پڑے نعمت پہ جا	بادشاہ سنتے ہی جھٹ اس بات کے	اُسپہ عاشق ہو گیا دل جان سے
اور کہا شہ نے اُسے اے بادب	کر دیا آواز تجھ کو میں نے اب	اور یہ سب نعمائے اور باندی غلام	کر دیے تجھ کو عطاءے نیک نام
اس طرح سے جو کوئی حق کے لئے	دلے سب نعمائے دنیا پھوڑ دے	چھوڑ کر نعمائے دنیا سر بسر	دل لگا دے اپنے حق سے بیشتر
حق تعالیٰ ہو گئے خوش اس شخص سے	اترت کی نعمتیں سب اس کو دے	تو جیجی اے امداد بہر ذرا لجلال	دو جہاں کی نعمتوں پر خاک ڈال
	ماسوا پر ہونہ ہرگز مبتلا	خافضائے حق سے دل لگا	

اس میں مذمت اور بُرائی ان لوگوں کی ہے کہ فخر کرتے ہیں ساتھ مصاحبت بادشاہوں کے اور دعویٰ رکھتے ہیں شامل ہونی کا بیچ اہل سلوک کے اور جمع ہونا دوضدوں کا محال ہے

کیا ہے دنیا جان تو اے بہرہ ور	قرب سلطان ہے تو کراس سے حذر	ہوش سر سے بھی ہے اور لے سرور	قرب سلطان اس سے تو دور دور
ہے سعادتمند وہی اے فتا	آپ کو جس نے لیا اس سے بچا	قرب سلطان سے بچ کر گرج سکے	کیونکہ یہ تیرا دباں جان ہے
اور ہے ایمان کا بھی اسمیں ضرر	ہو سکے جتنا تو کراس سے حذر	اس کے اور پرکھتا ہوں اک داستان	کان دل سے تم سنو اے مہرباں
	نیک لوگوں کا طریقہ ہے یہی	جو بنیاں کرتا ہوں تجھ سے اے غبی	

داستان

ایک تھا درویش میں روشن ضمیر	راہ حق میں جست و کمال بے نظیر	چھوڑ کو دنیا کے سارے کاروبار	کر لیا تھا اس نے کوشہ اختیار
خلق سے ہو کر عید اجنگل میں جا	کرتا تھا تنہائی میں یادِ خدا	بیٹھ کر اک غار میں تنہا سدا	ذکر حق میں ہر گھڑی مشغول تھا
بایر آتا تھا نہ وہ اس غار کے	پر کبھی حاجتِ ضروری کیلئے	بعد ہفتے کے جو ہوتی اشتہا	کھاتا تھا برگِ شجر وہ پارسا
ایک مدت ہو گئی اسی کو بسر	ذکر حق کرتے ہوئے اس طرح پر	تھی اس عارف پر عنایاتِ خدا	واصل مولیٰ وہ رہتا تھا سدا
چھوڑے اس عالم کو جو حق کیلئے	بے شبہ وہ اپنے دلبر سے ملے	جد کو کوشش شرط ہے پرانے پیر	راہ میں دلدار کے شام و سحر
ہے بہت باریک راہ دل ربا	چل سکے بے راہ برکے کب بھلا	میں گاس رہ میں بہت سی گھٹیاں	طے ہو کب بے راہ برکے اے غلاں
کہتے ہیں حضرت محمد اس لئے	راہ پر لے ساتھ پھر تو راہ لے	راہ برے تاتو سیدی راہ جا	گھٹائیوں میں ورنہ ہو گا مبتلا
اولیا میں راہ بر اس راہ کے	اُن کے دامن کو پکڑا اور راہ لے	عمر بھر گرج کرے روزہ نماز	بے مدد مرشد کے کب ہو ستر باز

سُزِ باطن کب ترے دل پر کھلے	تو عبادت گرچہ کیسی ہی کرے	گرچہ کی تو نے عبارت سالہا	لیک بے مرشد تو ویسا ہی رہا
جو کہ تخی حرص دہوا دلیں بھری	اس عبارت سے نہ وہ کچھ کم ہوئی	جو نہ جا حرص دہوا دل سے ترے	اُس عبارت کو ترے پھر کیا کرے
کہنا ہے حق دیکھ دیدہ کر کے باز	منع کرتی ہے گناہوں سے نماز	علاقہ ہے یہ تری روزہ نماز	سُزِ باطن اس کے کب تجھ پر ہونا
پیروی کو جان سے مرشد کی تو	تاکہ کر دے تجھ کو سیدھی راہ کو	ورنہ اس رہ میں تو بے مرشد سدا	ٹھو کر ہی کھاتا ریگا جاجا
سوچ تو دلیں ذرا اے نیک پے	بے کماں کے تیر کیونکر چل سکے	تیر دیکھا ہے کوئی بھی اب بتا	بے کماں کے جانشانے پر لگا
کس نے پایا ہے صراط المستقیم	بے مرد مرشد کے بتلا اے کریم	انتہا رکھنا نہیں ہے یہ سخن	حال اُس درویش کا اب مجھے سن
آنا دنیا کا ایک عورت نازنین کی صورت بن کے اگے مرد عارف کے			
درمیاں اُس غار کے وہ پار سا	ذکر و مکتبی میں رہتا تھا سدا	ناگماں اک روز اے فرخندہ فال	ایک عورت صاحبِ حسن و جمال
باہر اراں خونی وزیہ بندگی	اگنی خدمت میں اس درویش کی	دست بستہ بادب ہو کر کھڑی	عرض خدمت میں یہ کی درویش کی
جو کروا سدا قبولِ حضرت مجھے	ایک کریموں کے کرم سے دور ہے	نیری خدمت میں رہو گی میں ملا	جو کہ فرماؤ بجالاؤں تمام
دیکھ کر درویش نے اُسکے تئیں	کر لیا معلوم باطن سے وہیں	ہے یہ دنیا بدگہر اور نابکار	سامنے آئی مرے کر کے سنگار
یہ کہا درویش نے اے بیجیا	دور ہو مجھ پاس تو ہرگز نہ آ	بھاگ کر تجھے یہاں آبا نہیں	چھپکے آ بیٹھا ہوں تنہا غار میں
پچھتہ ہوں کئی ہے اسجا بے پلید	مکر سے ڈرتا ہے تیرے ہر سعید	یہ کہا اُس نے کہ اے درویش جان	حکم سے حق کے میں آئی ہوں بیاب
حق میں میرے تجھ کو لے مردِ یقیں	فائدہ کچھ منع کرنے میں نہیں	آئی ہوں میں حکمِ حاکم سے سیال	کیوں خفا ہوتا ہے مجھ پر اے میاں
کہلے یہ نظروں سے وہ غائب ہوئی	اور علف کو سوئی وحشت بڑی	یہ کہا عارف نے وہ جو اے گی	جو تیاں مجھ سے بہت سی کھانگی
کر نہ جانے گی وہ میرے پاس سے	گور کا مصرف کو نہ گائیں اُسے	کر نہ جا مجھ پاس سے دنیا لے دوں	خرچ اسکو راہِ عقبی میں کروں
مال دینا ہے یہ زہرِ سہمِ ناک	گرا سے پاؤں تو اُس پر ڈال خاک	یعنے اسکو صرف کرنیک امر میں	تاکہ کام آوے وہ تیری قبر میں
واسطے حق کے جو دے نواک یہاں	اُسکے بدلے پاؤں تو مجھے وہاں	کر سخاوت کا تو بیشہ اختیار	تاکہ راضی تجھ سے ہو پروردگار
چاہتا ہے وہ جو کچھ پروردگار	کرتا ہے اسباب اُسکے آشکار	دس برس تک وہ فقیر اُس غار میں	مختار ہا مشغول حق کے کار میں
کوئی آنا تھا نہ اُس پاس اے پیر	کیونکہ بستی سے تھا جنگلِ دودر	گاہیں بکری اونٹ غجر اور گدھے	واں ملک آتے نہ چرنے کیلئے
اتفا ناک برسِ تقدیر سے	قحطِ عالم میں پڑا حد سے پرے	خشک سب کھیت اور جنگل بھوگئے	آرمی حیوان گل مرنے لگے
گلمہ ہائے اشتہ و گوان و خنر	پھرتے تھے چرواہے ایدھر اودھر	کچھ بھی جس جا پاتے تھے سبزے کی بو	دوڑتے چوپائے جھٹ اس طرف کو
یوں ہی پھرتے پھرتے ایک دن ناگہاں	اُسے پس اُس غار کے سب رعیاں	چنداں کو چوپائے گرد اُس غار کے	دیکھ سبزہ کھاتے کھاتے آگئے
پھر تو چرواہے وہاں آنے لگے	لے کے چوپائے چرانے کے لئے	ناگہاں اک دن وہ غار غار سے	آیا باہر ایک حاجت کے لئے
کی تھی جو حق کی عبادت پیشمار	نورِ حق تھا اُس کے منہ سے آشکار	دور سے چرواہے صورت دیکھ کے	گرو اُس درویش کے آکر ہونے

اعتقاد دل سے جاہر ایک لے رکھ دیا پاؤں پہ سر درویش کے جو کہ تھا درویش مستغول خدا
 جسکو حاصل ہووے محلِ سربا پھر ہے اسکو اور سے مطلب ہی کیا آتش سب نے بصد عجز و نیاز
 اپکو خواہش ہو اب جس چیز کی حکم کیجے ہم بجا لادیں ابھی دیکھا جو درویش نے انکے تیش پاس سے میرے یہ ٹٹنے کے نہیں
 کر کے اُن کی عجز و زاری پر نظر یہ کہا کچھ دودھ لاؤ ہو اگر ایک مدت سے یہ نفس بد سرا مانگتا ہے دودھ تجھ سے بر ملا
 شیر کے دو ایک دیکھ گھونٹ یار تائیں مار نفس کا دوں زبر بار عرض کی یوں قحط سے باران کے اب گائیں بکری ہو گئیں بے دودھ سب
 جب نہ انکو چارہ کھانے کو ملا شیر انکے خشک پستان سے ہوا اور کہا درویش سب نے باغی تم نے جو چاہا نہ آیا ہم سے بن
 دیکھ کر درویش اُن کا اضطراب یہ کہا اُن کو کولے مردانِ کار ایک گائے کر کے اب سب سے بدر اس کو درویش خدا کے نام پر
 کر کے بسم اللہ پائے نیک لہ سعی کرتو ہو گی امدادِ آلہ کار غنّی میں ہے پوشش شرط یار جہد و کوشش کر جو تو ہے پوشیدہ
 گوش جان سے سن ذرا اے بہاں کہتے ہیں کیا سرورِ پیغمبر اس سعی و کوشش ہے اُن ہی کی باہر کرتے ہیں جو نفس پر اپنے جہاد
 بے سفر چلنے کے کب ہو راہ طے جہد کر چل منزل مقصود پئے راہ کو قطع چل پاؤں اٹھا بیٹھے کا راہ میں کیا ہے فائدہ
 ہو مسافر کو کہاں آرام و خواب ہر گھڑی رہتا ہے اسکو اضطراب راہِ حق دیکھی ہے کیا آسان یار جو پڑا ہے تو میاں پاؤں پسند
 راہ لے چل عیش کے دامن کو چھاڑ تانا اُلجھے اُن سے اندر خار و جھاڑ یہ یہ منزل پنظر جا خار و زار جو تو جا کپڑوں سے ہو بالکل فگار
 یعنی یہ کپڑے اُلجھ کر جھاڑ میں خوب ساتن کو ترے زخمی کریں طاق میں رکھتے تے تو کپڑے تار بادلِ فارغ تو پھر لے راہ یار
 دُور ہے منزل بہت دہ میں بہاڑ اور بہت سے جا ہی کا ٹٹوئے جھاڑ چاہتا ہے جو تو جا اس راہ کو چاہتا میں لے پئے تیش نہ آہ کو
 قطع کر یہ خار دے تاکہ تو جلد پہنچ منزل مقصود کو ورنہ لے تیش نہ ترائی ہو فگار روکیں رہ سے تجھے یہ سنگ و خار
 یعنی لا سے نیز سے تیش نہ بنا سنگِ غیر تیت کو پھر رہ سے ہٹا منزل مقصود الا اللہ کر سیرواں جا بادل آگاہ کر
 یعنی یہ حرص و ہولے دینوی غیر حق کے ہے ترے دلیں بھری مہر حق تو دل سے ان کو دُور کر نورِ عرفاں سے اسے معمور کر
 بیمن ہے بے بیاں اے درویش حال اُس درویش کا مجھ سے سنو

قصہ - دوہنا ایک چرواہے کا آزمائش اور بد اعتقادی سے

ایک چرواہا غرض ان سے اٹھا پاس گاؤں اُسیدہ کے گیا تاکہ لیوے امتحان درویش کا
 اُس چرواہا نے پاس اُس گائے کجا ہاتھ جھٹ اُسکے تھنوں پر کھڑا ہاتھ کھینے ہی تھنوں پر سکیاں دودھ کی دھاریں ہوئیں اُسے اُن
 ہو کے حاضر سامنے درویش کے دودھ لے با اعتقاد حاضر ہوئے دودھ لے عارف نے اُس پی لیا بعد اُس غار میں جا کر چھپا
 ریوڑوں کو ایکے سارے رافیاں شہر کو جانب ہوئے یار و رواں شہر میں وہ سب کے سب داخل ہوئے اس کرامت سے وے حیران ہوئے
 دن کئی گزرے غرض اس طرح پر آتے تھے چرواہے وے اسفار پر رفتہ رفتہ پھر شہر میں جا بجا اس کرامت کا بہت چرچا ہوا
 تھا خلائق کی زبان پر یہ کلام شاہِ ملک بھی ہو گیا یہ قصہ عام سننے ہی اس بات کے نشہ نہ کیا سب امیروں اور وزیروں سے بلا

چلکے اُس عارف کی زیارت کیجئے کر کے یہ اور اٹھ کے باصدا التجا	کیونکہ وہ دویہ میں اپنے فردِ خدمتِ درویش میں حاضر ہوا	اُس کا ثانی کوئی عالم میں نہیں شہ کے آنے سے ہوا درویش کو	عالم و کامل ولی سلطانِ دین شغل میں حق کے حرج بے لغتگو
صحبتِ میر و وزیر و بادشاہ ان کی صحبت سے ہر اک حیراں ہوا	ہے بڑا فتنہ سمجھ اے نیک راہ عاجز ان کے مکر سے شیطان ہوا	ہے سلاطینوں کی صحبت مثلِ آگ ہے تکبر کے دلیں یوں بھرا	تیر کے مانند ان سے دور بھاگ بکریوں میں جس طرح ہو چڑیا
پاسِ سلطانوں امیر و نیک نہ جا اس لئے فرماتے ہیں خیر الزماں	آپ کو ان سے بہر صورت بچا دینِ حق کے میں امیں یہ عالماں	صحبتِ انکی کبر و غفلت لائے ہے پر نہ ہو جو ہم نشین دہم طعام	اور قناعت کا اثر لیجائے ہے ساتھ سلطانوں امیروں کے درام
جو کہ عالم جا امیروں سے ملے الغرض شہِ عجز و زاری سے سدا	دین کے بیشک ہوئے وہ چوٹے پاسِ اُس درویش کے رہنے لگا	بس ڈرو ان سے بچو اے مومنین پھر تو دونوں عارف و شہ بے خطر	تا تمہارا بچ سکے اسلام و دین ہو گئے آپس میں جوں شیر و شکر
ہوتے ہوئے بچا با یہ سلطان نے باعثِ برکاتِ رحمانی ہے یہ	خوب ہو جو شہر میں عارف چلے سایہ انوارِ ربانی ہے یہ	سوچ کر دل میں کما دستور کو اس کے قدموں کے طفیلِ الحبور	جو چلے مخلوق میں عارف خوب ہو رحمتِ حق ہوئے نازل شہر پر
شہر میں ہوا اس طرح کا مزدجو بالدب کی عرض یہ درویش سے	زیب شاہی رونقِ اسلام ہو شہر میں چلئے نواب کیا خوب ہے	الغرض آیا وزیرِ حیلہ جو مرد آزادہ تھا وہ مردِ خدا	پاسِ اُس عارف کے باصدا گفتگو بھاگتا تھا خلق سے کوسوں سدا
بولادہ سُن اے وزیر اب مجھ کو کیا ہے موافقِ طبع ویرانہ مجھے	خلق کے ملنے سے بتلا فائدہ اور ہر اک طالبِ آرام سے	مجھ کو آبادی سے ویرانہ بھلا طالبِ آرام نفس اپنے کا اب	اختلاطِ خلق سے ہے سونلا میں نہیں ہوں اے وزیرِ بادب
مرضیِ حق کا ہوں طالبِ میں سدا کہتے ہیں حضرت محمد مصطفیٰ	خوب تنہائی میں ہو فرضی ادا جو رہا تنہا وہ آفت سے بچا	ہے بھلا حق میں مرے گوشہ سدا اختلاطِ خلق سے ہے جو بچا	کاؤخر میں رہنے کا کیا فائدہ جان اپنی کو سلامت لیگیا
فائدہ وحدت میں ہو کہ جس قدر پھر وزیرِ حیلہ جوئے عرض کی	اس سے شود جب ہو کثرت میں گر پکڑتے اس طرح گوشہ نبی	جس نے کثرت سے بچا یا آپکو کب پہنچتا خلق کو دینِ خدا	ملک وحدت کا ہوا سلطانِ دہ رہتا گمراہی میں ہر اک مبتلا
یوں اگر گوشہ پکڑتے اولیاء لیک جو بیمار ہوا اے باشعور	وہ حق پاتی یہ کب خلقِ خدا چاہئے پرہیز اُس کو بالضرور	یوں کہا درویش نے اے باخدا جو نہ بیماری میں پرہیز اب کرے	بے شبہ وہ ہاتھ دھوئے جانے رنج و بیماری سے ہیں پاک اے متیں
اوصحت جس نے پائی مرض سے ایک مجھ میں حرص کچھ باقی ہے اب	کیا دوا پرہیز کی حاجت اُسے چاہئے پرہیز مجھ کو اس سبب	اٹھیا اور اولیاء نے راسخیں تسک بولادہ وزیر لے نیک خو	کسرِ نفسی سے یہ اب کہتا ہے تو آپ کی خدمت میں اے پیر بُدا
تارک دنیا ہو تم تو بالیقین تیرے نفسِ پاک سے اے مہرباں	آپ سے ہم پاس تم آئے نہیں ہو گئی رشتِ ہماری جانِ جاں	خود بخود آتے ہیں ہم با التجا تیر می صحبت سے ہوئے ہم پر تمام	عیش دنیا سر د بالکل لا کلام ہے وہ سب لوگوں میں بہتر بالیقین
سامنے تیرے ہوا و حرص سب انفع جس سے ہو خلاق کو تمام	مخدول سے ہو گئے یک لخت اب فائدہ اُس سے اٹھاوینِ علم	میں یہ فرماتے امام المرسلین تم بھی اس پر اب عمل کچھ کیجئے	فیضِ اپنا پل کے سب کو دیجئے

<p>میری صحبت سے ہوں شاکر و لبہ لہجی میں بھلا کسوا سسطے جلوں ویاں یہ وزیر ابیاں سے طے کا نہیں وہ کروں گا تیری خاطر جان کے اٹھ کے آیا واسطے تعظیم کے چھوڑ دے سلطان تجھ کو اے ولی بھاگ گرواں سے گیا با در و آہ حکم حق سے وہ مکان جھٹ کر پڑا کیونکہ تھا معلوم اسکو کشف سے حکم حق تھا مبتلا یہ اور ہو آکے شہ عارف کے قدم پر پڑا جو میں نیرے ہزاروں لطف میں کر دیا سورتہ قائل سے بار ۶۹ مرضی حق تو اب یاں آ پھنسا چاہئے راضی رہے صبح و مسا شہر میں آیا نکل کر غار سے واسطے درویش کے با صد خوشی لیک باطن میں تھا وہ سب جدا کر تا تھا یاد خدا شام و سحر پر فقیروں کو دیا کر تا تھا لے نیک ہے گر خرچے اسکو نیک جا خوب گر خرچے اندر کار دیں سانپ ہو دے دوست اسکا دیکھلے یاد رکھ یہ بات میری مان لے ہو گئے دس سال پاس اس شاہ کے گرچہ ظاہر میں رہا دنیا میں عرف</p>	<p>کرتے ہیں کفران نعمت جو کوئی جو کہ چاہے مجھ سے وہ آوے یہاں آخر شجاعت عارف نے کہیں بعد اس کے جو صلاح وقت ہے شاہ نے دیکھا جو اس کو دور سے تا کہ دیوانہ سمجھ کر اس گھڑی بے محابا اس قدر مارا کہ شاہ اس مکان سے شاہ جب باہر ہوا اس مکان میں تانہ یہ دیکھ کر چاہے تھا عارف چھٹا نا آپ کو صدق دے باہر اراں التجا کیا کروں احسان کا تیرے شکر میں اس طرح مجھ کو بھی تو نے خضر دار دلیں اپنے پھر وہ یوں کہنے لگا یعنی خواہش پر خدا کی بر ملا الغرض کہنے سے عارف شاہ کے اور نعمت بھی ہر اک موجود کی عیش دنیا میں تھا ظاہر میں پھنسا ایک حجرے میں وہ تنہا بیٹھ کر کچھ نہ اس دولت سے حاصل تھا مال دنیا گرچہ ہے زہر اور بلا مال دنیا کو بقا گرچہ سنیں جانتا ہے جو کہ منتر سانپ کے تانہ دھو دے ہاتھ اپنی جان سے الغرض درویش کو ہستے ہوئے زینہ شجاعت میں آیا کچھ بھی من</p>	<p>جو بیٹے رہتے ہیں غفلت میں ملے چاہے پیاسے پاس کب جا لے پیر عرض کرتے ہو گئی اس کو بسر میں جلوں کا شہر میں سلطان کے سوئے دولت خانہ شاہ کبیر مارنے پتھر لگا سلطان کے مارتا تھا بے خطر پتھر ہزار جس میں بیٹھا تھا وہ سلطان کے مارتا تھا مجھ کو پتھر اس لئے تا کہ اس صدمہ سے مجھ کو بچا اور سوتا شہ کو زائد اعتقاد لطف کا تیرے کو نہیں کیا بیان تا کہ وہ ظالم کے ہاتھوں سے بچے کیا ہے چارہ جب ہوا مقضا زہر بھی اک عرصہ چکھنا چاہئے زہر بھی چکھنے ذرا سہرہ خدا کر دیئے تیار محل اور خانقاہ ہو گیا ظاہر میں اندر عز و ناز نفس پر کرتا جہاد ہر دم و لے فقیر پر کرتا تھا محکم آپ کو پر ہے مومن کیلئے بیت العمل در نہ تو کتا سا ہے مردار پر اور نادانوں کو بلا سلوب ہے سانپ کے منٹ گر دیکھ تو زینہ دار جو تو جاوے خرچ کر راہ خدا پر ہاویسا ہی اپنے حال پر</p>	<p>فیض سے ہوں تیرے وہ ذکر تمام بولا عارف جائے نشہ چاہ پر ایک مدت الغرض اس طرح پر بولا بہتر تیری فرحت کے لئے سہو لیا درویش ہمراہ وزیر وہ فقیر اپنی خلاصی کے لئے با سز درویش و ان مستانہ وار بھاگ کر نکلا جھٹ اس طرف سے شاہ نے جانا کہ عارف لطف سے مارنے میں اسکے یہ تھا فائدہ چاہئے تھا یہ تو کہ ہو بلا اعتقاد عرض کی اے پیشوا اے عارفان نظر نے کشتی جو توڑی جوڑ سے جانا عارف نے کہ ہے حکم خدا مرضی حق پر ہی رہنا چاہئے مال دنیا گرچہ ہے زہر اور بلا شہ نے عارف کیلئے با عز و چاہ وہ فقیر پاک جان و راست باز پوتیں اور دل کو پہنچے ہوئے با خوشی رہتا تھا اس گدڑی میں گرچہ دنیا ہے یہ ملعون ازل نیک کاموں میں تو اسکو صرف کر واسطے دانا کے دنیا خوب ہے گر نہ ہو منتر تجھے معلوم یار مال دنیا کے نہ کر گز گر و چا دس برس اسکو سے ہوں ہی نذر</p>
---	--	---	--

<p>آک زبانت کرتا اس کی یاد میں اس کی مشغول تھا آئی ہے مجھ پاس اب بتلا مجھے مکر سے تیرے خدار کھے بجا پوستیں اور ولق مجھ پاس ہے وہی کبتلک دے گی مجھے بتلا دعا مال و دولت دینوی مجھ سے بھلا تیل کھل سے ہر جہاں سطر ج اب ہو گا جو حکم خدا سر پہ ہے اب غیب سے کرتا ہے اس کا کچھ سبب پر ملا اس کو نہ واں اس دن شکار خدمت عارف میں آیا دڑ کر اس جگہ آرام کچھ اس نے لیا جوں مسافر تھک کے غافل سو رہا دیکھ کر یہ عارف دین خدا ڈر گیا شمشیر ننگی دیکھ کے نا کرے درویش کو اس دم اسیر پاؤں پر رکھا تھا سر اس کے سدا پڑھ کے استغفاریوں شہ سے کہا پر تجھے لازم ہے اس کو اس زماں دہم سے بس صدق میں آیا خلل دل نہ دیکھ کوئی اے میرے اخی جس طرح بکری کا ہو دے جھپٹا دے ہے روزی لطفے شام و بگاہ خاص ہو دگاہ میں اس کی تو چھر کیونکہ دنیا پر نہ اس نے دل دیا</p>	<p>وقت بیٹنے کے وہ سلطان اپنے اور اسی حالت میں وہ پیر ملا پوچھا عارف نے کہ تو کس واسطے یوں کہا چل دور ہو اے بے حیا دور ہو مجھ سے کہیں اب اے غبی دور ہو یاں سے تو جلدی بیگیا دیکھے کس طرح ہو دے کا جدا دیکھے تقدیر سے ہو کیا سبب پڑھ کے پھر لاجول ہوتا غل باب جو کیا چاہے ہے کوئی کار رب جستجو کی اور محنت بے شمار وہ سے ہٹ کے شہر امی معل پر آیا تھا گرمی میں گھبرا ہوا اک طرف تکیہ لگا دیوار کا ننگا ہوشہ کے شکم پر گر پڑا چونکہ اٹھا لکبار کی شہ خواب سے بولا غصے سے کھپٹا آوے وزیر کیا کیا تھا میں کہو اس کا برا جو وزیر اس امر سے آگے ہوا شاہ بولا تجھ کو بخشی اس کی جاں ہو ہے یہ صدق و وفا ہے دل دل اعتقاد اہل دولت پر کبھی دشمن جاں اس قدر اس کا ہوا دیکھ کر کے سب کے جرم و گناہ سو خطا میں کر کے تو آدے جو پھر جاں سلامت اپنی عارف لگیا</p>	<p>مہ نظم ملک یا بہر شکار اس کی زیارت سے ہوا وہ بہر ور سامنے سے دوسری بار گئی تجھے میں ہوتی ہوں رخصت نہ مل ہو ترا تابع تو اس سے دور ہو میں نہیں آیا ہوں تیرے داؤ میں اس کے فتنے کا ہو اعاد کو فکر آپ سے مجھ کو کرے کیونکر جدا دیکھے رسوا کرے کیونکر مجھ ہو وہی سب تدبیریں باطل و زار شاہ جنگل کو گیا بہر شکار دل ہوا گرمی سے شہر کانت تخت پاؤں پر بوسہ دیا سو صدق سے کچھ ہوا آسودہ شہ اس سے ماں خیر سلطان نکل کرا ز میاں اک طرف رکھ دوں غافل بلو شاہ پر غصہ سے آگ کا شعلہ بنا تا کہ دیکھے فعل کی اپنے سزا کیسے خنجر جو ہمارے قتل کو جان بخشی اس کی کر لے نامور کر کے ننگا شہر سے باہر نکال دم میں ہوں شیطان اور دم میں دل ہو گیا بظن اسی عارف سے کہ جو ہزاروں جرم بخشے اور خطا اس سے زائد ہو خوف و رکون ہو دل لگا نا اس سے بے بیشک خطا</p>	<p>تجھے یہ رسم شاہ جو سنا سوار العرض اک دن اسی معمول پر نا کہاں وہ زن جو پہلے آئی تھی عرض کی اس نے کہ اے سلطان جان تو دعا دے ہے ہر اک کو پر جو درو پاس میرے دونوں یہ موجود ہیں ہو گئی غائب نظر سے تھی یہ ذکر مستقد مجھ سے ہے ہر چھوٹا برا شاہ رکھتا ہے بہت تعظیم سے جو قضا آوے تو ہو برعکس کار ایک دن تقدیر سے ناگاہ یار رنج بید پایا اور تکلیف سخت کر کے قدم میں پڑو اس کو نہیں شدت گرمی تھی رستے کی تکان شاہ تنہا اور وہ عارف تھا واں چاہے تھا اس کے شکم پر سٹھا دوڑ کر جھپٹ محل میں داخل ہوا اور کرے آقتل اس کو نہ بڑلا کیا نگوئی کا ہے بدلہ یہ کہو کر کے اپنے لطف و احسان پر نظر چھین کر اس سے سبیل و منال مت ہونا زان لطف پرانے کبھی ایک دہم بے حقیقت سے وہ شاہ دل لگا اس شاہ سے بیوفا چھوڑ دے جو ایسے شاہنشاہ کو مال دنیا کا بھی ہے بس بیوفا</p>
---	--	--	--

جو دغا کھانا وہ اسکے مکر سے قتل ہوتا ہاتھ سے سلاطین کے
کی تھی اُس نے احتیاط حد پر مال دنیا پر نہ کی تھی کچھ نظر
جیف ہے صدیف اے صاحب سلوک تو تو یوں نازاں تعظیم ملوک
شیخ اپنا شہہ تجھے ہر دم کسے یہ نڈا سکر کے تود ہوش ہے
پوختا ہے گویا تو اُس شاہ کو کچھ نہیں کرتا ہے یا اللہ کو
جرعہ اک بحر قدم سے نوش کر آیت کا تشریف اُپر پر گوش کر
عبس کے سلمان سب موجود ہیں تجھ بنا پر ساقیا نابور ہیں
اس میں مذمت ان کی ہے جو مضمون دنیا میں غرق ہیں واسطے حظ بے بنیاد کے

کیا ہے دنیا منصب نیلے دُون گرومت جا اسکے تولے پُرفنون اس سے آلودہ کئے تو نے اگر
روئے آسائش کو دیکھ کا تو جہاں اک سر ہو ہے کہیں اندر جہاں منصب دنیا نہیں تو جانتا
راہ حق سے دُور جو تجھ کو کرے اور ڈالے کوئی قرت میں تجھے ہے ہی دنیا سمجھ اے نیک تن
مایہ بدنامی اس کا نام ہے سر بسر ناکامی اسکا کام ہے یہ نہاں ہر لحظہ خاص وعام ہے
واسطے اُس نہ ہر کے تودن رات ہو گا تو کب تک خراب الحکیمات منصب دنیا ہے وہ جس نے دیا
منصب دنیا ہے وہ اے پُرفنون اس طرح جس نے کیا تجھ کو زیوں خوش ہے وہ مقبول جس نے پا کھو
اور اس حلو و دناسے اے فنا منہ کو اپنے کچھ نہیں شیریں کیا خوش ہے وہ دانا کہ جویاں چھو کر
مار کر اس پر وہ اپنے پشت پا خلد میں چون شاہ مردان کیگیا مثنوی میں مولوی معنوی
ترک دنیا گیر تا سلطان شوی ورنہ ہم چون چرخ سرگرداں شوی چھوڑ دینا کو کہ تا سلطان ہوتو
زہر دار درد درد دنیا چومار اگر چہ دار داز برون نقش نگار زہر ایں مار نقش قاتل ست
زہر قاتل ہے یہ مار نقش وار بھاگتے ہیں اِس سے جو ہیں ہوشیار زہر سبب فرمود شاہ اولیا
اِس سبب کہنے میں شاہ اولیا میں وہ مقبول ولی و انبیا حب دنیا راس کل خطیہ
حب دنیا سب خطا و نکاہے سر ترک دنیا سر ہے طاعت کا پر چھوڑ دینا کو جو تو ہشیار ہے
پہلے تو تحصیل ہی اسکے تو یار کھینچے محنت اور زلت بیشمار بعد اسکے چھوڑ کر پھر راہ لے
اس میں اول تو سزاوردی محنتیں اور آخر میں ہوں حاصل حشریں اہل دنیا الغرض یاں اور وہاں
یا الہی مجھ کو بھی ہر خدا الفت دنیا نے دوں رکھ بجا حب منصب جہاں جہاں جہاں مال
حب مولیٰ حب حق حب خدا مجھ کو اب ہر محمد کر عطا غیر کی الفت سے کر کے مجھ کو دور ہر دم دہر لحظہ طور کھ اپنے حضور

اس میں بیان ہے کہ آدمی کو چاہئے کہ خلق کے بھلے بُرے کہنے پر خیال

نہ کرے اور موافق حکمِ خدا و رسول کے کہے جاوے

گرتو چھوٹا خلق میں خلقت سے اب بد زبان خلق سے چھٹتا ہے کب کون ہے بد زبان سے ہو بچا حق پرست ہو یا کہ ہو سے خود نما

گو کہ ہوں تجھ میں کرامتیں ہزار اور ہو گھوڑے پہ گرتو بھی سوار گریز میں سے آسمان تک تو اڑے پر نہ طعن خلق سے ہر گز بچے

گر سکے کوشش سے نالہ بند تو پر نہ بند ہووے زبانِ عیب جو جمع ہوں اہل نفاق پس میں جب اہل تقویٰ کی بدی کرتے ہیں سب

تو خدا کی بندگی سے منہ نہ موڑ کہنے دے جو کچھ کہے خلقت کو چھوڑ چاہئے راضی ہو بندے سے خدا غیر کی راضی و ناراضی سے کیا

حق سے برا اندیش کب آگا ہے خلق کے غوغا سے وہ میرا ہے چھٹ سکے ہے ان سے کب توڑے دی گو کرے سوجیلے اور از حد سعی

چھوڑتی ہے خلق کب پیچھا ترا گر چہ تندی پر کرے تو لاکھ ہا جو کوئی گوشہ کرے ہے اختیار اختلاط خلق سے رکھتا ہے عار

یوں کہیں اسکو کہ ہے یہ کرو یو آدمی سے بھاگتا ہے مثل دیو اور جو ہوئے خندہ رُود خوش ادا اسکو کب جانے یہ نیک اور پارسا

اور جو کوئی ہو غنی اور کامراں اسکو بولے میں یہ فرعونِ زماں اور جو کوئی مرد درویشِ نکو فقر و فاقے سے کوئی سختی میں ہو

یوں کہیں اس کو جو یہ ناچار ہے اسکی بد بختی کا یہ ادا بار ہے اور جو کوئی کامراں تقدیر سے رتبہ شاہی سے اپنے گھر پڑے

خوش کہیں کب تک ہو یہ گردن کش ہو خوشی کے بعد آخر ناخوشی اور جو کوئی مفلس و مسکین فقیر تنگ دستی سے وہ ہو جلوے امیر

کھولیں حق میں اسکی کہنے سے زماں ہے یہ دوں پر در فر و مایہ زماں ہاتھ میں دیکھیں جو تیرے کوئی کا سمجھیں تجھ کو بس حریص اور دنیا دار

اور جو بے کاری کرنے تو اختیار سب گدا پیشہ کہیں اور پختہ خوار اور جو نوناہوں میں ہو بولیں تجھے حق و حق و بقی سدا کرتا ہے یہ

اور جو خاموشی کرے تو اختیار نفس دیواری کہیں تجھ کو پکار اور کہیں نامرد جو ہو برد بار ڈرتا ہے ہر شخص سے تو زنیہار

اور دلیری مروی گرتو کرے تجھ کو دیوانہ سمجھ بھاگیں پرے اور کم کھا دیں کریں طعنے اُسے مال اسکا ہے یہ اوروں کیلئے

اور جو ہوشِ خوراک خوش لباس تن شکم پرور کہیں اسکو یہ ناس یہ کہ زینت باتمیزوں پر ہے مار

اسکو بول طعنہ کریں یہ حیا ہے یہ بد قسمت نہ پنہ اور نہ کھا اور جو گھرا چھا بناوے نقد دار خوش لباس اور خوش وضع ہو باقالہ

اُس کو دیں طعنہ کہ اپنے کو جوان رکھتا ہے آراستہ مثل زناں جو مسافر ہو نہ کوئی عمر بھر مرد اسکو کب کہیں اہل سفر

یعنی ہے زن کی بغل میں بیڑا کسی طرح عقل و ہمت آوے بجا اور کریں اہل سفر کو یوں خطاب بخت برگشتہ پھرے ہے یہ شراب

یعنی یہ صاحب نصیب ہو تا اگر پھر تا کیوں شہر و شہر و در بدر مرد بے زن کو کہیں یوں خرویدیں اسکے پھر نیسے ہے رنجیدہ زمیں

اور کرے گریز کوئی کہتے ہیں یوں پڑ گیا دل میں سر سے خرے جوں گر کسی سے بُرد باری تو کرے یہ کہیں غیرت نہیں ہے کچھ اسے

اور سچی کو یوں کہیں کر اب تو بس ہاتھ تیرے ہو گئے کل کو پیش و پیش جو ہو ا قانع بنانِ خشک و دلن رات دن کرتی ہے طعنہ اسکو خلق

باپ کے جوں یہ بھی آخر سفلہ مرد جائیگا دنیا سے با فوسوں درد کو نہ ہے جو زباں سے جو بچا باخوشی کچھ سلامت میں رہا

جب نہ چھوٹے ہاتھ سے حضرت نبی دشمنوں کے کیا حقیقت اور کی بے خدایے مثل بے انباز و بخت کیا کہا نرسانے اسکو اتنے سنگت

تجور اور بیٹا مقرر کر دیا	مرکب عسکری کو اس کا بر ملا	پاک ہے وہ ذات ازوجہ ولد	اَلْیَوْمَ لَکُم یُؤْتِکُمُ اللّٰهُ الْفَتْحَ
کب چٹھے کوئی کسی کے ہاتھ سے	مبتلا کو صبر ہر دم چاہئے	کب کوئی یاں جو مرد سے بچا	نیک ہو یا بد بُرا ہو یا بھلا
کہنے سننے خلق پر مت کر دھیان	صبر کر کے غصہ سے من یہ داستان	گرتے تو دل سے ہم میرے یاں	خلق کے ہاتھوں سے حب پاؤں
حکایت بوڑھے مرد بوقوف کی			
ایک بوڑھا مرد تقاب سے شعور	عقل کے غم سے تھا وہ جینے سے دور	ناگہاں غم سرفراں نے کیا	ساتھ بیٹے کو بھی اپنے لے چلا
ایک گھوڑی پاس تھی اس پر کے	ہو سوار اس پر کیا رتنے کو طے	تھا پس اس کا پیادہ در رکاب	ہر دو باہم در کلام و در خطاب
بل گیا جو اک گروہ رہ رواں	یہ کہا سب کہ اے بوڑھے میاں	خود سوار ہو کر کے طے کرتا ہے تو	رحم بیٹے پر نہیں کرتا ہے تو
باری باری چاہئے ہونا سوار	تاناہو تو اور بیٹا تھک کے زار	پیر نے جب یہ سنا اس کا کلام	ہاتھ میں بیٹے کے دیکر تب لگام
کر دیا گھوڑے پہ بیٹے کو سوار	خود پیادہ ہو لیا زار و زار	سامنے اک خلق آگئی	دیکھ اس کو مارنے طعنے لگی
بے غیب بوڑھا ہے بے عقل و شعور	ہے بیخبطی یا کہ جنوں بالضرور	طفل کو بے عذر رکاب کر دیا	خود ضعیفی میں پیادہ ہو لیا
راہ طے آسان کرے طفل اوجواں	پیر ہواک کوس میں بس ناتواں	یہ نصیحت جو سنی اس پیر نے	طعنہ پہلوں کا بھی یاد آیا اُسے
کر کے دونوں قول کے برعکس کار	ایک گھوڑے پر ہوئے دونوں سوار	سوچ یوں گھوڑے کو اب تکفین دیں	تاکہ پھر طعنہ سے اور کچھ نہیں
اتنے میں اور اک جماعت آگئی	جھٹ ملامت پیر کو کرنے لگی	اے سنگرم رحم کر بے زباں	بوڑھا ہو کے تو ذرا ہو مہرباں
چاہئے اک اسپہو دے اب سوار	رکھا اس عاجز پر تو نے دوا کار	یہ ستم اس بیزباں پر کب روا	گر ہے حیوان پر ہے مخلوق خدا
شکر حق کا سواری تجھ کو دی	جہر بانی کرتو اس پر اے اخی	جو سنا بوڑھے نے یہ ان سے بغور	دل میں کی نادانی سے تندہیر اور
یعنی دونوں پھرنو گھوڑے سے اتر	پا پیادہ ہو لئے ہر سفر	گرتے پڑتے جاتے دونوں پائش	جار ہاتھا گھوڑا خالی پیش پیش
اور اک فرقہ ملا اکر براہ	دیکھا اس بوڑھے کو بحال تباہ	گرتا پڑتا جاتا ہے آپ اور پیر	اسپ بھی ہمراہ ہے کوتل مگر
ہے سواری ساتھ موجود ان کے پر	ہیں پیادہ دونوں اور خستہ جاگر	پہلے تو اس کے بڑھاپے پر ہنسے	بعدہ پھر اس کو یوں کہنے لگے
کیوں نہیں ہوتا سواری پر سوار	تاناہوں محنت سے پائیرے نکل	حیف ہے ہونے سواری چھو کر	رچ رکھا اپنے اور بیٹے کے سر
تجھ سا ناداں کوئی عالم میں نہیں	نے سنا ہے اور نہ دیکھا ہے کہیں	اٹے ہوں سب کام جب آئے قضا	عقل و ہوش و فکر سب ہو دیں فنا
عقل کامل پر ہو حاصل خیرگی	فہم روشن پر ہو مائل تیرگی	پیر مرد القصہ حیراں ہی رہا	اور سہرا ہی ہوئے مثل ہوا
جا کے منزل پر کیا سب مقام	وہ رہا رہا میں پڑا بے عقل خام	گر نہ سنا یہ کبھی قول فضول	راہ چلتا ہے ملامت وہ طول
جو کیا ہر قول پر اس نے عمل	راہ چلنے میں پڑا اس کے خل	رکھتا ہے ہر کام میں جو اشتغال	کام میں اسکے ہوں پھر ساقی و قاتل
لغو سے بچتی ہے کب خلق خدا	آپ کو املا دتو ان سے بچا	خلق کے اچھے بُرے کہنے سے تو	رچ و غم میں ڈال مت بس آہو
کہنے سننے پر نہ کر ان کے خیال	کام کر ارضی ہو جس سے زوال الجلال	نیک اور بد پر نہ کر ان کے نظر	کام کا جو کام ہے وہ کام کر

ساقیا! کھو غم دنیا و دین اس آئیں سے تائیں ہوں نذر غم کیں ہونہ دنیا میں خیال انگشتاب اور نہ عقبی میں غم اجر و ثواب
شغل ہو ہر دم خیال یار سے بے خبر ہوں اپنے کار و بار سے ہوں میں یوں اندر خیال عشق یار غیر استعراق کے ہو کچھ نہ کار

اس میں بیان ہے خاموشی کا جو بہتر ہے سب خوبوں و رعوتوں سے انسان کی

کیا ہے دنیا جان اے صاحب کمال یہ جو ہے بچال تیری قیل و قال کھول کان اور بند کر لب از مقال ہفتہ ہفتہ ماہ و ماہ و سال سال
کز تو خاموشی کی عادت اختیار جس سچو جاوے ترادل ہو شیار ہووے بھگی گفتگو اے نیک پے ہو کے وہ زنا گر دہمیں پڑے
خوش نصیب ہوتے ہیں مردانِ خدا بند رکھتے ہیں زبان اپنی سدا کر کے خاموشی بہت سی اختیار کرتے ہیں دل سے وہ یاد رکھار
خاموشی پس ہے مقالِ بلِ حال گر بلا دین تو وہ ہو جاتے ہیں لال بیٹھ جا خاموش ہو کر اے جوان تا خاموشی ہو تری نطق و بنیاں
یوں رہیگا کب تک اے سیر و غر تو گرفتار دروغ اندر دروغ ہوش میں آ اب بھی تو بہر خدا آپ کو گفتار باطل سے بچا
بیٹھ کر خاموشی مجھ پاس اے جوان گوش دل سے سن ذرا یہ داستان تاکہ سو معلوم تجھ کو نہ رہا ہار فائدہ اور نقص خاموشی کا یار

حکایت تمثیل

۳۴ تختا کیں اک بادشاہ عالی جناب ایک بیٹا اسکا تھا نائب مناب شاہ چاہے تھا کہ ہو یہ ذوفنون
اک معلم باہنر تعلیم کو کرد یا شہ نے مقرر نیک خو تاکہ اُس سے سیکھے بیٹا ضرور
چند غرض میں غرض اسکا پسر عالم و فاضل ہوا با کرو فر حل معلومات و مجهولات کے
عقل کامل جو کرے کسب کمال ذوفنون رہ ہووے لا محال چند برسوں میں غرض اے نیک نام
دیکھ کر فضل و کمال اسکا تمام کرتا تھا سو آفریں پر خاص و عام بیک وہ شہزادہ والا حسب
وصف خاموشی کا تھا اسنے پڑھا اسیلے خاموش رہتا تھا سدا علم سے دل پر تھا لب خاموش تھا
بادشاہ نے جو کمال اُس کا سنا پاس اپنے جھٹ لیا اُس کو بلا سا منے اپنے بیٹھا کر باخوشی
وہ پسر خاموش تھا اندر جواب بادشہ اس بات سے حیران ہوا
کر بیاں باعث بے کیا لے باہنر رہتا ہے خاموش کیوں میرا پسر عرض کی اُس نے کہ جسد کہ مشہا
ہو گیا خاموشی حب سے یہ پسر کچھ نہیں اچھی بری کہتا خبر شاہ نے اُس پر معین کر دیئے
کہد یا سب سے یہ جب بولے کلام پاس میرے لاؤ اسی کو و السلام عرض کردن گیا شاہ جہاں
تھا پسر ہمراہ گھوڑے پر سوار در شہ جنگل میں مشغول شکار صید کہ میں ایک تیر تھا نہاں
ناگہاں بولا وہ تیر ایک بار شاہ نے جھٹ کر لیا اسکا شکا شتاہزادہ دیکھ کر یہ ماجرا
جو یہ اسدم جانور رہتا خاموش بند رکھا لب نہ کرتا کچھ خروش صید کب ہوتا نہ یہ گر بولتا

تا ولی عہد اسکو میں اپنا کروں
ہر طرح کے علم و فن اے باشعور
بحث منقولات و معقولات کے
ہو گئی تحصیل اُس کی اختتام
رکھتا تھا ہر گفتگو سے بند لب
مثل دریا زرب لب در جوش تھا
گفتگو کرنے لگا ہر طرح کی
اور معلم کو بلا کر یوں کہا
وصف خاموشی کا اس نے پڑھ لیا
چند مردم تا سخن اُس کا سننے
دست میں بہر شکار و حشیاں
چھوڑا اُس کو شہ ہوا آگے رول
سہنس پڑا اوریوں ندر میوں گھا
کھولا جوب ایک دم میں سردیا

گرنہ اسدم بولتا یہ جانور	قطع کیوں ہوتا اب اسکا نیک	جا کے جاسوئوں نے دی شہ کو خبر	ہو مبارک آپ کا بولا پسر
شاہ نے خوش ہو بہ اکرام تمام	ساتنے اُسکو بلا یا لا کلام	یوں کہا شہ نے پسر سے میر بچاں	جو کہا تھا تو نے کر مجھ سے بیاں
ہویشیاں اُس سخن سے وہ پسر	رہ گیا خاموش لب کو بند کر	شاہ نے گرچہ بہت تاکید کی	شاہزادہ پر نہ کچھ بولا اخی
غصے سے بولا وہ شاہ بے خبر	مروا س کو تازا زانے بے شمر	اُس پسر نے پھر نہ میوں سے کہا	کیا یہ تم باتیں بناتے ہو سدا
ایک دفعہ وہ جانور بولا تھا وال	قطع سر اسکا ہوا اور میں یہاں	اک سخن کہنے سے یہ پائی سزا	اے سخن گوڈر تو از رو نہ جزا
اک سخن کہنے سے دیکھو بغضب	تازا زانے تن پٹھو کھائے ہیں اب	چنی حق و حق بقی حق چرتے ہیں ہاں	دیکھے کیا حال ہو ان کا وہاں
تو بھی اے امداد اب باہوش رہ	تو حکایت کر مئے خاموش رہ	خاشکی کا ہے قلعہ مضبوط تر	صاحب اس قلعہ کا رہتا ہے نڈر
کیونکہ اس عالم میں مسود زریاں	ہوں زباں سے آفتیں کثر یہاں	تادم آخر زاول دم مزین	از دم خود کار خود بر ہم مزین
ساقیا آ۔ ہے کہاں تیر خیال	بے قراری ہے یہاں مجھ کو کمال	آہیں دے خم کے خم منھ سے لگا	جرعہ جرعہ دے کے نرساتا ہے کیا
خم سے بھی تسکین ہونی ہے محال	آج قفل میکدے کو ٹوڑ ڈال		

اس میں مذمت اور بُرائی اُن لوگوں کی ہے کہ مشابہت رکھتے

ہیں ظاہر میں ساتھ فقراد کے اور باطن میں وہ اشقیاء سے ہیں

کیا ہے دنیا یہ ترا اعمال ہے	جَبَّہِشیں روئے شال ہے	یہ مقام فقر خورشید اقباس	ہوئے کب حلس کسی کو در لباس
اس روا وجبہ پر تیرے اخی	مجھ کو یاد آئیں دوست تنوی	ظاہر ت چون گور کا فر پر حلس	فاندر وں قبر خدا ئے عز وجل
از بروں طعنہ زنی بر بایزیدؒ	واز برونت نگ میدار ویزید	ہے ترا ظاہر خباثت سے بھرا	جس طرح ہو گور کا فر پر بلا
اور تیر اندرون اے پسر	ہے بھرا قبر خدا سے سر بسر	رکھتا ہے ظاہر سے تو طعنہ سدا	بایزیدؒ پاک پر اے بے جبا
اور باطن سے ترے اے جاں بلید	سو حیا اور ننگ رکھتا ہے یزید	اُس ریا کو آپ سے کر کے بعید	پاک لوگوں کا طریقہ اے پلید

حکایت حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی

ایک کوچہ ننگ میں سے بایزیدؒ	جاتے تھے اتنے میں اک کتا پلید	ناگہاں اُنکے برابر آگیا	اپنے دامن کو لیا اُس سے بچا
یک بیک کتے نے کھولے اپنے لب	عرض کی اُس نے کراے مقبول رب	اپنے دامن کو بچا یا کس لئے	مجھ سے اب اسکا سبب سن لیجئے
خشک ہوں گر میں تو ہے کچڑا بھی پاک	اور جو ترسوں تو ہو دھونے پاک	اور جو دیکھے اپنے اندر غور کر	وہ جنابت تجھ میں ہے اے باخبر
سات دریاؤں سے بھی دھو کھو اگر	پاک کب ہو اُس سے تو اے بہرہ ور	یہ لگے کتے سے کہنے بایزیدؒ	تیرا ظاہر میرا باطن ہے پلید
اگر میں آپس میں ہم تم دوستی	خوب گذرے گی بہم میری نری	عرض کی کتے نے اے سلطان دیں	دوستی کے میں ترے قابل نہیں

میں ہوں مردود اور نومعول ہے	تیری میری اب بھلا کیونکر ہے	دیکھتا ہے مجھ کو جو کوئی بشر	دور سے مارے ہے پتھر بے خطر
اور تجھ جو دیکھتے ہیں خاص دعاء	کرتے ہیں تعظیم سجد اور سلام	اور یہ ظاہر ہے کہ میں رکھتا نہیں	کچھ ذخیرہ وقت اگلے کا کہیں
اور تجھ پاس ایک مشکا ہے بھرا	آرد گندم کا اے مرد خدا	مجھ میں تجھ میں دوستی کس طرح ہو	میں پلید اور تو ہے پاک اے نیکو
رو پڑے سکر کے یہ وہ پاک دیں	وائے میں گنتے کے بھی قابل نہیں	آہ کیونکر ہونگا پھر میں بے خلل	قابل درگاہ حضرت لم یزل
پاک لوگوں کا تو ایسا حال ہے	اور یوں نیرا خدیت اب فال ہے	میرا ثانی کوئی عالم میں نہیں	عالم و زاہد ولی اور پاک دیں
اور حقیقت میں ہے یہ حال آپ کا	جس سے شیطان بھی ماں چاہے خدا	دست بر تسبیح درد لگاؤ خیر	ای جہنم تسبیح کے دارد اثر
ہاتھ میں تسبیح دل میں گاؤ خیر	ایسی کب تسبیح رکھتی ہے اثر	ہاتھ سے تسبیح کو تو دور کر	ذکر دلبر سے تو دل معمور کر
پھونک دے اس جگہ ناپاک کو	اور عصا و شانہ و مسواک کو	ظاہر اور باطن تر اگر ایک ہو	پاؤں پیشک جب تو حق کی راہ کو
مختلف ہو ظاہر اور باطن اگر	تیرا ہو جاوے جہنم میں مقرر	تو بھی اے اعدا اب حق کیلئے	بیخودی میں اب خودی کو چھوڑ دے
ہے خودی میں جتنک تجھ دے نو	ہو تو بخود دیکھ تو خود ہے ہو بہو	خود ہے تو کس کی کرے ہے جستجو	تو حجاب اپنا ہوا ہے آپ کو
آپ کو اپنے میں اول دیکھ لے	غیر کو ترک بل اس یار سے	معرفت پیدا ست از عرفان خوش	گر شناسی خویش را گشتی ز خویش
سنا یا وہ پنچو دی کا جام لے	جس میں اپنے میں اول آپ سے	آپ کھو کر محو ہوں درشن یار	محو اندر محو ہوں میں زینہار
	نام عین رسم آثار اپنا سب	ہو فنا اندر فنا یک لخت اب	

۳۲

اس میں بیان ہے کہ خدائے تعالیٰ کو صرف خدائی کے واسطے پوجے نہ طمع جنت کیلئے اور نہ خوف دوزخ سے

کیا ہے دنیا جان اے نیکو منت	یہ عبادت ہے نری بہر بہشت	ہے ہی نزدیک الہی دل مقرر	دین گھٹا ناجان تو اے بہرہ ور
یعنی مزدوری عبادت پر یہاں	مانگتا ہے حق تعالیٰ سے وہاں	جا حدیث ماعبد تک اے پسر	تو کلام مرتضیٰ سے یاد کر
یعنی فرماتے ہیں یوں حضرت علیؑ	عاشق حق نائب حضرت نبیؐ	اے خدائے خالق ہر دو جہاں	ہے تو ہی مطلوب مجھ کو ہر زمیں
پوچتا ہوں اب نہ تجھ کو اس لئے	طمع جنت اور نہ خوف نار سے	پوچتا ہوں تجھ کو نیرے واسطے	ہر طرح تیری رضا مطلوب ہے
جب نہ پایا میں کہیں تیرے سوا	پوجنے کے لائق اے میرے خدا	پس میں پوچتا تجھ کو کیا جان کر	غیر کی الفت کو کی دل سے بدر
لیتی ہے طاعت پہ اجرت یہ گروہ	رکھتی ہے اجرت کی طاعت پنکروہ	آرزو اجرت کے عملوں پر اگر	رکھتا ہے تو ہے یہ مگر امی تیر
واسطے حق کے ہے کب اے پرخل	طمع اجرت کے لئے ہے یہ عمل	یاد آئی اک مثال اس پر مجھ	ہوش کر کے سنی تو اسکو غور سے
حکایت محمود بادشاہ غزنوی اور ایاز غلام کی			
کہتے ہیں اک شخص نے محمود کو	یہ دیکھنے کہ اے مرد نکر	ہے ایاز ایسا نہ کچھ صاحب حال	جسے تو عاشق ہے یوں اے بالکل

سننے ہی اس بات کے محمود شاہ	اُس سے یوں کہنے لگا اے نیک	اُسکی خوئے نیک پرہوں میں فلا	اور نہ عاشق اسکے رنگ و روپ کا
نقل ہے ایک دن کہ وہ جانا تھا شاہ	ایک کوچہ تنگ کو عز و جاہ	ساتھ اُسکے تھے جو اہر سے بھرے	چند صندوق اونٹوں کے اور دھڑے
انفاقا گھا کے ٹھوکر اک شتر	اُس گلی میں گرو پڑا اے بہر دور	گرتے ہی اُس اونٹ کے اچھا کھے	ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے صندوق کے
ہو گئے اک لخت واں اُس سے بدر	لعل و یاقوت و زمرد سیم و زر	دیکھ کر اس حال کو محمود شاہ	لوٹنے کا حکم دے کر چل دیا
سننے ہی یہ حکم جو ہمراہ تھے	ایک بیک سب لوٹنے پر پڑ گئے	چھوڑتے کو سب سب پیادہ مار	لوٹنے پر پڑ گئے بے اختیار
اور رہا ہمراہ نہ کوئی شاہ کے	رہ گیا پر اک ایاز اے نیک پے	دیکھ کر سلطان بولا اے ایاز	تو نے بھی بولا ہے کہ مجھ سے تو راز
عرض کی اُس نے کہ اے سلطان دیں	جسکی سب نعمت اُسے لاتا ہوں میں	دور ہو کر اب تری خدمت سے میں	کچھ نہیں حاصل کیا نعمت سے میں
قربت سلطان حاصل ہو جسے	چھوڑا سکو پھر کیوں نعمت کو لے	بے طریقت کخلاف اب یہ کہ یار	غیر حق کو حق سے مانگے زینبار
اُس سے زیادہ کون ہے بس ادب	جو سوا حق کے کرے حق کی طلب	نفس پرور ہے جو رکھے کچھ نظر	دوست سے جو دوست کے احسان پر
تو جو کرتا ہے عبادت بے شمار	واسطے حق کے ہے کب لے نابکار	نفس کی خواہش سے کرتا ہے ضرور	یعنی بہر جنت و حورو و قصور
خواہشات نفس میں یہ سب کسب	زید کے پڑے میں کرتا ہے طلب	کہتا ہے پوجوں ہوں میں اللہ کو	خواہشات نفس کو پوجے ہے تو
اجر عابد چاہے طاعت پر اگر	ہے وہ طاعت گر سمجھ اے پیگر	اجر پر کب تک تو ہے امیدوار	بہتر اس سے اجر کیا چاہیگا یار
اُس نے فضل و لطف سے تجھ کو فنا	اپنی خدمت کے لئے پیدا کیا	باوجود آلودگی کے قدر ترا	اپنی قدرت سے عزیزین کر دیا
اور اس قدر ترے اے با وفا	خلعت عرفان کیا آراستہ	ساقیا آدے وہ جام بیقرار	جس سپہوں میں جوانمرد روئے یار
ہوں میں یوں دنیا نے دُور سے پیغمبر	نے امید غلہ نے خوفِ سفر	خدا اپنی مظہیر لطف و جمال	ادرج ہم کو ہے ظہوراتِ جلال

اس میں بیان ہے چھوڑنے کا ماسوا کے اور شائق ہونا طرف شراب طہور کے۔ مراد اس سے محبت الہی ہے

عمر ضائع اور قضا میری ہوئی	اے ندیم اب بہر حق اٹھ تو سہی	تا کہ پیمانوں میں اپنے وقت کو	را نکال گذرا ہے جو اے نیکو
کر عطا بہر خدا اک بھر کے جام	اُس شراب پاک سے اے نیک نام	ہے خوشی کے درد کی بیشک کلید	اُس سے من رکھ بہر حق مجھ کو عبید
اور رہا ساقیا ارجح کو	فید سے رنج و الم کے جلد نو	اور چھپر اجلہ دی خدا کی واسطے	تن بدن کو رنج و غم کی قید سے
اس خراب آبادیوں میں مرا	خافہ و مدر سے سے دل اٹھا	نے تو مجھ کو نفع خلوت سے ملا	اور نہ کچھ اب سیر سے حاصل ہوا
دیرو کعبہ میں پھر اسرار تا	نے ملا مقصود دل کا کچھ تپا	اب بہت سچپی ہوں بے ستیا	سو مری مشکل کا تو مشکل کشا
بس شراب بے خودی مجھ کو پلا	قید سے تائیاں کی دل چھوٹے مرا	وہ جو عالم سے اس عالم کے سوا	ہے وہی درکار مجھ کو ساقیا
ایک عالم چاہوں اس عالم سے اور	ہو نہ الا اس سے اُس عالم کا غور	تا کہ ہوں مقصود دل سے بہر دور	خاک ڈالوں مستی موہوم پر

آہ و نالہ تو ردِ عمل ایسا کروں
خلق میں کس حشر سابر پا کروں
آتشِ مٹی سے اک شعلہ ہے یار
اجس شرارِ پاک کا نور آشکار
پس بلا لاکر کے وہ مجھ کو شراب
جس سے واپس ہو مرا عہد شباب
اٹھ کہیں بہرِ خدا ہو جلوہ گر
صبح ہونے آئی اب منتِ دیگر
مطر باکچہ کہ یہ میری التجا
رائگاں گزری ہے درِ رنج و غنا
کریاں کچھ یار کی باتوں سے
دل مرا اس ہی ہے غم میں مبتلا
بادِ و تے سے تو اٹھ کر مطربا
مجھ کو اشعارِ عرب سے کچھ سنا
آہ کب تک میں کروں آہ و فغان
ایک بھی سنا نہیں وہ جانِ جاں
پھر سنا مجھ کو وہ نظمِ مستطاب
جو کی تھی مٹی نے درِ عہدِ شباب
مطر با اب بہرِ حق اٹھ تو سہی
کچھ بھی طاقت اب نہیں مجھ میں رہی
اور کہہ کوئی تو بیتِ مثنوی
از حکیم مولوی معنوی
بشنواز نے بشنوا صاحبِ نفس
کز جہادے نالہ شنیدست کس
ہو مخاطب اٹھ کہیں اے بہرِ
سب زباں سے تو مجھے آکاہ کر
دل مرا غافل ہے اپنے حال سے
ہے سدا مشغولِ قیل و قال سے
اور کہتا ہے کہ ہواس سے سوا
یعنی پامیں بڑی ہے حرص و ہوا
ہے غفلت سے مدہوشِ اسفند
آپ کی بھی کچھ نہیں رکھتا خبر
قبہ فہمہ مارے ہیں کافرِ برملا
دین اور اسلام پر اسکے سدا
غیرِ دلبر کو تو دل سے دور کر
یعنی یہ حرص و ہوا و حُبِ غیر
سب یہ تہانے ترے ہیں اور دیر
دل میں جب تک تیرے حُبِ غیر ہے
مل نہیں سکتا تو اپنے یار سے
غیر سے تو خالی گھر کو جلد کر
نورِ دلبر تا ہواس میں جلوہ گر
الغرض امداد تو اپنی کتاب
ختم کرو واللہ اعلم بالصواب
ختم کر بھی ہوئی جب ختم یار
جب ہوئی یہ مثنوی یار و تمام
رکھ دیا اسکا غدا لے روح نام

خاتمة الكتاب

علمِ نظم و نثر بھی رکھتا نہیں

کر دیا ہے یہ جو کچھ مٹی نے بیاں
شاعری سے مجھ کو کچھ بہرہ نہیں

بعد اسکے مٹی لو اب اے دوستاں

پاٹھے مقصود دل اُس یار سے ہے نہ مطلب خوبی استعار سے	شاعری سے کچھ نہیں ہے کچھ کلام	چاہتا ہوں یہ کہ ہوئے فیض عام
سکے یہ زیادہ پر عشق عاشقان اور ہوئے دور فریق فاسقان	شاعروں سے کچھ نہیں ہے انتجا	عرض ہے اہل صفا سے یہ ذرا
جو کہ دیکھیں اس میں کچھ ہو خطا	دین بنا اپنے کرم سے بڑ ملا	کر کے اپنے لطف و احسان پر نظر
	امیں دیں اصلاح بخوف و خطر	

نتیجہ

نکتہ قابل یاد ہر ذرہ اسم ذات اللہ کا مظہر ہے اور ہر چیز سے نام مبارک اللہ ظاہر ہے

رباعی

ہر چیز کہ خواہی عددش گیر دوبار
پس از طرح ششم جو باقی ماند
یک ساز زیادہ و سہ چنداں بشمار
در بست و دوم ضرب کردہ اللہ برابر

تفصیل اس اجمال اور تحلیل اس اشکال کی یہ ہے کہ خالق اکبر کے اسم کی ظاہریت اور مخلوق اصغر کے اسم کی مظہریت اس صنعت سے بالبدست یوں ظاہر ہے کہ جس وقت منظور ہو کسی شے سے نام مبارک اُس صانع حقیقی کا تو اس چیز کے عدد بحساب ابجد نکالئے اور اُن اعداد کو دو چند کیجئے اور اُس میں ایک ملا کر تین میں ضرب دیجئے اُس کے بعد چھ سے تقسیم کیجئے جو باقی رہے اُس کو بائیس میں ضرب دیجئے۔

اعداد ذات باری ہو پیدا ہوں گے۔ مثلاً اگر تم چاہیں کہ ولی سے اعداد ذات بحت پیدا ہوں تو بحساب ابجد عدد ولی کے چھیا لیں ہوئے اُس کو دو میں ضرب دو بانو لے ہوئے اس میں ایک ملا کر تین میں ضرب دو (۲۷) ہوئے کو چھ سے تقسیم کیا تین باقی رہے اُس کو بائیس میں ضرب دو اعداد ذات مقدس (۶۶) پیدا ہوئے اور یہی مطلوب ہے و علیٰ ہذا القیاس من سائر الاسماء الغیر المتناہیۃ المستخرجة محمد جعفر علیٰ لکینوی سلمہ اللہ

تاریخ وفات شاہ عبدالغنی صاحب دہلوی مرحوم

عالم و عارف شہ عبدالغنی

کرد چوں جملہ مراتب عمر طے

ابن ندآمد ز ہر سو غم فزا

داد جاں عبدالغنی باجلوہ سے ۱۲۹۴ھ

تاریخ وفات مولانا محمد یعقوب صاحب دہلوی مرحوم

بست و ششم ذیقعدہ جمہ کو

چلدئے جنان کو یعقوب

ماہ ہدا ہوا آہ غروب ۱۲۸۲ھ

رو کے کہا سب نے کہ جہاں سے

رسالہ دردِ غمناک

از شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر کی قدس سرہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سنو یار و عجب قصہ بہارا
سناتا ہوں تمہیں اُس کو سراسر
گذرتا ہے جو مجھ پر ان دنوں حال
پڑا سوتا تھا میں خوابِ عدم میں
سو اکر عشق نے مجھ کو جگا یا
کچھ ایسا اسنے پھر نقشہ دکھایا
عجب اک عشق نے رنگت دکھائی
مرا اک دلبر سے دل گیا مل
اٹھا کر زلف رخ اپنا دکھایا
یکایک لیگیا وہ جانِ جاناں
چمک اک حسن کی دکھلا کے مجھ کو
ہوئی زلف اُسکی آمیری گلو گیر
کچھ ایسا دام گیسو میں پھنسا یا
شرابِ شوق کا اک گھونٹ دیکر
جنوں نے آلباسِ نن کو کرچاک
خزانہ مفلسی کا مجھ کو دے کر
غم و درد و الم کی فوج کر ساتھ
خراب آباد کے قلعہ میں لا کر
وزیر اک کر کے نادانی کا ہمراہ

بیاں کرتا ہوں میں جو غم کا مارا
گذرتا ہے جو کچھ اب میری جان پر
نہ تھا کچھ اس سے پہلے غم کا جنجال
نہ تھا کچھ مبتلا ہستی کے غم میں
جگا کر سو مصیبت میں پھنسا یا
کہ جس نے مجھ کو سو دائی بنایا
کہ جس میں عقل تک میں نے گنوائی
ہوا تیغِ نگہ سے اس کے بسمل
بلا میں عشق کی مجھ کو پھنسا یا
قرار و صبر ہوش و جملہ ساماں
کیا بیخود بھلایا مجھ سے مجھ کو
کیا مجھ کو وہیں بس طوق و زنجیر
گو یا قید دو عالم سے چھڑایا
کیا رسوا مجھے عالم میں در در
پنہائی مجھ کو عریانی کی پوشاک
رکھا اک تاج رسوائی کا سر پر
دیا اک آہ کا جھنڈا مرے ہاتھ
بٹھایا بیخودی کے تخت اوپر
بنایا عشق کی اقلیم کا شاہ

ہزاروں غم کی لا آتش لگائی
 گیا اس دن سے سونا اور کھانا
 اچی جس کے ہودل میں دردِ فرقت
 وہ کیا جانے ہے اس دردِ عالم کو
 اٹھا چھاتی میں دردِ عشق جس کی
 پڑا جو غم کا لشکر دل پہ آٹوٹ
 تڑپ کر غم میں شب کو صبح کرنا
 وہ جن آنکھوں میں خارِ ہجر ہووے
 کیا سب بھول کھانا اور پینا
 لگی کہنے مجھے خلقت دیوانہ
 سمجھ کر مجھ کو سودائی جہاں نے
 غرض دیوانہ مجھ کو جان کر کے
 مرا اک کھیل خلقت نے بنایا
 کہوں میں آہ کس سے اس الم کو
 کہاں جاؤں کہوں کس سے حقیقت
 وہ کیا جانے ہے اس دردِ عالم کو
 وہ جانے اس تڑپنے کے مزے کو
 جو اپنے دل کے دلبر سے جدا ہو
 وہ جانے اس تڑپنے کی حقیقت
 کروں میں آہ غم کا کس سے اظہار
 یونہی کہتے ہیں اپنی اپنی سارے
 اگر ظاہر کروں حالِ درونی
 جو میں ظاہر کروں سوزِ جگر کو
 دکھاؤں بے کلی اپنی کو میں گر
 جو آئے دردِ دل اپنا زباں پر

میری سب عیش کی پوجی گنوائی
 ہوا میں غم کے تیروں کا نشا نا
 اسے کیا ہووے خوابِ غور کی فرصت
 وہ دیکھا جس نے ہو فرقت کے غم کو
 اسے پھر نیند کس کی بھوک کس کی
 متاعِ صبر و تسکین لیگیا لوٹ
 صبح سے شام تک رو رو کے مرنا
 بھلا وہ عمر بھر کیوں کر نہ رووے
 پڑا مشکل مجھے اب اپنا جینا
 کسی نے درد کو میرے نہ جانا
 کیا ٹٹھا ہر اک پیرو جواں نے
 ہووے گردِ آمرے لڑکے شہر کے
 تماشاں کو بھی وہ لیکن نہ آیا
 سمجھتا ہے ہر اک سودائی مجھ کو
 کوئی مہدم نہیں جز دردِ فرقت
 نہ دیکھا جس نے ہو فرقت کے غم کو
 گذر جس دلیں حضرت عشق کا ہو
 وہی اس دردِ غم سے آشنا ہو
 کہ ہو جو مبتلائے دردِ فرقت
 غمِ فرقت سوا کوئی نہیں یار
 نہیں واقف کوئی غم سے ہمارے
 بناؤں ایک عالم کو جنونی
 کروں شرمندہ دوزخ کو شر کو
 تو اک ہلچل پڑے عالم کے اندر
 پڑے آفت کا ٹکڑا ایک جہاں پر

حقیقت دل کی گراپنے دکھاؤں
 نہ کہہ سکتا ہوں کہ اب کیا کروں میں
 ہوئی ایسے ستمگر سے محبت
 نظر پتا ہوں میں جس کے غم سے ذرات
 ارے یار و کہو ہو جس کو الفت
 محبت نام جس کا یاں رکھا ہے
 کہے ہے عشق جس کو ساری خلقت
 ارے یار و کسی کو دل نہ دیجو
 کیا جب عشق نے بیتاب مجھ کو
 کہ صبر آئے دل غمگیں کو کیوں کر
 نہ دیکھے جب تک دیدارِ دلبر
 سوتیرے عشق میں اے دلکے دلبر
 کہ اک تو سر پہ افلاک الم ہے
 بے چاروں طرف فوجِ دردِ گہرے
 یہ آکر ناتوانی نے کیا زور
 جنوں نے مجھ پہ کی اگر چڑھائی
 کیا وحشت نے آکر جب مجھے تنگ
 جو آکر مجھ کو رسوائی نے گھیرا
 پڑی یہ مجھ پہ فوج بے قراری
 ڈبوتے ہیں ادھر اشکو نیکے نا۔ لے
 ہوا ہے ہاتھ سے عاجز گریباں
 لگاتا ہے سدا سوزِ جگر آگ
 بچوں کیوں کر کہو اب اس بلا سے
 کروں میں صبر اب کس کس بلا پر
 کہ تیرے عشق نے مجھ کو ستایا

ہمسوں میں اور عالم کو رلاؤں
 نہ ہو سکتا ہے جو چپ ہی رہوں میں
 نہیں ہے اس میں اصلا بوئے الفت
 خبر اس کو نہیں ہیہات ہیہات
 مصیبت ہے مصیبت ہے مصیبت
 بلا اوپر بلا اوپر بلا ہے
 قیامت ہے قیامت ہے قیامت
 جو دو امید جینے کی نہ کیجو
 کہا میں نے یہ اس پیارے سے رورو
 ہو تسکیں عاشق مسکیں کو کیوں کر
 قرار اور صبر ہو دے اسکو کیوں کر
 ہوا ہے حال میرا حد سے ابتر
 تلے پاؤں کے پھر دریا ئے غم ہے
 سدا آہوں کے مارے تیر میرے
 کیا تاب و توان کا مار کر بھور
 میری سب ہوش کی پونجی لٹائی
 گئے اس کے سبب ناموس اور ننگ
 لیا عزت کا سب اسباب میرا
 متاعِ صبر لی ہے لوٹ ساری
 لگے ہیں اس طرف آہوں کے بھالے
 ہے گریاں سیلِ اشکِ غم سے داناں
 میرے پیارے بنا جاؤں کہ بھر بھرا
 میں ہوں اک اور ہزاروں خونکے پیا سے
 ہے بہتر جاؤں اس غم سے کہیں مر
 مرے دل کو بھر اک دشمن بنایا

اجی جس کا ہو دشمن دل سا پیارا
خدا کی واسطے جلدی خبر لے
جو اپنی جان کی جاں سے جدا ہو
اگر آنے میں ہو گی دیر نہجھ کو
کہ بس جب پاس اپنے دلربا ہو
طیب درد دل ہے گا مرا تو
جو کوئی عشق کا بیمار ہو دے
میں دام زلف میں تیرے پھنسا ہوں
محبت میں بلا کی جو پھنسا ہو
خدا کے واسطے جلدی سے آؤ
لگائی تھی جو نوہم سے پیارے
جو تھی منظور کرنی بے وفائی
کوئی ایسا بھی کرتا ہے پیارے
اگر یہ بیوفائی جانتا میں
بہت سرمہ نے رگڑا خاک پا سے
ہر اک صورت سے میں نے غم اٹھایا
ہوئی ہے کیا خطا اب مجھ سے جانی
اگر تقصیر مجھ سے کچھ ہوئی ہو
نظر مت رکھ مری تقصیر پر تو
میں جانوں ہوں نہیں ہے چاہ تجھ کو
دوا اب کیا کروں اے میرے دلدار
نہیں لگتی ہے بھوک اور پیاس مجھ کو
خدا کے واسطے اب مت ستم کر
اگر رونا مرا خوش آؤ تا ہے
تو درد و غم سے نت روتا رہوں گا

بچے کیوں کر کہو پھر وہ بچہ سارا
کہیں یہ آپ خوں اپنا نہ کر لے
نہ کیوں اس زندگانی سے خفا ہو
نہیں پانیکے زندہ پھر تو مجھ کو
فنا ہونے سے پہلے وہ فنا ہو
کروں کس سے علاج اپنا بتا تو
علاج اس کا نہ جز دلدار ہو دے
خلاصی تو بتا میں کس سے چاہوں
وہ جز دیدار دلبر کب رہا ہو
تڑپ اور بیقراری کو مٹاؤ
پھر آتے کیوں نہیں ہو مگر ہمارے
تو کی تھی مجھ سے پھر کیوں آشنائی
تڑپتا چھوڑ عاشق کو سدھارے
تو پھر کیوں خاک درد چھانتا میں
نہ گذرا تو مگر اپنی ادا سے
ولے تجھ کو نہ مجھ پر رحم آیا
جو پہلی سی نہیں ہے مہربانی
خدا کے واسطے تم بخشد بگو
کرم پر اپنے پیارے کو نظر تو
کہ میری کچھ نہیں پرواہ تجھ کو
ہوا ہوں عشق کے ہاتھوں سے ناچار
کیا جینے سے اب بے آس مجھ کو
خدا کے واسطے اب تو کرم کر
یہ درد و غم تجھ کو بجاؤ تا ہے
تری الفت میں جی کھوتا رہوں گا

جو ہو گا شعلہ رخ کا ترے دھیان
جو یاد آئیگی وہ زلفِ پریشاں
تصور تیری پیشانی کا گر ہو
جو آئے تیرے گوش و چشم کا دھیان
خیال اس تیغِ ابراد کا اگر ہو
تصور تیری مثرگاں کا گر آئے
در دندان کو تیرے یاد کر کے
جو خالِ رخ کا ہو تیرے تصور
جب آوے یاد تیرا قد و قامت
ترے ناز و داد کی یاد کر چال
وہ تیرا یاد کر آرام و بستر
میں یاد اس شمع رو کو جب کرونگا
جو ہو گلزار تن زخمِ جگر سے
تری تیغِ نگہ کا قتل ہوں گر
غرض جو روحِ وفا سارے سہوں گا
ترے غم سے نہیں خالی رہوں گا
نہ ملیٹھوں چین سے تجھ بن کبھو میں
اگر پوچھ کوئی یہ مجھ سے آکر
نہ ہرگز حالِ دل اپنا کہوں گا
نہ چھوڑوں گا کبھی الفتِ تمہاری
ذرا اس ناز اور غمِ زلے کو دیکھو
رہو پردہ میں یوں بائیں بناتے
ذرا بہرے خدا پردہ اٹھاوے
بہت نزدیک ہوں دسے تو اے یار
ہے بو گل کی جوں مجھ تجھ میں قربت

تو ہو نگا خاکِ جلِ جھنکر میں اس آن
تو ہیچ و تاب کھائے گی مرِ بجان
تو ہو دیوارِ غم اور میرا سر ہو
کروں میں گو ہر اشکِ اسپہِ قربان
وہیں قربانِ اسپہِ میرا سر ہو
ہزاروں بچھیاں دل میں لگائے
سہاؤں اشک سے ٹکڑے جگر کے
سیہ داغوں سے ہو سینہ مرا پُر
کروں برپا وہیں شورِ قیامت
کروں میں خاک میں آپ ہی کو پامال
گذاروں عمر ساری میں ترپ کر
تو پر دانہ کی صورتِ جلِ مرونگا
کروں میرا اب اس کو چشمِ تر سے
نہ لاؤں اس کو میں ہرگز زباں پر
نہ گھراؤں گانے غمگین ہوں گا
جو نالہِ ختمِ رہا رویا کروں گا
سدا کرتا رہوں بس ہائے ہو میں
کہ کیا گذری ہے اے دیوانے تجھ پر
سہنسوں گا اور رد کر چپ رہوں گا
اسی میں جان جاوِ گی سہاری
مری جانبِ ذرا منہ اپنا موڑو
نہیں صورتِ ولے اپنی دکھاتے
وہ مکھڑا چاندِ سا مجھ کو دکھا دے
ولے تجھ تک پہنچتا ہی ہے دشوار
نہیں معلوم پھر کیوں ہے یہ فرقت

میں ہوں سایہ نمط ہمراہ تیرے
 رہے دل میں مرے پیارے سدا تو
 مجھے چھاتی سے ٹک اپنی لگاؤ
 ہو تو نزدیک میرے مجھ سے اے بار
 ہے مجھ میں اور تجھ میں ربط ایسا
 اجی کس کی ہے پھر یوں انتظاری
 قریب اتنا ہو اور پھر دور ایسا
 یہ پردہ دور تک اللہ کو تو
 کہیں بے پردہ ہو کر کے پیارے
 حکم اپنے حسن کا جلوہ دکھا دے
 رہو گے کب تک پردے میں پیارے
 یہ ناز و شوخیاں پیارے تمہاری
 ولے اتنا تو گاہے گاہے جانی
 یہ جانو تم تڑپتا ہے بچارا
 ذرا اپنی مجھے صورت دکھاؤ
 کہ جس سے دور ہو یہ رنج و کلفت
 میں جان و دل سے ہوں مشتاق تیرا
 ترے ملنے کی ہوں بس آرزو میں
 تڑپتا ہے ترے غم سے مراد دل
 رہو غیروں میں تم خوشیاں مناتے
 سبھوں پر ہے کرم پیارے تمہارا
 کرو غیروں پہ لطف و مہربانی
 تبیں تدبیر کچھ ملنے کی تیرے
 نہ جانے ٹھو کریں کھاؤ لگا بکتک
 ملے گا یا نہ تو مجھ سے ملے گا

نہیں ہے وصل پر قسمت میں میرے
 ذرا تو سامنے آنکھوں کے آ تو
 یہ شعلہ عشق کا میرے بجھاؤ
 غضب ہے تپہ بھی ملنا ہو دردشوار
 رواں ہو دے بدن سے خون جیسا
 یہ کیسی ہے تڑپ اور میقاری
 نہیں کھٹتا ہے یہ پردہ ہے کیسا
 مجھے اس مجید سے آگاہ کر تو
 ذرا تو رو برو ہو جا ہمارے
 کہ اب پیچو مجھے مجھ سے بنا دے
 کبھی تو سامنے ہو گے ہمارے
 کرو گے جو اٹھاویں گے وہ ساری
 کرو ہم پر کرم سے مہربانی
 نہیں تم بن اے اک دم گذرا
 پھر اس کے بعد چھاتی سے لگاؤ
 تڑپ جی کی گھٹے ہو جی کو راحت
 کروں کیا بس نہیں چلتا ہے میرا
 سراسر محو ہوں بس اس جستجو میں
 رہے افسوس پھر غیر و نہیں تو مل
 ہم اس حسرت میں خون دل ہیں کھاتے
 نہیں ہے نگر کچھ لیکن ہمارا
 ہمارے نام سے نفرت ہے جانی
 خدا جانے ہے کیا قسمت میں میرے
 یہ ایذا ہجر کی پاؤں گا کب تک
 خدا جانے مقدر کیا کرے گا

نہ اب تقصیر اس میں کچھ تری ہے
 ہے تیرے وصل کی منزل بہت دُور
 کشش میں کچھ اثر میری جو ہوتا
 ہو کر تا شوق میری رہنمائی
 کہوں میں آہ کیا تیری حقیقت
 نہ میرے درد و غم کا کوئی غم خوار
 کہو کس سے کہوں میں اپنا احوال
 سنے جو درد کا طومار میرا
 سو تو نے غم مرا رکھا گوارا
 یہی بہتر ہے اب رویا کروں میں
 سنے تو یا نہ سن غم میرا مجھ سے
 ترادیدار پاؤں یا نہ پاؤں
 مشرف وصل سے ہوں یا نہ ہوں نہیں
 نشانِ عیش اور عشرت مٹاؤں
 کہاں تک درد و غم ظاہر کروں میں
 یہی بہتر ہے اب خاموش رہنا
 جو کچھ گذریگا سو گذریگا جاں پر
 کبھی آویگا آخر رحم تجھ کو
 دکھا دیگا مجھے دیدار اپنا
 اگر چہ ہوں بُرا پر ہوں تمہارا
 تمام امداد کریہ دس دفا ص
 یہ درد اپنا بس اب اظہار مت کر
 کہ تیرے درد اور اس غم کو سنکر
 بس اب ٹک شکر کر مت ہو دیوانہ
 نہو ایسا تری گستاخیوں پر

تقصیوں میں لکھا میرے یہی ہے
 اثر ہے لنگ اور مہمت ہے رنجور
 گذر بیشک ادھر بھی تیرا ہوتا
 تو ہوتی کیوں مری تجھ سے جدائی
 مصیبت ہے مصیبت ہے مصیبت
 ہر اک ہے اپنی اپنی بوجھ کا یار
 کہ ہے غیروں سے کہنا جی کا جنجال
 نہیں تجھ بن کوئی غم خوار میرا
 کہ یوں مجھ کو تپِ فرقت نے مارا
 سر اشک غم سے منہ دھویا کروں میں
 کئے جاؤں گا پر میں عرضِ تجھ سے
 ولے سب جستجو میں دن گنواؤں
 کروں دن رات تیری جستجو میں
 تمامی محنتیں غم کی اٹھاؤں
 نہیں کچھ انتہا بس چپ رہوں میں
 جو کچھ گذرے ہے دل پر اس کو سہنا
 نہ لاؤں پر کبھی ہرگز زباں پر
 چھڑا دیگا تو درد و غم سے مجھ کو
 مٹا دیگا مرے دل کا یہ کھٹکا
 نہیں بن تم مرا کدم گذارا
 کہیں ایسا نہ ہو پھٹ جائے خامہ
 خدا کی واسطے رکھ جی کے اندر
 بھنا جاتا ہے دل عالم کا یکسر
 کہ بہتر درد دل کا ہے چھپا تا
 خفا ہو جاوے تیرا تجھ سے دلبر

نہ کرا ب شور و شر ز نہار ز نہار
 کہ تا امید بر لاوے وہ تیری
 ملال آوے نہ شاید اسکے دل پر
 وہ چاہے سو کرے تو دم نہ مارے
 نہ پڑے گز خودی کی تو بلا میں
 خلاف اس کے نہ دم تو مارگا ہے
 تو کہہ اللہ ہی اللہ دل سے ہر دم

وہ تیرے حال دل سے ہے خبردار
 نہ کر غل صبر کر یہ مان میسری
 بس اب خاموش ہو گفتار کم کر
 اسی پر سو نہ پ دے اب کام سارے
 رضا گم اپنی کر اس کی رضا میں
 وہ مالک ہے کرے جو کچھ کہ چاہے
 بس اب خاموش ہو گفتار کم کر

بس اب اللہ بس اللہ بس ہے

سوا حق کے جو ہے باقی ہوئی ہے



گلزار معرفت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

التماس جامع اوراق

بعد حمد و صلوة یہ نیاز احمد معترف بہ تقصیرات احقر متوسلین و کترین مقبسیں حضرت امام العارفین مقدم الراغبین
سراج الاولیاء تاج الکبر از بدۃ الواصلین قدوة الکاملین شیخ المشائخ سید السادات جنید الزماں بایزید الدؤراں سیدی
سندی و معتمدی و مستندی ذخیرۃ یونی و غدی مکان الروح من جسدی حضرت مرشدنا و مولانا الحافظ الحاج الشاہ
محمد امجد اللہ المہاجر متھانوی مولد المکی مورڈ الفاروقی نسباً الخفی مذہباً الصوفی مشرباً بالمد اللہ تعالیٰ
کا سہ الشریف انداز من اللہ علی العباد و افاضۃ علی طالبی الرشاد خدمت میں انون طریقت و غلّان الحقیقت کے
عرض رسالے کہ حضرت پیر مرشد محشم الیہم دام ظلمہم کا کلام منظوم ہدایت مفہوم اس کثرت سے ہے کہ اسکا احصا و ضبط
دشوار ہے مگر احقر کو کچھ متفرق و منتشر اوراق ہاتھ لگ گئے بغرض انتفاع و استمتاع و احتفاظ و التذاد دوسرے پیر بھائیوں
وغیرہ کے جی میں آیا کہ اُن اوراق کو جمع کر کے اُن کی خدمت میں پیشکش کروں اور نام اس مجموعہ کا گلزار معرفت رکھا
بڑی غرض اس سے حضرت قبلہ پیر مرشد کی رضا مندی ہے

گر قبول اندر ہے عز و شرف :: یرحم اللہ عبداً قال آمینا

مناجات

آپنی یہ عالم ہے گلزار تیرا	عجب نقش قدرت نمودار تیرا	جہاں طغی گل ہے وہیں غار غم ہے	بے گل خاریں گل میں ہے غار تیرا
عجب رنگ برنگ ہر رنگ میں ہے	یہ ہے رنگ صنعت کا اظہار تیرا	خوشی غم میں رکھی ہے انعم خوشی میں	عجب تیری قدرت عجب کار تیرا
یہ نقشہ دو عالم کا جو جلوہ گر ہے	ہے پردے میں روشن سب انداز تیرا	یہ کوتاہی اپنی نظر کی ہے یارب	ترے نور کو کبھی اغیار تیرا
بہر رنگ ہر شے میں جا یہ دیکھو	چمکتا ہے جلوہ قردار تیرا	نہیں وہ حکم اور نہیں وہ مکان ہے	کہ جس جا نہیں ذکر و از کار تیرا
تو ظاہر ہے اول لکھ پردے میں ہے تو	تو باطن ہے اور صحت اظہار تیرا	تو اول بنیں ابتدا تیرا یارب	تو آخر نہیں انتہا کار تیرا
تو اول تو آخر تو ظاہر تو باطن	تو ہی ہے تو ہی یا کہ اتنا تیرا	نظر کو اٹھا کر جہر دیکھتا ہوں	تجھ دیکھتا ہوں نہ اغیار تیرا
ابھی میں ہوں بس خطا دار تیرا	مجھے بخش ہے نام غفار تیرا	عفو کی سے چاہے گنہگار تیرا	کہو کسی سے چھوٹے گرفتار تیرا
آپنی بتا چھوڑ سرکار تیری	کہاں جاوے اب بندہ ناچیز تیرا	نگاہ کرم ملک بھی کافی ہے تیری	میں ہوں بندہ گر جب بہت خواہ تیرا
دروا یا رضا کیا کروں میں آپنی	کہ وار د بھی نہری اور آنا تیرا	عرض ملاؤ کی دو اکس سے چاہوں	تو شافی ہے میرا میں بیمار تیرا

میں ہوں چیز تیری جو چاہے سو کر تو سو اتیرے کوئی نہیں میرا یارب کیا اپنے در سے اگر دُور اس کو گناہوں نے ہر طرف سے مجھ کو گھیرا دلیر ہم گناہوں پہ کیونکر نہ ہویں چلا انفس و شیطاں کے احکام پر ہیں نہ رُخو اہوں جیسا یہاں حشر کو بھی خبر نہ بخو میری اس دم آہلی کہاں میرے عصیاں کہاں تیری رحمت گناہ میرے حد سے زیادہ ہیں یارب تمنا ہے اس بات کی مجھ کو ہر دم آہلی رہے وقت مرنے کے جاری تو میرا میں تیرا میں تیرا تو میرا میں ہوں عبد تیرا تو معبود میرا یہ جو روح جاہم سے ہم پر یارب نہیں کافروں کو جو توفیقِ ایمان فنا ہو گیا جو تری دوستی میں کھلی اسکی آنکھیں کریں بند جس نے آہلی مجھے ہوش دے اب تو ایسا میں ہر درد اور مرضی سے چھوٹ جاؤں آہلی عطا زہ در در دل ہو جو جاگسا سو یا سو یا سو جاگا تراخوان انعام ہے عام سب پر کوئی تجھ سے کچھ کوئی کچھ چاہتا ہے نہیں دنوں عالم سے کچھ چھو مطلب دلین ملک جلوہ فرما آہلی	تو محراب میرا میں ناچار تیرا تو موٹی ہے میں عبد میکا تیرا کدھر جاوے عاجز یہ ناچار تیرا سناجب سے ہے نام غفار تیرا کہ ہے نام غفار و ستار تیرا نہ مانا کوئی حکم نہ نہا تیرا نہ ہوں جبکہ ہو عام دربار تیرا کھلے جبکہ بخشش کا بازار تیرا کہاں خسی کہاں بجز رخا تیرا مجھے چاہیے رحم بسیار تیرا کہ دل سے زباں پر مہوا کا تیرا بند صریح دل لب پہ اقرار تیرا ترا فضل میرا مرا کار تیرا تو مسجد میں ساجد زار تیرا نہیں ظلم اور جور اطوار تیرا کہ ہے نام تہار و جبار تیرا تو ہے یار اسکا وہ ہے یار تیرا عیان ہوں نہاں اُس پر اسرار تیرا رہوں میں مدامست دیکھو از تیرا جو لگ جا محبت کا آزار تیرا کہ مر تا ہے بے درد بیمار تیرا سلا مجھ کو تا ہوں میں بیمار تیرا ہے شاہ و گدا نہر نمک خوار تیرا میں تجھ سے ہوں یارب طلبگار تیرا تو مطلوب میں ہوں طلبگار تیرا کہ تجھ ہی ہے دیران اب دار تیرا	آہلی میں سب چھوڑ کر گھر بار اپنا کہاں جاوے جگہ گناہوں کوئی گھر بن نہ پوچھے سوانیک کا روں کے گزرتو رہے گا نہ کچھ نقد عصیاں سے میرا سدا خواب غفلت میں مزاراں میں بڑے کام میں عمر افسوس کھوئی مری مشکلیں ہوں آسان اکدم ہوں ظلماتِ عصیانے شادوشی لگے کرنے کا فر بھی امید بخشش نہ ڈرو دشمنوں سے رہا چھو جب سے ترا نام شیریں حلاوت ہے دلکی نہ کوئی برا ہے نہ ہوں میں کسی کا نہیں میں تو ہی ہے تو ہی ہے نہیں میں آہلی بچا تو ہے اپنے مجھ کو بدوں کو کرے نیک بکوں کو بدو حکومت ہوئی اسکو حاصل جہانگی دو عالم خریدار ہو اسکا بیشک رہے ہوش اسکو کسی کا نہ اپنا تو کرے خبر سدا خبروں سے مجھ کو آہلی وہ جلوہ محبت عطا کر بنا اپنا قیدی کر آزاد مجھ کو بھکاری نرا جاوے محروم کیونکر بھکاری کو ڈروں ترے ہوں نہ کیونکر نہیں اس سے زیادہ مجھ کوئی خوش ہے جنت کی نعمت تو سب میرے برابر نہیں وصل افسوس قسمت بن میری میں سایہ خط گرچہ ہوں جار تیرا	لیا ہے پکڑا اب تو دربار تیرا کسے ڈھونڈو جسے جو طلبگار تیرا کھل جاوے بندہ گنہگار تیرا لگے گا جو رحمت کا بازار تیرا نہ اکدم ہوا آہ بیدار تیرا کیا میں نہ اچھا کوئی کار تیرا جو ہو جا کر م مجھ پہ اکبار تیرا جو ہو ہر رحمت نمودار تیرا لگے ہونے جب رحم اظہار تیرا کہا تو نے میں ہوں مددگار تیرا ہر اک بات سے خوش ہے تکرار تیرا تو میرا میں عاجز دل افکار تیرا تو ہے نور میرا میں آثار تیرا کہ ہے غفو بخشش کرم کار تیرا کہ ہے بے نیازی کا بازار تیرا ہو جو کوئی حکم بردار تیرا جو ہو نقد جاں سے خریدار تیرا آہلی ہو جو کہ ہنشیار تیرا آہلی رہوں اک خبردار تیرا جو کر دے مجھے عاشق زار تیرا ہے آزاد سب سے گرفتار تیرا کہ نت خوان بخشش ہے تیار تیرا نہیں کرنا معمول انکار تیرا ہے صل طلب تیرا میں ہر کاش دیدار تیرا میں سایہ خط گرچہ ہوں جار تیرا
---	--	---	--

تو ہے جان دلیسے بھی نزدیک میرے یہ قرب و مقیت ہے پھر نذر ایسا خدا آپ اپنے میں امداد آ تو زبان سے طرف دیکھ مشغول ہو تو نہ ڈر فوج عصیان سے گرجہ بہت تو پڑھ اس مناجات کو پہنچ وقتی نبی کریم آل و اصحاب سب پر	وے آہ ملنا ہے دشوار تیرا ہیں گھلتا یارب یہ اسرار تیرا کہ ہے کون تو کیا ہے گفتار تیرا وہیں جلوہ فرما ہے دلدار تیرا کہ ہے رحم حق کا مددگار تیرا کہ تاجا جو ہے ہر غم یہ آزار تیرا درد و اور سلام ہووے ہر بار تیرا	ہوں باوصف ای فریب دور ایسا حجاب خودی میرا یارب اٹھا دے تو حقیقت آئینہ دل نام حق سے اٹھا غم کھ امید امداد حق سے اُمی کی تو خدمت میں دے ہر دم اُہی قبول ہو مناجات میری میرے سیر استاداں باپ پر بھی	ستاتا ہے پھر بحر خو خوار تیرا کہ تار کھیں بے پردہ ویدار تیرا کہ تاجلوہ گراں میں ہو یا تیرا تجھے غم ہے کیا رب ہے غم خوار تیرا تو چاکر ہے اسکا وہ سر دار تیرا کہ درگزا نہر گز نہیں کا تیرا اُہی رہے رحم بسیار تیرا
--	--	--	--

غزل نعتیہ

کر کے نثار آپ پہ گھر ماریا رسولؐ اچھا ہوں یا بُرا ہوں غرض جو کچھ ہوں ذات آپ کی تو رحمت و الفت ہے سرسبز جہنم تمہا میں دیکھ شیعہ ہو پیش حق تم نے بھی گزنی خبریں حل زار کی کیا ڈر ہے اسکو شکو عصیان و جرم سے ہو آستانہ آپ کا امداد کی جبین	اب آپڑا ہوں آپ کے دربار یا رسولؐ پر ہوں تمہارا تم میرے مختار یا رسولؐ میں گرجہ ہوں تمام خطا واریا رسولؐ اُسلو نہ بھولنا مجھے زہار یا رسولؐ اب جا کہنا تباہیہ ناچار یا رسولؐ تسا شیعہ ہو جبکا مددگار یا رسولؐ ہو آستانہ آپ کا امداد کی جبین	عالم نہ متقی ہوں نہ زاہد نہ پارسا کس طرح آہ میں کروں خدمت میں حاضر کئیے نہ میرے غل بڑوں پر نگاہ تم لیجو خدا کی واسطے اسدن مری خبر دوڑوں جہانیں مجھکو وسیلہ ہے آپ کا گیر ہے ہر طرف مجھے درد و غم نے آہ اور اس سے زیادہ کچھ نہیں دوکار یا رسولؐ	ہوں امتی تمہارا گنہگار یا رسولؐ ہوں غفلت گناہ سے سرشار یا رسولؐ لیجو نظر کرم کی بس اکبار یا رسولؐ عصیان کا میرے جب کھلے اخبار یا رسولؐ کیا غم ہے گرجہ نہیں بہت خوار یا رسولؐ اب زندگی بھی ہو گئی دشوار یا رسولؐ
---	--	---	--

غزل نعتیہ

ذرا چوے پردہ کو اٹھا فیا رسول اللہؐ اٹھا کر زلف اقدس کو ذرا چہرہ مبارک سے پیا سا ہے تمہارے شربت دیدار کا عالم چھپی خجست سے جا کر پڑے مغرب میں ناخو یقین ہو جائیگا گفتار کو بھی اپنی بخشش کا ہو اہوں نفس او شیطاں کے ہاتھوں بہت ہوا کرم فرماں پیر اور روح سے شفاعت تم	مجھے دیدار تک اپنا دکھاؤ یا رسول اللہؐ مجھے دیوانہ اور وحشی بناؤ یا رسول اللہؐ کرم کا اپنے کب پالہ پلاؤ یا رسول اللہؐ اگر پئے سخن کا جلوہ دکھاؤ یا رسول اللہؐ جو میرا میں شفاعت تم آؤ یا رسول اللہؐ مرے اب حال پر تم رحم کھاؤ یا رسول اللہؐ ہمارے جرم عصیان پر نہ جاؤ یا رسول اللہؐ	اگر دے متور سے مری آنکھوں کو نورانی شیعہ عاصیان تو تم وکیل کیساں ہونم خدا عاشق تمہارا اور محبوب تم اُس کے لگے لگا خوشن کھانے خود بخود دیا بخاش مجھے بھی یاد رکھو ہوں تمہارا امتی عاصی اگر چہ نیک ہوں یا مبدع ہوں چکا ہوں نہیں جہان ذات حق نے کویا ہے آپ کے ہاتھوں	مجھے فرقت کی ظلمت سے چاکر یا رسول اللہؐ تہیں چھڑا ب کہان جاؤں تباؤ یا رسول اللہؐ ہے ایسا مرتبہ کس کا ستاؤ یا رسول اللہؐ کہ جب حق شفاعت لب پہ لایا رسول اللہؐ گنہگار کو جب تم بخشاؤ یا رسول اللہؐ تم اب چاہو نہ سناؤ یا پلاؤ یا رسول اللہؐ بس اب چاہو نہ سناؤ یا رسول اللہؐ
--	---	---	--

مشرق کر کے مجھکو کلہ طیب ہے اپنے تم
میرا نظروں سے اپنی مت گواؤ یا رسول اللہؐ
پچھتا ہوں ہر طریقہ گردا غم میں ناکام ہو کر
میری کشتی کن سے پرکاؤ یا رسول اللہؐ

اگرچہ ہوں نہ لائق دانگہ پر اسید ہے تم سے	کچھ خبر کو مدینے میں بلاؤ یا رسول اللہ	حبیب کریا ہو تم امام انبیا ہو تم	میں بہر خدائق سے ملاؤ یا رسول اللہ
شراب بخودی کا جام اک چھ کو پا کر اب	دوئی کے حرف دود سے مٹاؤ یا رسول اللہ	بہت جھٹکا پھر اپنی دلائی فریقین جوں جی	کرم فرماؤ انبوت پھراؤ یا رسول اللہ
مشرف کر کے دیوار مبارک سے مجھے اکدم	مرغمہ بین و دنیا کے مہلاؤ یا رسول اللہ	خدا کی واسطے رقت کپانی سے مرے اگر	تب ہجران کی آتش کو بجھاؤ یا رسول اللہ
	پھنسا کر اپنے دام خشق میں اندر عاجز کو	اس اب قید در عالم سے چھڑاؤ یا رسول اللہ	

غزل نعتیہ

کے میں ہوں پر ہے ہوس کوئے مدینہ	دے ہے رخ کعبہ خبر روئے مدینہ	لانے لگی اب باد صبا بوئے مدینہ	دل اڑنے لگا ہو کے ہوا سوائے مدینہ
پہنچا دے مجھے منزل مقصود کو جلدی	یار بے لگی دل کو تنگ و پوئے مدینہ	ابتویہ تمنا ہے کہ یہاں کبے کچوں گرد	قربانی ہوں سر بر کوئے مدینہ
گرچہ میں بہت شہر جہان میں خوشی و لچسپ	لیکن ہے عجب دلبر و دلجوئے مدینہ	حاصل ہے بہشت آسویاں اور ہاں بھی	جو دل سے ہوساکن پہلوئے مدینہ
دل غرقِ حالات ہے وہی ہے تے مسکرتاں	تو طبی زباں ہے جو ننا کوئے مدینہ	اتہار فیوض میں عالم میں جہاں تک	ہے اصل مگر سب کی وہی جوئے مدینہ
وہ چھوٹ گیا بند درو عالم سے سراسر	جو بچپن گیا اندر خم کیسوئے مدینہ	محفوظ ہے آفات درو عالم سے وہ مومن	کی جسے سکونت تہہ بازوئے مدینہ
خوش آدے کہ لکھی کوئی شہوئے درو عالم	ہے جسکے ہی مغز میں خوشبوئے مدینہ	کس ذوق ہے لپٹے ہے کلام اپنا زبانی	جب ہو دے زباں اپنی طرح کوئے مدینہ
ایزاکے حضرتے دے مسکندروں کو	دل نرم تھے کیا سرور و خوشوئے مدینہ	کب پوچھا عاشق کوئی زبان جہاں کو	
امداد سے مت کو بہ صلوات و سلامی	یار بھوتا شہر نیکوئے مدینہ		

غزل نعتیہ

کہے ہے شوق نبیؐ یہ اگر چلو مدینے چلو مدینے	صبا بھی لانے لگی ہے اب تو نسیم طیبہ نسیم طیبہ	کہے ہے شوق اب ہو امیں اڑ کر چلو مدینے چلو مدینے	میں ہوں گادل سے تمہارا ہر چلو مدینے چلو مدینے
خدا کے گھر میں تو رہ چکے بس عمر بھی آخر ہوئی سے آخر	شہر شہر کیوں پھرے ہے مارا جو دونوں عالم کی چاہے دولت	مرنگے اب تو نبیؐ کے در پر چلو مدینے چلو مدینے	تو سر قدم ہو کے درد یہ کر چلو مدینے چلو مدینے
یہ جذب عشق محمدیؐ میں دلو کو امت کے کھینچتے ہیں	جو کفر و ظلم و فساد عصیاں ہر اک شہر میں ہوئے نمایاں	کہے ہے ہر دل جو ہو کے مضطر چلو مدینے چلو مدینے	تو دین اسلام اٹھے یہ کہہ کر چلو مدینے چلو مدینے
رجب کے ہوتے ہیں جب میں پھرے ہیں شوق نبیؐ سے سینے	ہلاکت امداد اب تو آئی جو فوج عصیاں نے کی چڑھائی	صدایہ کہے میں کو کہو ہے چلو مدینے چلو مدینے	سجات چاہو تو آئے برادر چلو مدینے چلو مدینے

غزل

نہ دیکھا خار میں گل خار کو دیکھا تو کیا دیکھا
 نہ دیکھا یار کو گھر بار کو دیکھا تو کیا دیکھا
 جہاں کے گلشن و بازار کو دیکھا تو کیا دیکھا
 مہ و خورشید کے انوار کو دیکھا تو کیا دیکھا
 اگر آئینہ جو پردار کو دیکھا تو کیا دیکھا
 اگر شمشیر کی اک دھار کو دیکھا تو کیا دیکھا
 سما پر ابرو گوہر بار کو دیکھا تو کیا دیکھا
 اگر لعل و در شہوار کو دیکھا تو کیا دیکھا
 وہاں منصور صاحبدار کو دیکھا تو کیا دیکھا
 نہ دیکھا حال دل بہار کو دیکھا تو کیا دیکھا
 فلک سے گرجہ لاکھ آزار کو دیکھا تو کیا دیکھا
 نہ دیکھا اول آثر کار کو دیکھا تو کیا دیکھا
 نہ دیکھا سایہ میں انوار کو دیکھا تو کیا دیکھا
 نہ دیکھا آپ میں دلار کو دیکھا تو کیا دیکھا
 نہ دیکھا یار میں اغیار کو دیکھا تو کیا دیکھا
 نہ دیکھا ایک کو دو چار کو دیکھا تو کیا دیکھا
 اگرچہ دفتر اشعار کو دیکھا تو کیا دیکھا

نہ دیکھا داغ دل گلزار کو دیکھا تو کیا دیکھا
 اگرچہ کوئے جاناں میں بھی آپہنچے کے سہارا
 تماشا نے دو عالم ہے مرے دلار کا کوچہ
 رُخ رشتانِ جاناں کی تجلی چاہئے دیکھنے
 کفِ پاکی صفائی کو مرے دلار کی دیکھو
 نہ دیکھا برشِ تیغ نگاہ یار کو تم نے
 ہمارے چشم سے لعل و گہری دیکھ کے بارش
 لب و دندانِ دلبر کی ٹمک آب و تاب کو دیکھو
 یہاں نوکِ منزہ پر نختِ دل کی دیکھ جان بازی
 طبیبوں نے علاجِ مرض اپنا خوب کر دیکھا
 نہ دیکھا ایک بھی نم نے اگر درِ جہانِ کو
 یہاں جو دیکھنے کا ہے اسی دم دیکھ لے غافل
 دلِ مضطرب ظاہر یار کو تھا چاہئے دیکھا
 نظر جب کھل گئی اپنی جسے دیکھا اُسے دیکھا
 ادھر دیکھا ادھر دیکھا جہر دیکھا اُسے دیکھا
 اُسے دیکھا اُسے دیکھا نہ دیکھا نہ وہ دیکھا
 ہمارے شعرِ امدادِ الٰہی سے ہیں ٹمک دیکھو

غزل

پکتا ہے سنگِ فناعت پہ سدا نان اپنا
 شکرِ شکر سے شیریں ہے لبِ جان اپنا
 تیغِ تسلیم پہ سر کرنے میں قربان اپنا
 پوششِ اپنی ہے لباسِ تنِ عریان اپنا

پر نعم فیض توکل سے ہے بس خوان اپنا
 تلخیِ صبر میں حاصل ہے حلاوتِ دل کو
 طوقِ تقویٰ و رضا کا ہے گلہ میں اپنے
 بھوک اپنی ہے خورشِ پیاس ہے اپنا تبرت

پامالی ہے میں تاج و سریر شاہی لالہ و گلشن و گل کی نہیں پروا ہم کو خواب گاہِ اپنی ہے اک خاک کی مٹھی آخر دوستی کی سہی اب کس سے توقع یارو درد و غم کا مرے ردی ہے نہ کوئی غمخوار آسکے غیر مرے خانہ دل میں لیے وسعتِ دل کی کیا کرتے ہیں سیراے امداد کون سنتا ہے کہو اپنی پریشانی کو	فوجِ غم سر و سامانی ہے سامانِ اپنا کثرتِ داغ سے سینہ ہے گلستانِ اپنا کیوں عبث کھینچیں پھر ہم چرخ پہ ایوانِ اپنا جب ہوا دشمنِ جاں دلِ سامہربانِ اپنا غم ہی غمخوار ہے اور درد ہے درماںِ اپنا کہ خیالِ رُخِ دلدار ہے دربانِ اپنا کہ یہی باغ ہے اپنا یہی میدانِ اپنا ہو پریشاں جو سُنے حالِ پریشاں اپنا
---	--

غزلِ نعتیہ

ہو جائے عاشق ہی رہبر کسی صورت ہے بلبلِ دل شائقِ گروئے دمِ مبر لکھا کروں بس ٹھوکرینِ زادِ لکھی نیرے دی ساقی کو توجہ بادِ الفت	ہے سہم ہوائے کششِ شوقِ مدریہ ہے دیکھ نہ ٹھہرنا کی مضطر کسی صورت اے مادرِ شکر کیجئے نیک تو ادھر بھی ہو جائے مگر بھی منور کسی صورت	ہے سہم ہوائے کششِ شوقِ مدریہ ہے دیکھ نہ ٹھہرنا کی مضطر کسی صورت اے مادرِ شکر کیجئے نیک تو ادھر بھی ہو جائے مگر بھی منور کسی صورت	ہو جائے مگر بھی منور کسی صورت ہو جائے مگر بھی منور کسی صورت ہو جائے مگر بھی منور کسی صورت ہو جائے مگر بھی منور کسی صورت
---	---	---	--

غزلِ نعتیہ

ذکرِ ذکرِ خدا اور ہے تذکیرِ عبث حمدِ حق میں ہو یا نعتِ پیمبر میں رقص لکھ سکے کون یہاں حمدِ خدا نعتِ رسول لائی ہے بادِ صبا بُوئے قدومِ احمد آئی ہے شاہ کی دنیا میں نویدِ مقدم سیکھتے حق سے رہے سارے علومِ حکمت پیر کے دن جو ہوئے پیرِ دو عالم پیدا نورا حمد سے منور ہے دو عالم دیکھو آپ کے عتبہِ عالی کا بیاں ہو کس سے نورِ اسلام سے اُن کے نہ رہا کفر کا نام	ہو کلامِ حق کے ہے ہر بات میں تقریرِ عبث پہلے ان دونوں سے ہے ہر بات میں تحریرِ عبث ہو خدا اور کی اس فن میں ہے تسطیرِ عبث کب خوشی سے ہے تنہی غنچہ کی تصویرِ عبث قصرِ شادی کی نہ ہر گھر میں ہے تعمیرِ عبث یاں کے آئے ہیں نہ تھی شاہ کی تاخیرِ عبث پیرِ آیام ہے دن پیر کا نے پیرِ عبث دیکھتے ہو وہ دُورِ رشید کی تنویرِ عبث عرش کی اُس کے مقابل میں ہے توقیرِ عبث یارِ اب زلفِ بتاں کی بھی ہے تکفیرِ عبث
---	---

<p>اٹھ گیا ہے کسی گلزنک کا پرودہ منھ سے آپ کے بخشش و انعام کی کچھ سی نہیں چاہے عشق محمد میں مسخ ہونا دل میں کافی ہے خیال رخ انوار تیرا جسم اپنا نہ ہوا بے دینے کا غبار دیکھے کب ہو مسیر مجھے وصل محبوب شکل کو بھی تو نہ چاہا کہ ہو شبہ محبوب</p>	<p>ہے نہ رنگ رخ گلشن میں یہ تغیر عبث ہے قلیل آپ کا بس اور کی تکثیر عبث کیا کریں ملک سلیمان کی تسخیر عبث شمع و مصباح کی اس گھر میں ہے تیر عبث اس مس عیب کے حق میں ہوئی اکیر عبث ہو گئی اب تو مری آہ کی تاثیر عبث منہ کی حق تے کہ ہے کھینچی تصویر عبث</p>
--	---

غزل

<p>ہو کے بس شیفہ نقشہ تصویر عبث خواہش نام و نشان یاں کا ہے اے میر عبث ہو گئے سیکڑوں گھر مثل بگولہ برباد مثل انجم کے ہیں گردش میں یہاں اہل فروغ چین و آرام بنے کس کو کو اس کے نیچے دیکھو غنچے کو کہ آخر بے گل پڑ مردہ بلبل سا نہ اُجھر بھر جہاں میں اتنا مارتا آپ کو تا کیا خود بن حبا تا لطف چینے کا اگر پاس ہو جا بخش اپنا کیا اپنی ہے خاک قدم بارے دل ڈھونڈنا پھرنا ہے دو مع لے کچھ تو ضرور اے عرضی مری موزوں طبع کے آگے مسکن اس بحر فنا میں نہ بنا تو امداد</p>	<p>جان بے جان کو دے کر نہ ہو دیگر عبث مثل امواج کے پانی پہ ہے تحریر عبث بس بلند اتنی یہاں کرتے ہو تعمیر عبث ہے فلک سحاب عزت و توقیر عبث چرخ سے ہے ہوس راحت و تسیر عبث اے جواں ہنستا ہے کیا دیکھ سوئے پیر عبث دم میں ہوگا یہ تر نقشہ تعمیر عبث مارا گر پارے کو لے صاحب اکسیر عبث در نہ جوں خضر ہے بس عمر کی تکثیر عبث کس لئے کرتا ہے پھر خواہش اکسیر عبث یہ فلک کی نہیں دن رات کی تدویر عبث تیری فعلن فعلاتن کی ہے تقرر عبث صورت بلبل پانی میں ہے تعمیر عبث</p>
--	--

غزل

<p>لی بلا سر پہ ہوا پائے بہر سحر عبث جملہ تدبیر کو کر دیتی ہے تقدیر عبث پھر تو پھر پھر نہ سنا اے فلک پیر عبث</p>	<p>ہو کے میں شیفہ زلف گرد گیر عبث ہنستے ہو کیا مری گرموگی تدبیر عبث گردش بخت سے اپنے ہیں سنا لے ہم آپ</p>
--	---

آپ کی جبینِ جبیں ہم کو سلاسل بس ہے
سرکوف میں ہوں سیہاں آپ ہیں شمشیرِ کف
تیغِ ابرو کا اشارہ ہے تمہارا کافی
صنعتِ تن سے ہوں ہوا سانہ پھنسو نگاہِ گز
خوابِ غفلت سے جگاتے ہیں یہ جوں حشر کا شور
قوسِ ابرو سے ذرا تیرنگہ کو چھوڑو
عشق کہتا ہے کہ کر نہرِ لہو کی جاری
چشمِ بد میں دل بندِ خواہ میں مار لے امداد

پاہ زنجیر کو پھر کرتے ہو پچسیرِ عبث
اب شہادت میں مری کرتے ہو تاخیرِ عبث
تیز کرتے ہو مرے قتل کو شمشیرِ عبث
زلفِ پر باد سے دکھلاتے ہو زنجیرِ عبث
تیرے مستوں کی نہیں نالہ شبنگِ عبث
لوں گا سینہ پہ بجائے گا ترا تیرِ عبث
تو رواں کرتا ہے فرہاد جوئے شیرِ عبث
چرخِ پر راتا ہے آہ کا کیوں تیرِ عبث

غزل

گرچہ سزا بہت سب گئی تندرِ عبث
قیمتِ اٹلی نے مری لا اسے در سے الطاف
دل میں آئے غمِ دلیر تو رکھوں آنکھوں میں
اُن کی زلفوں کے تصویر میں ہے بیتا و فغاں
ضرب اک مار تا خسرو کے دل سنگین پر
مجھ سا دیوانہ بھی زنداں میں ٹھہرتا ہے کہیں

سچ ہے پیشانی کی ہوتی نہیں تحریرِ عبث
ہو گئی جذبِ محبت کی وہ تاثیرِ عبث
ایسے مہمان کی کیوں کر کروں تحقیرِ عبث
کب ہے نالہ مرا پابستہ زنجیرِ عبث
لوگوں کی تیشہ سے کی کوہ کی تکسیرِ عبث
یار و پانوں میں مرے پڑتی ہے زنجیرِ عبث

غزل

نام اُس کا دفترِ عشق میں ہرگز رقم نہیں
بے مرگِ زندگی وصالِ صنم نہیں
ہے کون سا قیاسِ ترا جس پر کرم نہیں
کرتا ہے تو کوئی زل کو جو میرے ذبح
ہم پر جفا و جبر جو کچھ ہے نصیب سے
پھولانہ تجھ عشقِ مرا اور نہ چشمِ و دل
نمکین ہمارے غم میں ہے عالمِ مگر ہمیں
روتی ہے خلقِ میری خرابی کو دیکھ کر
اے شمعِ جان صحبتِ پروانہ مفتنم

اول قدم پہ جسکا یہاں سر قلم نہیں
موجود کب وہ ہو ہے جو اولِ عدم نہیں
مخمرِ تیرے دور سے پر ایک ہم نہیں
کیا تجھ کو پاسِ حرمتِ صیدِ حرم نہیں
ورنہ طریقِ یار کا جو روستم نہیں
گرمیِ مہر و ابرِ سبازی سے کم نہیں
غم ہے تو بس بیغم ہے کہ کچھ بھی تو غم نہیں
روتا ہوں میں کہ ہائے مری چشمِ نم نہیں
ورنہ یہ پھر معاملہ تا صبح دم نہیں

منعم نہ کر غرور کہ بازار عشق میں امداد رکھ کے سرنہ اتحاد سے یار کے	جو نقد جان پر بسن دلم و درم نہیں اس سے زیادہ کوئی جگہ محترم نہیں
---	---

غزل

عرش بریں پہ آپ ہیں زیریں ہوں میں گر تخت حسن و ناز پہ ہیں آپ جلوہ گر مثیل نظر ہے آپ کا آنکھوں میں میرے گھر ہے بود گل کی طرح سے مجھ تجھ میں ربط آہ اے دوائے بے نصیبی کہ ملنا نہیں نصیب وہ تیری تکتے تکتے دم آنکھوں میں آ رہا دام بلا میں کس کے تو امداد جا چھنسا	ملنا کہاں سے ہو کہ کہیں تم کہیں ہوں میں اقلیم عشق میں شہ مسند نشین ہوں میں باوصف ایسے قرب کے بس دور میں ہوں میں پھر ڈھونڈنا غضب ہے کہیں کا کہیں ہوں میں سائبہ کی طرح گر چہ جہاں تم وہیں ہوں میں آ جا نظر کہیں کہ دم واپس ہوں میں مٹت سے جو پتہ ترا پاتا نہیں ہوں میں
--	--

غزل

دے کے دل دلدار کو جب ہو گئے آزاد ہم خانہ شہتی کہ ہے بس تنگ جڑ سے کھود کر خاک ہو کر آپڑے ہیں اب تو کوئے یار میں میں وہ ہم صید ہوں پھر جا کے چھستے دلم میں چرخ میں ہیں جیسے کھائی عشق کی ہم نے ہوا مرغ دل اپنا جو اس کے دلم زلفوں میں پھنسا ہم ٹپنے سے چھینکے تو سہاری نگر سے بس ہے اپنا ایک بھی نالہ اگر پہنچا وہاں ہیں کفن بردوش سر بر کف تامل کیا ہے پھر بال بال اپنا ہے نشتر ہر بن موسے لہو قصر جنت کا رہے تم کو مبارک واعظو زہر و تقویٰ اور عبادت کا سہارا ہے تمہیں آہ اپنے آپ کو کرتے ہیں بس خوار و تباہ ہم نہ شاعر ہیں نہ ملا ہیں نہ عالم ہیں دے	آفریں وہ ہم کو دیں ان کو مبارک باد ہم ڈالتے ہیں اب تو قصر عشق کی جنبیاد ہم پریمی ڈر ہے نہ پڑ جائیں بدست باد ہم چھوٹ جاتے گرفتس سے تیرے اے صیاد ہم ہو رہے ہیں اب تو گویا آسیائے باد ہم پھنس گئے پر سب بلاؤں سے ہوئے آزاد ہم ذبح کرا حسان تراما نیگے اے صیاد ہم گرچہ کرتے ہیں بہت سے نالہ و فریاد ہم قتل کریم کو ترے قرباں ہوں اے جلاد ہم ہے رواں خود کیا کریں پھر تجھ کو اے فساد ہم ہو چکے ہیں اب تو کوئے یار میں آباد ہم اور یہاں رکھتے ہیں جز فضل حق کچھ زاد ہم اپنے دشمن آپ میں پھر کس سے چاہیں داد ہم رکھتے ہیں سر باب میں اللہ سے امداد ہم
--	---

اے خدا بخش اس زمیں میں لکھ غزل اک اور تو | تاکہ جانیں شعر کوئی میں تجھے استاد ہم

غزل

اپنے ماتحتوں سے ہوئے جاتے ہیں بس برباد ہم
آپ پر کرتے ہیں ظلم اور اپنے ہی منقاد ہم
بارغ عالم میں ہیں باآہ فغاں آزاد ہم
دارغ دل گلشن ہے اپنا مرغ دل ہے نالہ گر
عشق کے صحرایی اپنا آپ کرتے ہیں شکار
ہو گئے جب محو دلبر عشق پھر کس کا رہا
قتل اپنے آپ کو کرتے ہیں بے نیغ و تیر
دے ہیں اپنے آپ کو فقر و فنا کا ہم سبق
آپ ہی اچھے ہیں اور میں آپ ہی سب سے برے
بے نشان بے نام ہیں دیشاں میں اور ہیں نامور
علم اپنا جہل ہے اور جہل اپنا علم ہے
اپنے دشمن آپ میں اور آپ ہی ہیں اپنے دوست
کیوں نہ ہو گل خار میں ظلمات میں آب حیات
ہے بہار ہم کو خزاں میں اور خزاں اندر بہار
شادی دغم اپنا محو لطف و قہر یار ہے
ہے برابر ہم کو قہر و بھر و لطف و وصل یار
ہم سے ہم پر آپ ہے ظلم و ستم ورنہ بحق
میں نہ یہ شعر و غزل ہے اپنی محذور بانہ بڑ
ڈر ہے کیا فوج گنہ سے ہے خدا بخش اپنا نام

یا الہی کس سے تجھ ہی جا کر میں فریاد ہم
آپ ہی مظلوم ہیں اور آپ ہی بیداد ہم
آپ ہم قمری ہیں اور میں آپ ہی شمشاد ہم
آپ ہی ہم گل ہیں اور میں بلبل ناشاد ہم
آپ ہی ہم صید ہیں اور آپ ہی صیاد ہم
آپ ہی شیریں ہوئے اور آپ ہی فریاد ہم
آپ ہی مقتول ہیں اور آپ ہی جلا دہم
آپ ہی شاگرد ہیں اور آپ ہی استاد ہم
الغرض جو کچھ ہیں پر ہیں : مع اضداد ہم
جو کہو سب کچھ ہیں پھر نا چیز بے بنیاد ہم
ہیں اسی دانش سے یار و صاحب ارشاد ہم
آپ کو کرتے ہیں ویراں تاکہ ہوں آباد ہم
ہو گئے آباد تر جتنے ہوئے برباد ہم
غم ہے شادی میں میں اور غم میں میں شاد ہم
ہے مساوی ہم کو گرہوں شاد یا ناشاد ہم
عاشق ذاتی ہیں ان کے ہر طرح منقاد ہم
یار کو کب جانتے ہیں ظالم و بیداد ہم
بڑ نہیں عشاق کو کرتے ہیں کچھ ارشاد ہم
اور نسپر رکھتے ہیں اندکی امداد ہم

غزل

کہ یہ درد ہے دل میں رہے دریاں جاں ہو کر
ذرا توجہ و گرمہ جاؤ آنکھوں میں عیاں ہو کر
کہ عظمت اسم اعظم کو ملی آخر نہاں ہو کر

غم جاناں نہ لیں کیوں جان میں ہم شادماں ہو کر
رہو ہو پردہ دل میں مرے پیارے نہاں ہو کر
نہ رکھیں کیوں نہ ہم پوشیدہ سر الفت جاناں

ہوئے ہم نامور ذیشان بے نام و نشان ہو کر
نکل کر بہ گیا آنکھوں سے دل اشکِ دل ہو کر
لیا کوہِ گراں سر پر ضعیف و ناتواں ہو کر
کہ صورتِ اُن کی آنکھوں میں پھرے ہے پاسباں ہو کر
کہ دل کے دل میں بہ جاتے ہیں بس شور و فغاں ہو کر
دکھنا ناداغِ دل ہے سیرِ ہم کو بوستاں ہو کر
درِ جاناں پہ آ بیٹھا ہو نقشِ آستان ہو کر
پڑا ہو جب کہ آد پر ترے بے خادیاں ہو کر
مرضِ عشقِ تیرا پڑا ہے ناتواں ہو کر
کہ جن کے بہہ گیا آنکھوں سے دل اشکِ دل ہو کر

نہ کیوں ہو تخمِ ملکہِ خاک میں سر سبز و بار آور
تکالیں بجز الفت سے دُرِ مطلوب و جن کے
اٹھایا بار غم تو نے دلا صد آفریں تجھ کو
ہمارے غم کے گھر میں خوابِ راحت آئے کیونکر
ادب بند نہاں ہے کیا ہوں کچھ کہہ نہیں سکتا
ہمیں پرواہ کب ہے لالہ و گلزار و گلشن کی
کہاں جادے کہ کر کے ترک جو گھر بار کو اپنے
کہاں جائے کسے ڈھونڈنے نہ ہو جسکا کوئی بھجن
ترے قربان پیارے منت اٹھا امداد کو در سے
لے ہے گوہرِ مطلوب بجز عشق سے اُن کو

غزل

بندہ ضعیف و عاصی بس کمتر ہیں ہوں میں
جو کچھ کہ ہوں پہ عاشقِ ماجبیں ہوں میں
سب کچھ ہوں اور جو بوجھ تو کچھ بھی نہیں ہوں میں
عالم میں سیر کرتا ہوں خلوت گریں ہوں میں
درِ در پھروں ہوں اور کبھی خانہ نشین ہوں میں
مسکینِ غریب و عاجز و اندوگین ہوں میں
انگِ شترِ خلق میں مثلِ نگین ہوں میں

صوفی نہ شیخِ عالم مسند نشین ہوں میں
عافل ہوں یا دیوانہ ہوں مجنوں ہوں یا بہوش
گمنام بے نشان ہوں ذیشان ہوں نامور
ظاہر ہوں اور چھپا بھی ہوں آنکھوں میں جیسے نور
سر میں ہوائے ماہ ہے اے ناصح اس لئے
منتِ کر کوۃِ حصن سے محروم بہر حق
گرچہ ذلیل و خوار ہوں امدادِ ساو لے

غزل

تو بے آبی سے باغِ دل میں اک سوز نہانی ہے
کہ جان اپنی ہمیں اُس آتشِ رو پر جلانی ہے
کہ واں آبِ دمِ شمشیر یاں تشنہ دہانی ہے
کہ پہنچانے کو کعبہِ وصل تک مرکبِ خانی ہے
نہیں لاتا زباں پر کیونکہ خوفِ کنِ نرانی ہے
گردِ میں اپنے خامہ کی شکایت کی کہانی ہے

تپِ غم سے جو دیدہ تر میں ہوتا خشکِ پانی ہے
ہوا بازِ شوقِ اب گرم ہے وہ شمعِ رُکس جا
نہ چاہوں کس لئے قاتل سے میں اپنی شہادت کو
نہ اپنی آہِ سوزاں ہے دھواں سارا لیکاں جاتا
میں طورِ عشقِ پر تیرے ہوں گرچہ دفترِ ارنی
ادب بند زباں ہے عرضِ مطلب میں مری ورنہ

ہمارے کارواں میں کب ہے جس قیل و قال ایل
ہے آوازِ جس گویا جگانار ہزنوں کا بس
صدق کی جوں رہے گا منہ کھلا اُسکا قیامت تک
جو ہیں ہم صاف مشرف سمجھے ہے ہر قوم اپنا سا
غزل اور اس زمیں میں پڑھکے امداد الہی سے

کہ راہ کشف میں گمراہ دلیل طے لسانی ہے
زباں کا گھولنا غارت گر ستر نہانی ہے
جہاں خامہ سے دائم مثل دریا در فشانے ہے
کہ اپنے رنگ پر ہر طرف بقا صاف پانی ہے
حلاوت بخش عالم کو تری شیریں زبانی ہے

غزل

تپِ سحر میں جی جلتا ہے جا آنکھوں سے پانی ہے
حریفِ نفس کب ہو عقل جو سحر معافی ہے
ہے اپنا طوق ہر نکتے میں سونگِ شکر رکھنا
ہے بے دردوں سے اپنے درد کی گئی دوا ایسی
نہیں ہے کسر شاں ہونا مفید بندِ عزت میں
گلِ آسا صبح پیری میں وہ بے حسرت کھنڈے
جو زرا آتش میں گم ہو جا تو خاکستر سے ملتا ہے
لئے جاتا ہے کوثر ساتھ صحرائے قیامت میں
ہمارے جرم سے چلیں برجیں کیوں عفو ہو اُس کا
سکے ہے دیکھنا بادیدہ کثرتِ نور و حدت کو
نہ کیوں ہو رنگِ آئینہ کا سر سونے روشنی گہ
عبث کھاتا ہے فکرِ زیدی غمِ سخت انسان کیوں
بڈا میں قبر سے گروہ نہیں شکوہ میں اُن سے
بلاویں مہربانی سے بڈا میں کچھ نہیں شکوہ
مثالِ جان و تن ہے بچھیں اسیں قربِ بھدردی
نہ دو ناشاد کو آرامِ دن کو اور نہ شب کو تم

اجی دیکھو تو اس بارش میں کیا آتش فشانے ہے
کہ روغن پر کبھی غالب نہیں ہو سکتا پانی ہے
حلاوت بخش تلموں کو مری شیریں زبانی ہے
کہ نوکِ خار یا کونینش کنزِ دم سے اٹھانی ہے
مثالِ اسمِ اعظم بلکہ خود عظمت بڑھانی ہے
جو کھوتا خواب غفلت میں شبِ قدرِ جوانی ہے
جوانی کا عمل پیری میں پیری میں جوانی ہے
کہ جو اشکِ ندامت سے لٹا کھو نہیں پانی ہے
کہ آئینہ کو بد صورت سے کب ہوتی گرانی ہے
کہ ہر طرف و صیم ہر اک شاہِ روح و معانی ہے
مجھے زشتی سے حاصل کچھ مفصودِ جانی ہے
کہ تابِ خور سے پتھر میں غزلے لعل کافی ہے
بلاویں جہر سے اپنی تو اُن کی مہربانی ہے
ہمیں اُن کی بہر صورت بجا مرضی کو لانی ہے
نہیں کھتا ہے اے املاؤ کیا ستر نہانی ہے
اجی اے دل تمہیں کیا علت ایذا رسانی ہے

غزل

رخ سے کاکل اٹھایا کس نے عرشِ اندیشی سب کو پانہ سکین ابر گریاں میں برقِ حسن دکھا پے نہ عالم میں وہ نوال عالم میں شعلہ رخ دکھا کے اپنا ہمیں میں نونا نام و نشان مٹا بیٹھا شخص واحد ہے سیکڑوں میں نام	رات میں دن دکھا دیا کس نے میرے دلیں سما دیا کس نے روتے روتے ہنسا دیا کس نے شورائیں کا چچا دیا کس نے سرسے پانک جلا دیا کس نے شہرہ میراڑا دیا کس نے ایک کو سونہلا دیا کس نے حسنِ پیلے دکھا کے اے امداد	لاکھ کو ایک ایک کو لاکھوں دھونڈنے نکلے آپ کو کھویا منہ تو عاشق سے پھیرا تو نے اُسے نغمہ سرمدی ستا کے ہمیں عشق معشوق عاشق اک کہہ کر اول آفر عیاں نہاں ہو کر ہنستے ہنستے جود میں رونے لگی تجھ کو مجھ کو بنا دیا کس نے	کر کے ظاہر چھپا دیا کس نے مجھ کو اُس میں گما دیا کس نے ہنستے ہنستے دولا دیا کس نے مست و بخود بنا دیا کس نے سر و صورت سجھا دیا کس نے حرفِ شرکت مٹا دیا کس نے شیخ تجھ کو جلا دیا کس نے
--	---	--	--

غزلیات فارسی

اگرچہ بخود متملے ہشیار میگردد چو دیدم در غرضِ راسخ ہونے گنگے ز چشتِ مے میر بخود سید زہد بتی تند شراب شوق عالم را تو می طلبی دمی غنچی	بیاطی شاہ کو نیم ظاہر خوار میگردد انہی در بحر و برد کوچ و بازار میگردد چو می بایں نہاںم ز حرام خوار میگردد مگر خودم کو دغا نہ خوار میگردد میان و بحر و دل امداد را روشن	امرا بطیست جان چو نور نور بغرضِ آن بچہ بخود بدستم کطرہ باجر ایں است چو شد منظور قتل من تغافل چیست اطفال مرانا فخر خواہد شد نصیحت ناخباہر گز کے عکس نوایے کیف ہے انوار میگردد	بصورتِ زہد با می گچہ سایہ وار میگردد کہ دلداریے نبر وار ہے دلدار میگردد کہ سر بر کف کنی بردوش گزوار میگردد کہ سودایش بسروارم نہنم بیگار میگردد
---	---	--	---

جواب خط شاہ سید علی احمد صاحب تخلص صل علی احمد انبیطہوی

چو آمد ساقے مشکل کشا دشوار کارِ من صبا آور دچوں بوئے گل وصلِ نگارِ من بجد اللہ چہ راحت یافت جانِ بیقرارِ من خبر آمد خط آمد قاصد آمد ہم پیام آمد بایں شکرانہ بروید و نہادم پلے قاصد را چوں منظور حذبِ اشتیاق در حبابِ تو پس از مدتِ برآمد ز دوی جان و دل یعنی بے ذوق حیاتِ من بسا تلخ از غمِ ہجران بدیدہ گریہ لب نالال بجانم سوز تن لرزاں بعین گریہ من خنداں ویم در خندہ من گریاں گئے گریاں و گہ خنداں گئے جیراں گئے نالال	بیک جود زے بکشد و عقد و لفگارِ من برآمد بر ہوائے شوق ایں مشتِ غبارِ من کہ آمد خاگہاں نامہ ز کوئے شہر یارِ من و لم حیراں کہ باشد بر کدای جانِ نثارِ من کہ از نامہ منور کرد چشم انتظارِ من بجرم دوستاں گوید و لبس عز و وقارِ من سحر گردید از نہر خطِ شہمائے تابِ من خوشا این طالع شیریں کہ گشتے سغما سہارِ من ہمیں تسکینِ دل بودے ہمیں صبر و قرارِ من بہا اندر خزاں بود و خزاں اندر بہارِ من بجز این شغل یک لحظہ نہ دے روزگارِ من
---	---

نمیکرد و بیان شوق وصل و شکوہ ہجران کہ آمد نامہ خوش ناگہاں وصل علی احمد آدائے شکر آں ساقی نہ گرد و از زبان و دل بیاد خود نگہداشت ز مشغولی غیبر حق ز لطف چشم آں دارم کہ دایم بچنین جاری کنم تہمیراے امداد تاکہ شوق وصل او	غرض جز ذکر و فکر تو نبودے پیچ کارِ من لیکایک رفت غمہائے دل اندوہ کارِ من کہ از یک جز عمر زان مے برد کل رنج و خارِ من با حسا نیکہ یاد م کردائے پروردگارِ من بماند در ولت یاد دل امید وارِ من ارسدائے کاش جائے نامہ آن نامی نگارِ من
--	---

غزل شوقیہ ارکان حج

رفتیم چونکہ ہوی کونے تو کر دم چوں حلقہ در کعبہ بصد عجز کر فتم در سعی طواف و حطیم بمقامے در عصر عرفات بہا شتر نمودم	دیدم رخ کعبہ دکر دے تو کر دم در گردن خود سلسلہ کیسو تو کر دم ہر سمت تمنائے نیکوئے تو کر دم چوں یاد من آں قلمت دلجوئے تو کر دم	نحر بزم گرم بہ پیش نظر شد سر میدہ عالم پے بوسہ جگر سود لبیک و دعا خواں تہم مخلوق بعرفات قربان سر خود من بسر موی تو کر دم
---	--	---

عرضی عبد اللہ مسکین در مدح شریف عبد اللہ بن عون بصنعت توشیح

شاد باش اے شاہ اقلیم عرب خون حق باتو بودائے ابن عون لنگر انعامت اے شاہ کرم نیت توشیح کنوں محتاج سخت	رحمت حق بر تو باد روز و شب با خوش از تو غذائے برد و کون ہست جاری و انما بر ہر ام عین رحمت بر کشائے نیک بخت	یا الہی و ارسائش را و راز دوست خوش و دشمنت بر باد باد ای دعا گو ہم ز خوانِ عام تو درد ما کن جاری دہ لقمہ مرا	فیض بخش بر سر اہل حجاز اہل حرمین از تو بس دل شاد باد بود نعمت خوار از انعام تو نعمت داریں بخشند حق ترا
--	---	---	---

شجرہ قادریہ فیصیہ منظومہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمامی حمد اے محبوب مطلق خداوند بحق ذات پاکت بانکہ اسمہ احمد محمد بحق مرتضیٰ شاہ ولایت	ذرات تو سزاوارست دلائق پذیرا کن مناجاتم بر حمت امام انبیا سلطان سرمد خداوند انمارہ ہدایت	پس بہمد و ثنا صلوات بھمد خداوند بحق شاہ لولاک عطا فرما طریقت با شریعت بحق شیخ حسن بصری الہی	بدر گاہ تو بندہ عرض وارد مرا کن از غم دنیا و دین پاک دلہ روشن کن از نور حقیقت ز سیر خوش کن آگہ کما ہی
--	---	--	--

بجی شیخ حبیب عجی شہ دیں	دعایہ بفضل خویش گزین	بجی حضرت داؤد طائی	مرا از قید هستی وہ ربائی
بجی خواجہ معروف کرنجی	مرا محفوظ دار از شر چرخ	خداوند بجی سری سقطی	شبا تم وہ براہ نیک بجی
بجی شہ جلیل آل شیخ بغداد	ز قید دو جہاں مارا کن آزاد	بجی خواجہ بو بکر شبلی	بکن بر عاشقان خود تجلی
بجی عبد واحد بو الفضل شاہ	خداوند کن از اسرار آگاہ	بجی بو الفرج آن شاہ طوسی	بکن بازار رحمت خویش یلوسی
بجی بو الحسن ہنگاری با حق	بہ تیغ عشق خود کن سینہ نام شق	بجی بو سعید آن شاہ بو الخیر	بکن محو از دل من الفت غیر
خداوند بجی شاہ جیلان	محی الدین غوث قطب دوراں	بکن خالی مرا از ہر خیالے	ولیکن آنکہ زو پیدا است حالے
بتاج الدین شاہ عبد رزاق	بدہ چالاکیم در راہ عشاق	بجی شاہ زین الدین والا	مزین کن مرا از دین و تقویٰ
بجی شیخ یحیی زاہد حق	مشرق ساز از دیدار مطلق	خداوند بجی شاہ موسیٰ	بمانم بردت دائم جبین سا
بآں عبد الوہاب بحر ثنائی	مرا کن عرق در موج معانی	بعبد القادر راسی الہا	بملک معرفت کن شاد مارا
بجی احمد قدسی عاقل	نشان ماسو اگذا در در دل	بجی شاہ مولانا مغرب	بگرداں مدقم در خاک میزب
بجی شاہ عبد الحق عالی	دل مرا کن ز حب غیر خالی	خداوند بجی شاہ الیاس	پناہ خواہم تو از ستر شناس
بجی حضرت قمیس الاعظم	بکر یہ چشم راہ عشق باہم	بجی بو محمد شاہ محمد	عطا فرما مرا عرفان بے حد
بجی شاد محمد غوث ثنائی	مدو درد و غم و سوز نہانی	بجی شاہ عبد الحق کامل	جمال خویش چشم ساز شامل
بجی شاہ سید عبد رزاق	بوصل خویش مارا در مشتاق	خداوند بجی رحم علی شاہ	باسرار لدنی ساز آگاہ
بشیخ عبد الرحیم آن شاہ شہدا	شہیدم کن بہ تیغ عشق شایا	بجی حضرت نور محمد	منور کن دلم از نور بیحد
خداوند بجی جملہ پیراں	مرا ہم دطرین نشان ہمیراں	بجی آل و ازواج و صحاب	بجملہ اولیا ابدال و اقطاب
بغوث و فرد و برابر و باد تاد	بشاق و عباد و بز ہاد	ز دست نعل کافر کیش خو خواہ	آلہ العالمین مارا نگہدار
بخود مشغول دارا نہر حیاتم	اگر میرم بدہ یارب نہا تم	بہیباں میثوم بر باد اللہ	بیاد جلد کن امداد اللہ
خداوند بایں پیراں عظام	بوقت مرگ کن بالجہ انجام	بیراں شخصے کہ ایں شجرہ بخواند	مرا ہم از دعائے یاد آرد

رباعے

ہے بُرا اچھا جو سمجھے آپ کو	اور بالاسب پہ کھینچے آپ کو
مردم دیدہ سے سیکھ امداد تو	سب کو دیکھے اور نہ دیکھے آپ کو
عیدی	
عید گاہ ما غریباں کو نئے تو	انبساط عید دیدن روئے تو
صد ہلال عید قریا نیت کنم	اے ہلال عید ما بردے تو

رسالہ در بیان وحدۃ الوجود

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

از فقیر حقیر امداد اللہ فاروقی چشتی صابری عفا اللہ تعالیٰ عنہ
بعد حمد و صلوة و اقیات و بتقدیم سلام و تحیات مؤدت سمات بخدمت مکرم و معظم درویشان و قدر
ایشان حقایق آگاہی معارف و سنگاہی جناب مولوی محمد عبدالعزیز صاحب چشتی صابری زاد اللہ تعالیٰ مجدد
مہربان و مکشوف باد معاضد سانی بمضمون عجیب باشارات غریب موصول شدہ ممنون یاد آدر بہا فرمود
بلحاظ ہم مشرعی و مہطرقی در بارہ مسئلہ وحدۃ الوجود ماینتقل بہا استدراکی شدہ است و بطلب جوابش
مبالغہ رفتہ محذور ما فقیر این لیاقت کجا دار و خود را در زمرہ عارفین حقایق شناس کجائی شمار د کہ متصدی
چنین ام خطرہ گردو۔ اما از آنجا کہ جناب بکمال جوشش و کوشش جواب طلب فرمودہ اند و بہا ہا گفتہ فرستادہ
لا علما جا منتالا للامر قلم برداشت و ہر چه حق ست در فہم رسید از رطب و یابس نگاشت واللہ الموفق و المعین
رجائی بدارم کہ اگر سہوی و خطای و یا بندہ پوشند بلکہ باصلاح آن کوشند کہ منت خواہد بود۔ چرا کہ فقیر بہجدان
راجز منصب ترجمانی بسیج نیست۔

آغاز

فقہ ماخوذ مکتوب بطریق انتخاب مضامین آن سوال اول مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم معتقدان
وحدۃ الوجود و وحدۃ الوجود را الملحد و زندیق میگفتند مرید و شاگردشان مولوی احمد حسن صاحب نیز ہمیناں
میگویند و اقوال ضیاء القلوب را ما اول میدانند تاویل و آن آن جو خود دیگرے را نمی شمارند و مولوی رشید
احمد مولوی محمد یعقوب صاحب نیز ہمہرین مسلک بودہ اند با وجود آنکہ اجازت از تو گرفتہ اند و مشرب اہل چشت میارند
خلاصہ مشارح چشت سخنان نمی گویند

جواب

نکتہ شناسا مسئلہ وحدۃ الوجود حق و صحیح است در این مسئلہ شک و شبہ نیست معتقد فقیر و ہر مشائخ

فقد معتقد گسانیکه با فقر و بیعت کرده و تعلق میدارند، پس دست مولا می نمود قائم صاحب موم و مولا می بود و صاحب صاحب و مولا می می یعقوب صاحب و مولا می احمد حسن صاحب و غیر هم از علمای این فقیر اند و تعلق با فقیر می دارند، میبگه خلاف اعتقادات فقیر و خلایق مشرب مشایخ طریق خود مسلکی نخواستند پذیرفت مگر با اعتماد کیفیت است قلبی که بنده را از کمال علم و یقین صدق برامری و در دل مستحکم گردید این را در عرف شرع شریف تصدیق قلبی کافی است این مسئله وحده الوجود چنان نیست بلکه در اینجا تصدیق قلبی و یقین و کف لسان واجب است چنانکه اسلام شرعی تعلق با خدا و با خلق میدارد اسلام حقیقی محض تعلق با خدا دارد اینجا تصدیق با قرار ضرورت اینجا فقط تصدیق باید سولای آن در استفسار این مسئله فائده همین که اسباب ثبوت این مسئله بسیار نازک و نهایت دقیق فهم عوام بلکه فهم علماء ظاهر که از اصطلاح موقوفه عاری اند قوت درک آن نمی دارد چه علماء بلکه صوفیا میگویند هنوز سلوک خود تمام نکرده باشند و از مقام نفس گذشته بمرتبه قلب نارسیده از این مسئله مفروضی باید از مکر نفس و تزلزل و لغزش پا در چاه اباحت و قعود ضلالت سرنگونی افتند بلکه گروه با افتاده اند که شاهد ناصح فروع بالله صحت ذلک جناب هم نیکو میدانند که این مسئله خاصیت عجیبی دارد و بعضی را هادی و بعضی را مضل هر چند نفعت خوشگوار است اصحاب از ازل لذت علالت حاصل مرضی را تلخ و ناگوار و در حق شایان اوزیر قاتل برای همین فرمود من مراح اسرار الربوبیة ففکر استتار آن لازم افشای آن نهج اول کیسه در این مسئله غرض فرمود شیخ محی الدین ابن عربی است قدس سره اجتهاد و در این مسئله و اثبات آن بهر اهل و اصحاب بر گردن جمیع موصوفان تأقیام قیامت منت نهاد و لطف اینجا است که شیخ الشیوخ شهاب الدین عمر مبرودی قدس الله سره همعوم هم بلد و بود مردمان حال شیخ اکبر از دهر سید گفت نه روزند لایق مردمان از محبت او احترام می کردند و چون وقت یافت از شیخ الشیوخ حال آخرت او پرسیدند فرمود صلات قطب الوقت من سحاک و لی الله یمید مردمان تعجب کردند پرسیدند که چرا او را از ندین گفت ما را از استفاده محروم داشتی گفت او ولی و واصل بحق بود و با مجذبه قوی داشت هر چند مقرب بارگاه بود لکن قابل اتباع نبود و در زمان اخیر مجذوب شده بود زبان او در افشای اسرار به اختیار شده اگر شما در محبت او میرسید گمراه می شدید چرا که از غلبه حال سخنان که می گفت در فهم شما نمی آمد و عوام را زبانی دارد اگر دانید بر شما منت نهادم پس اینجا غور باید فرموده که مردمان را چه می رسد که با کسی او ناگس باز از مسئله وحده الوجود گرم داریم و عوام را که جزوی از ایمان تعلیدی میدارند از آن هم بی نصیب سازیم در اینجا گفتگو می حاصل است وقت خود اعتقاد عوام ضائع کردن است معارف آگاه به بار نمی آید احتیاط احباب فقیر مثل فقیر زبان از این قبیل و قال لبته میدارند و احترام میکنند سائلان را اشارت بتاویلات نمی نمایند ممانکار آن مسئله مگر دو بسیار مردم بدتادین این مسئله سریشی برداشته مجلسهای آرائند خود مگره شده گروه مسلمانان را مگره می سازند چنانچه پادشاه می اقتدیس از این قبیل و قال چه فائده اگر میاید مردمان را بطلب حق و ترک تعلق و دنیا و

و اکثر تذکرہ فکر محرمیں باید فرمود و در آن باید گوشت پیر ازین سلوک تزکیہ نفس و تصفیہ قلب حاصل گردد خود ضرورت آن قسم مراقبہ کہ در ضیاء القلوب مرقوم شدہ پیش می آید خدا خود در سہری میکند و **الذین جاهدوا فینا لنمھدھنھم** سبیلنا عرض از ہدایت کردن سبیل تجی ذاتی ست بر قلب سالک تا تحقیق مسئلہ وحدۃ الوجود منکشف گردد۔ این را رفتنی ست گفتنی نیست از گفتن تا دانستن تا دیدن و شدن فرق بسیارست خدا لے تعالیٰ ما واجباً ما را شما واجباً شمارا در این راہ از ذلت پانگہ دارد۔ پیرو شیخ اکبر حضرت جانی قدس اللہ سرہ الانی میگوید **قطعاً** از ساحت دل غبار کثرت رفتن بہ خوشتر کہ بہرہ در وحدت سفتن بہ معرور سخن مشکوکہ توجہ خدا لے واحد دیدن بود نہ واحد گفتن۔ اگر از راہ انصاف نگذاریم و تتبع نظر در حقیقت این مسئلہ نگرییم جز حیرت و حیرت برون فنا در فنا بیج بدست نمی آید چہ خاک نویم کہ چنین ست و چنان ست ع آں سوختہ را جاں شد و آواز نیامد تا طغیہ و تشربیح ایں اسرار و جدائی لال ست مثل نابینائی مادر زاد کہ در خواب رنگہا و چیز ہائے عجیب می بیند با مردمان چہ توان گفت کہ چنین بود یا چنان بود چرا کہ در محسوسات چیز لے ندیدہ است کہ بدان مشابہ کند و فہاند اگر احیاناً گوید و فہاند واقعی نگفتہ باشد واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

فقہ و بطریق انتخاب از مضامین مکتوب

س

مسوٰل ۲۔ حالانکہ در ضیاء القلوب بوزنش لا موجود الا اللہ و مراقبہ ہمہ اوست بنصرتج تاکید است و ہم در مراقبہ ہمہ اوست ملاحظہ معنی لازم گفتہ پس ایں مراقبہ بلا لحاظ عینیت و اتحاد صورت نبند و نیز جائے دیکضیاء القلوب درج ست تا وقتیکہ فرق در ظاہر و مظهر پیش نظر سالک ست بوئے شرک باقی است ازین مضمون معلوم شد کہ عابد و معبود فرق کردن شرک است جواب ۲۔ شک نیست کہ فقیر ایں ہمہ در ضیاء القلوب نوشتہ است اگر گویند کہ ہر چہ گفتہ نمی شود چگونہ نوشتہ شد گویم اگر بدین مکشوفات خود را بہ تمثیلات محسوسات تعبیری کنند تا طالب صادق فہم اند نہ آنکہ کانہ گفتہ باشند مثلاً اگر نابینا در خواب ماری بیند و در بیان آن عاجز آید گوید کہ مثل ساعد من بود و در آن حال بدست ادا کر رسد و بند و گویند کہ آچنین بود گوید ہاں چنین بود اینست تفہیم بہ تمثیلات ازین قبیل است تحریرات پیشینان برای آگاہی پس آیندگان تا فاضلہ برقرار ماند و وقت حاجت رفع تشک کہ کرد و اسرار یکہ سیدہ بسینہ می آنحوالہ القلم کردن مناسب دانستند در راہ حقیقت کشادہ دانستند و گفتند ما آن کہ سائیم کہ ماہل را در کتاب ما نظر کردن حرام است تحقیق حلال نیست فقیر ہم بتقلید ایشان قول ایشان را ترجمانی کردہ است با وجود انتخاب استفسار می فرماید و انکشاف چگونگی آن می خواہند اعلیٰ اجاً متناً لا لامل بل بیدریضاح آن ضروری افتاد تا خاطر نشین آن حقایق شناس گردد و اطمینان دست در اترد و نمائید ختصارش اینکہ۔ از بیان ما سبق مبرزین گردید کہ در اصل مسئلہ مذکور حق و بالیقین ست صدق

آن نگاه معلوم گردد که طالب از محنت و دشواری و محاربت استغراق و ترک محاربات مایه از خودی خود دور شود چنانچه از خیال خود گذشته و بیخ شئی در نظر او و خیال از مانند جسمی حتی میانه کند و تنبیه از نظر سالک تقدیبات و سببها بر سر او مرتفع گردد و چنانچه نه بیند و تغییر کرد بلکه شعور این معنی هم مرتفع شود هر چه بیند خدا بیدار بود و تعین چه معنی آنا گوید

این مرتبه را فنا در فنا گویند این گفته را زنی نباید فهمید بلکه نانی میگوید مولانا قدس سره است -

فی که هر دم نفی آرائی می کند؛ فی الحقیقت از دم نانی کند؛ بے فانی خویش دے جذب قوی؛ یکی حکیم وصل را محرم شوی
ایضاً عارفی گفته تو میباش اصل کمال اینست و پس؛ که تو در الگم شود وصال نیست و پس - از این وقت خود خبردار

سلطان الانبیاء صلی الله علیه و سلم لعی معی الله دقت لا یستغنیه ملامت مقرب و لا نجی من سب و لا زخوص

امت دی گفت باید بر بطایع سیمانی ما اعظم شانه منور علاج انا الحق این همه از این همه باب است

با وجود این همه غریب اعتباری که اصطلاحی است از میان عهد در مرتبه نشد بر چند در حالت فانی شعور در نظر سالک

نماند باشد زیرا که چون از بے شعور بے باز بشعور درآمد دانست که من از خود بیخبر شده بودم شل آن آیین یاره که

در آتش سرخ شده نفوز که من آتشم انکار این قول دے کرده نمی شود و اما واقعی آتش نشده است این حالتی است

بهر پاره آیین عارض شده و گردن آیین آیین است آتش آتش این است کما در حقیقت وحدۃ الوجود در اینجا کیفیت

عینیت و غیرت اندک دانستن از واجبات است تا آنکه از این آگاهی نه باشد کیفیت وحدۃ الوجود مفهوم نگردد و در

درزش مراقبه بهره اوست و ملاحظه عینیت صورت نمی بندد و کسانیکه بجز و خوص در مسئله وحدۃ الوجود در زندگ

افتاده اند از نا دانستن مسئله عینیت و غیرت بوده است هر که اول پیش در امر به تحقیق دانست دانستن همه

مسائل برادر آسان گردد اگر چه تحقیق این مسئله عینیت و غیرت متعلق است بدانستن نزولات سته آفیز باطنات

آن همه پرداختن نمی تواند مختصری نگار و آن انیکه در عهد و رب عینیت و غیرت دهر و ثبات و مستحق است آن بوجهی

و این بوجهی اگر در بادی النظر اجتماع ضدین در شخص واحد محال بیناید الضدان که بجمع است اما این

دو ضد لغوی است ضد اصطلاحی جمع میشود برای همین است که محققین را جامع الاضداد می گویند که اصطلاح صوفیان

دیگری باشد مثل آنکه نور و ظلمت ضد لغوی است این ضد در یکبار در یک وقت جمع نمیشود زیرا که معنی این دو لفظ

بر وضع خود قائم است اگر بر وضع خود قائم نباشد اجتماع آن جائز است مثل آن سایه را اگر ظلمت گویند مجازاً

از روء استعاره میتواند شد و این سایه را که ظلمت نام نبوده شد با نور در یک جا و در یک وقت جمع میشود

زیرا که سایه ظلمت اصطلاحی بود پس ازین تمهید معلوم شد که در عهد و رب عینیت تحقیق لغوی نیست و بهم

غیرت تحقیق لغوی نیست - اجتماع این بر دو ضد در شئی واحد محال است که پس شد که در علم معقولات ممنوع واقع شده

آن معنی لغوی است نه اصطلاحی این قوم محققین از اینجهت جامع الاضداد اند که دو ضد را جمع نمی کنند آن دو ضد

معنی لغوی نیست زیرا که اجتماع صدیق لغوی نزد ایشان هم محال و لایمکن است بمثال دیگر تفهیم اینکه اگر شخصی کرد اگر خود آئینه با گذار دور هر آئینه بذات خود و صفات خود کانه نمودار شود نموداری صفات آنست که هر حرکت و سکون و هر هیات شادمانی و غمگینی و خنده و گریه شخص در عکس برود می شود از جهت شخص عین عکس است عینیت حقیقی اصطلاحی است اگر لغوی بودی هر کفایتی که بر عکس گذرد بر شخص گذشتی و واجب گشتی چرا که عکس در برابر آئینه است این کثرت در وحدت شخص فرقی نمی آرد اگر بر آئینه و بر عکس سنگ زنند یا نجاستی اندازند شخص ازاں متضرر و نجس نمیشود بجال خود دست و ازین نقصانات منزله و مبرا است ازین و غیر بیت حقیقی اصطلاحی به ثبوت میرسد پس در شخص و عکس عینیت و غیریت هر دو مستحق شد بدانکه در عبد و رب عینیت حقیقی لغوی هر که اعتقاد دارد غیریت بجمع وجه انکار کند لکن در ذلیق است ازین عقیده و عابد و معبود و ساجد و سجود و بیگانه فرقی نمی ماند این غیر واقع است نعوذ باللّٰه من ذلک اگر محض غیریت حقیقی لغوی در خالق و مخلوق اعتبار کنند و هیچ نسبت و تعلق عینیت و عبد و رب جز نسبت خالق و مخلوق ثابت نه نمایند مثل نسبت کلال باظرف اگر کلال میر و ظرف ساخته او بجائے خود مانده بسبب غیریت لغوی است در ظرف و کلال این تم غیریت در عبد و رب باقی نیست بدین غیریت که قائل اند علماء ظاهر و متکلمین اند غافل از اصطلاح موحیدین شده حی ترند که عبد و رب یک میشود نمیدانند که موجب اصطلاح محققین و عکس و شخص با وجود ثبوت هر دو جهت گاه به این آن نشد آں این نگردد عکس عکس است شخص شخص عکس مخلوق و حادث و ناقص است و شخص قدیم و باقی و کامل پس اینست حقیقت این مقدمه

بیت جامی ۱- هر مرتبه از وجود حکمی دارد: بگر حفظ مراتب کنی زندیقی و بمصدق مزج البحرین یلتقیان بینهما بزرخ لا یبغیان همین بحرین حدوث و قدم است نیز اینجایک تمثیل لطیف یا آمل اعنی بنده قبل وجود خود باطنی خدا بود خدا ظاهر بنده گشت کنز معنی برین معنی گواه است حقایق کونیه که نتایج علم الهی اند و رذات مطلق مندرج و مخفی بودن و ذات بر خود ظاهر بود چون ذات خود است که ظهور خود بر پنج دیگر شود اعیان و لباس قابلیات شان بجلوه تجلی خود ظاهر فرمود خود از شدت ظهور خود از چشم بصیر ایشان مخفی گردید مثل تخم که شجر با تمام شاخ و برگ و گل و ثمر در آن پوشیده بود گویا تخم بالفعل بود و شجر بالقوه چون تخم باطنی خود را ظاهر نمود وجود خود پنهان گردید هر که بیند شجر می بیند تخم بنظر نمی آید اگر بغور بینی تخم لباس شجر ظهور فرموده تخم بالقوه شد شجر بالفعل شد هر چند از وجبی تخم و شجر یک است جدائی نیست عینیت یافته می شود اما دلائل غیریت و جدائی نیز در و پیدا واقعی است حفظ مراتب ضرورت زیرا که صورت و شکل تاثیر و خواص تخم دیگر و اجزائے شجر دیگر است وجو بات غیریت هم کثیر است مرد صاحب فطانت انکار آں نخواهد کرد از روی عینیت تخم و شجر اگر چه واحد است این وحدت اعتباری و اصطلاحی است در اینجا اول است نه اتحاد معنی بالفعل و بالقوه شرکت دارد پس هر چه بالفعل بود بالقوه شده و آنچه بالقوه بود بالفعل گردید فهم منی فقه جلاله حکمته و عظمت شأنه بیت تر از دست بگویم حکایتی بے پوست و پهن از دست اگر نیک بنگری همه او است

قائل ہے۔ چون نسبت و وجہیت در عہد رب ثابت و متحقق گردید لازم آمد کہ برای اذعان از مرتبہ پست ترین نزول و حصول
و قرب و وصال در سیدک بدرجہ عبدیت حقیقی کار ہا ضرور اقتاد و آن مجاہدہ و مراقبہ است و مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ
وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِي یعنی عبد شدن است و حقیقت عبد اللہ حقیقی خاتم المرسلین محمد مصطفی
صلی اللہ علیہ وسلم است عبد شدن دشوار است تا از دہم الوہیت خود تماماً و کمالاً نگذر و بدین مرتبہ نرسد بنا بران
مجاہدہ در ریاضیات و ترک تعلق دنیا و حصّ نفس و ترک توہم ماسوا واجب گردید تا ذکر فکر بدرستی و راستی بظہور
رسد چون اول بمصقلہ ذکر نفس مطیع و تلبہ صافی شود ذوق و شوق رو بہ ترقی آرد دل از خطرات بایسند وقت مراقبہ
لا موجود الا اللہ در آمد چون درین مراقبہ از سہمہ اوست انغماض نظر کرده سہمہ اوست را پیش نظر دارد درین
استغراق فیض باطنی و جذبہ غیبی مدد میفرماید از ہر چہ جزا درست بے خبر گردد شعور این بی خبری ہم نمی ماند بنید ہر چہ بیند
داند ہر چہ داند گوید ہر چہ گوید معذور است۔ اینست وحدۃ الوجود و وحدۃ الوجود مثل آہن پارہ کہ در آتش رنگ آتش
گرفتہ لغرہ انا النار و آنکہ بالقلب حقیقت آتش شدہ این از حال تعلق دادنہ از قال مقام غور است یعنی در
حالتیکہ آہن پارہ خود در احوالہ آتش کردہ انضیال آہن پارگی خود گذشتہ منتظر آنست کہ آتش بر خود مستولی گردد
و رنگ خود بخشد درین تصور اگر خیال دیگر گذرد در حق دے شرک است کہ مانع مقصود و قاطع الطریق اوست
اینست معنی آنکہ رضیاء القلوب بملاحظہ سانی در آمدہ کہ در مراقبہ و ہمہ اوست تا وقتیکہ فرق در ظاہر و مظهر پیش نظر سالک
ست بوی شرک باقی ست وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا عَلِمْنَا اَنَّا اَللّٰهُ اَعْلَمْنَا کرامی قدر از فقیرے ہما با طول سانی کرد چہ کند کہ
بدون آن سخن تمام نمی شود ہر چند ازین تحریر خود نادم می شوم اما شادم کہ بہر تقدیر جواب رقائم متعددہ جناب ادا
گردید اگر بسند خاطر و منظور و الا گرد بندہ ضعیف را بدعائی خیر خاتمہ یاد و دارند ورنہ باز فقیر را نیاز از رند و اسلام
وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ۵

درین مشہد بگویائی مزین دم سخن را ختم کن واللہ اعلم
محرمہ ۲۱ - ذی الحجہ ۱۲۹۹ در مقام خیر البلاء مکہ معظمہ زاد اللہ شرفہا و تعظیما



نومز مختصر احوال وصال عاشق ذوالجلال والجمال حضرت حاجی امداد اللہ

حضرت حاجی صاحب کی کچھ عمر زائد نہ تھی کل چوراسی سال تین تین مہینے بیس روز کا سن شریف تھا مگر کچھ خلقتہ
ضعیف خفیف اللحم تھے اس پر مجاہدات و ریاضات و تعلیل طعام و منام پھر ہجوم خواص و عوام اور
سب سے بڑھ کر عشق حسن ازلی جو امتحان تک کو گھلا دیتا ہے ان اسباب سے آخرین اس قدر

ضعیف ہو گئے تھے کہ کروٹ بدلتا دشوار تھا کھانا پینا بار تھا گردل عشق منزل بہ وقت نشہ تقا میں سرشار تھا
اسی میں اسبال شروع ہو گیا مگر نظافت و لطافت و استقلال و استقامت و شفقت بجال و تربیت طالبان
خدا میں ذرہ برابر فرق نہ آیا تھا آخر کار ضعف زیادہ ہو گیا حتیٰ کہ بارہ یا تیرہ جہادی الاخرے ۷۳۱ھ
روز چہار شنبہ وقت اذان صبح اپنے محبوب حقیقی سے واصل ہوئے اور جنت المعلیٰ و مقبرہ اہل
مکہ میں ہم پہلو مولانا رحمت اللہ صاحب مہاجر کے رکھے گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔ واقعہ یہ ہے کہ
ایسا شخص کامل مکمل کسی نے کم دیکھا ہوگا۔ اللہم ارفع درجۃ فی اعلیٰ علیین واخلفہ فی عقبہ فی الغابرین اللہم لاتحر
مناجرہ ولا تفتنا بعدۃ آمین یارب العالمین حقیقہ نے ایک مختصر مادہ تاریخیہ کہا ہے حَتّٰی وَخَلَّی الخُلد کہ قول
اولیاء اللہ لایموتوں سے مستنبط ہے حضرت صاحب کے ایک خلیفہ عالم رویا میں مشرف بہ زیارت
ہوئے اس طرح کہ کوئی مقام نہایت بلند مثل ثبلہ کے ہے اسہ ایک سفید خیمہ کھڑا ہے جس میں حضرت رضی اللہ
عنه رونق افروز ہیں اور خطاب کر کے فرماتے ہیں ۔

آئینہ ہستی چہ باشند نیستی نیستی بگزین گر ابلہ نیستی

سبحان اللہ اس خواب میں حضرت رضی اللہ عنہ کے علو مقام و قرب نام پر کئی وجہ سے دلالت
ہے اول مقام کا بلند ہونا کہ مطابق آیہ و رفعاہ مکاناً علیاً و حدیث کثبان مسک کے رفعت مرتبہ کی طرف
اشارہ ہے دوم خیمہ میں ہونا جو حسب آیہ مقصود رات فی الخیمام نعیم جنت ہے ہے سوم خیمہ کا سفید ہونا کہ احب الالوان
البیاض و اخوۃ وارد ہے و نیز لباس سفید موافق حدیث صحیح ورقہ کے علامت جنتی ہونے کی ہے چہارم تعلیم و
تلقین فرمانا کہ اشارہ ہے طرف مقبولیت شان ارشاد حضرت رضی اللہ عنہ کے پنجم معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کو
بدولت اس پستی و نیستی کے جو خاص مشرف و مراق حضرت کا تھا جیسا کہ اہل مشاہدہ پر مخفی نہیں بڑی دلینس
ملی ہیں اسی لئے اس طرف مخاطب کو متوجہ فرمایا۔ ششم ثنوی شریف کے مضامین میں رکہ حسب قول اہل
حقیقت کے معنی کلام حق ہے، آپ کی روح مطہرہ کا مستغرق و مشغول ہونا دلیل مناسبت روحانی مولوی
معنوی ہے اور حسب آیہ مع الذین انعم اللہ علیہم الخ دلیل قرب الہی ہے۔ ہفتم حضرت رضی اللہ عنہ
کی شفقت و توجہ اپنے خدام کی طرف کہ موقوف ہے حصول اطمینان و سکون پر جس سے
ظہور مضمون لاتخافوا ولا تحزنوا کا بخوبی ہوتا ہے اور اس سے انا خدہ برزخیہ کی تائید بھی ہوتی
ہے جس کا محققین اثبات کرتے ہیں۔ ایسا ہی خواب رویا نے صالحہ کہلاتا ہے جس کے باب
میں ارشاد نبوی ہے یرا بالمسلم او تری لہ والحمد للہ تعالیٰ علی ذالک۔ ختم شد

اللہ تعالیٰ نے جن و انس کو عبادت کیلئے پیدا فرمایا اور اسی میں ان کی عزت و شرف ہے۔ عبادت مخلوق پر اللہ تعالیٰ کا ایک حق ہے اور عبادت کا فائدہ مخلوق ہی کو پہنچتا ہے، عبادت اسی وقت درست ہو سکتی ہے جب وہ رب کی وضع کردہ شریعت کے موافق ہو، اور خالص اسی ذات اقدس کیلئے ہو، ہر قسم کے شرک کے شائبہ سے بالکل پاک ہو، عبادت کے لئے ایک اہم عنصر صفائی و طہارت قلب ہے جب تک انسان علاق دنیا سے تعلق تو ذکر رب کی طرف مکمل توجہ نہیں کرے گا عبادت کی تکمیل نہ ہوگی۔ تکمیل عبادت کے اسی زینے کا نام **تصوف** ہے۔ غرض تصوف اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ احکام شریعت پر بندے کے عمل کرنے کا ما حاصل ہے بشرطیکہ اس کا عمل علتوں اور نفس کی لذتوں سے پاک ہو۔

سید الطائفہ **حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی** کی ذات ایک ایسا چشمہ فیض تھی جس سے نہ صرف برصغیر بلکہ دور دراز علاقوں کے مسلمان مستفید ہوتے تھے جنہوں نے اتباع سنت پر مبنی دین کی خالص اور بے غل و غش فہم کو عملی صورت میں مجسم کر کے دکھایا اور شریعت و طریقت کا حسین امتزاج اپنے قول و فعل اور تعلیم و تربیت کے ذریعے عام کیا۔

زیر نظر کتاب **”کلیات امدادیہ“** حضرت اقدس کی تصوف و سلوک، تزکیہ نفس اور اصلاح اخلاق میں بے نظیر اور اس فن کی بنیادی اور مشہور دس کتابوں ضیاء القلوب، فیصلہ ہفت مسئلہ، نالہ امداد غریب، ارشاد مرشد، جہاد اکبر، مثنوی تحفۃ العشاق، غذائے روح، در و غمناک، گلزار معرفت، وحدۃ الوجود کا مجموعہ ہے۔

E-mail: ishaat@pk.netsolir.com
ishaat@cyber.net.pk

کلیات امدادیہ



DIU03813